کتابخانہ ترقی
LIBRAIRIE ...
۱۰۲۱۲ ش

سیاحت امیر

مرتبہ

حکیم برہم

رفاہ عام پریس گورکھپور مین چھپی

قیمت بے محصول ۱/عہ

ش ۱۰۲۱۲
کتابخانہ ترقی
LIBRAIRIE

سپاس حیات امیر

مرتبہ

حکیم برہم

رفاہ عام پریس گورکھپور میں چھپی

قیمت بے محصول

ف ۱۰۲۱۲
کتابخانہ شرقی
LIBRAIRIE ...

حیات امیر

مرتبہ

حکیم برہم

رفاہ عام پریس گورکھپور مین چھپی

قیمت بے محصول عہ/

کتابخانہ
مجلس شورای ملی

فہرست مضامین

حصہ اول

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
تمہید	۱ - ۴	ہز مجسٹی اور جدید ترکیب فوج	۴۳-۴۴
مملکت خداداد	۵	انتظام تعلیم	۴۵-۴۷
افغانستان زمانہ قدیم مین	۶	پابندی مذہب	۴۸-۴۹
افغانون کا سلسلہ نسب	۷ - ۹	سرحد پار کی تجارت	۵۰-۵۱
افغانون کے خواص	۱۰-۱۲	شجاعت و مردانگی	۵۲-۵۳
ہمارے تعلقات کی ابتدائی تاریخ	۱۳-۲۰	افغانستان مین علما	۵۴-۵۶
درانی خاندان	۲۱-۲۵	بچون سے اُنس	۵۷
سراج الملۃ والدین ہز مجسٹی سر امیر		فہم و فراست	۵۸
حبیب اللہ خان جی-سی-بی-جی-سی-		فیاضی	۶۱-۶۳
یم-جی بادشاہ مملکت خداداد افغانستان		ہز مجسٹی اور ہندوستان کے باشندے	۶۴-۶۷
و ترکستان	۲۶-۲۹	ہز مجسٹی کے ہمراہی عجائب	۶۸
لقب ولیعہدی مین مہمات سلطنت	۳۰-۳۲	ہندوستان اور افغانستان	۶۹-۷۸
اگرسٹی کی تخت نشینی	۳۳-۳۶	نتیجہ سیاحت ہندوستان	۷۹-۸۶
انتظام ملکی	۳۷-۳۹		
فوجی انتظام	۴۰-۴۱		
کمسریٹ و افزایش نسل اسپان	۴۲		

فہرست مضامین

حصہ دوم

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
ہندوستان کی سیر	١-٩	قواعد	
مہمان خانہ		کیمپ پٹیالہ (سرہند)	٢٣-٢٨
ایک نامعلوم بات		زیارت	
انتظام		کیمپ آگرہ کے ابتدائی حالات	٢٨-٧٤
یہ موقع		ہزمجسٹی کی فرودگاہ	
اب کس جگہ ہونگے		ابتدائی سرکاری کام	
آمد آمد		ہزمجسٹی امیر کا کام	
ہزمجسٹی کا لباس		نزول اجلال	
پشاور	٩-٢٣	اسٹیشن کے مراسم	
روانگی		جلوس	
ریلوے کا پہلا نظارہ		کیمپ مین خیر مقدم	
اسٹیشن پر نزول اجلال		ہزمجسٹی اور فوج	
جامع مسجد کی تیاری		لوگون کا پیش ہونا	
سرکاری دعوت		غیر معمولی گفتگو	
پشاور سے روانگی		ملاقات بازدید	
اٹک کا پُل		گارڈن پارٹی	

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
پیشی		اعلیٰحضرت علیگڈھ مین	٧٤-١٠٥
آگرے کے حالات		آرائش اور تیاریان	
سرکاری دعوت		انتظار	
اسپیچ		اسپیشل کی آمد	
آگرے مین قواعد		استقبال	
رسالے اور توپخانے		صدر دروازہ	
پیدل فوج		قصائد	
دلکش کیفیت		کالج کا ملاحظہ	
خاص حکم		انگلش ہاوس	
ہندوستانی متمولون کا جلسہ		مسجد مین نماز	
ہزمجسٹی جامع مسجد آگرہ مین		نظام میوزیم	
دربار دلی		امتحان دینیات	
خاص حکم		امتحان کا آخری سین	
دعوت		سوالات امتحان پر ہزمجسٹی کی راے	
پولو کا آخری کھیل		ایڈریس	
لفٹنٹ گورنر کی طرف سے دعوت		تقریر ہزمجسٹی شاہ افغانستان	
آگرے کی روشنی		گارڈن پارٹی	
آتشبازی		شام کے بعد	
ہزاکسلنسی وایسراے		نقل سند ہزمجسٹی شاہ افغانستان	
کیمپون کا ملاحظہ		لٹن لائبریری مین دعوت	

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
برکت قدوم میمنت لزوم		میڈیکل کالج	
ایڈریس ٹرسٹیان		سرکاری کارخانے	
مولانا حالی کی نظم		بحری محکمہ	
ہز مجسٹی کانپور مین	۱۱۳-۱۰۵	روانگی کی تیاری	
کارخانہ اولن مل		بمبئی مین ورود مسعود	۱۴۷-۱۴۰
میور مل		سرکاری دعوت	
ہٹرس کوپر ایلن کمپنی		ہز مجسٹی کی اسپیچ	
نمائش		پونہ کی سیر	۱۵۲-۱۴۸
اسلامی ڈیپوٹیشن		ہز مجسٹی کراچی مین	۱۵۳-۱۵۲
ایڈریس		روانگی	
ہز مجسٹی کا جواب		لاہور مین داخلہ	۱۶۶-۱۵۴
ہز مجسٹی گوالیار مین	۱۱۷-۱۱۴	شاہی مسجد	
قلعہ کی سیر		مقبرہ جہانگیر	
ہز مجسٹی امیر دہلی مین	۱۱۸	چیفس کالج	
کرنال مین شکار	٫٫	میانمیر مین قواعد	
ہز مجسٹی اجمیر شریف مین	۱۲۰	امرت سر مین	
ہز مجسٹی پھر دہلی مین	۱۲۹-۱۲۱	اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد	
عید اضحی		شادی مین بطور مہمان	
عید کا دربار		راولپنڈی مین داخلہ	۱۶۷-۱۶۶
ہز مجسٹی کلکتہ مین	۱۳۰-۱۲۹	پشاور	۱۶۸-۱۶۷
مراسم استقبال		لنڈی کوتل	۱۷۱-۱۶۸

حیات امیر

مرتبہ

حکیم برہم

رفاہ عام پریس گورکھپور مین چھپی

قیمت بے محصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اِس تالیف کا حقیقی موضوع واقعات تاریخ کا اظہار ہے مگر ناظرین بہت بڑا حصہ ابتدا مین سیاسی اور پولٹیکل حکمت عملیون کے بیان مین ملاحظہ فرماوینگے یہ ایک لازمی بات ہے کہ جب کسی سلطنت یا شخص کی تاریخ بیان کیجاے پولٹیکل امور کا بھی ذکر ضرور ہو اور اُن تمام حکمت عملیون پر نظر دوڑ جاے جو اس سلطنت یا شخص سے وابستہ ہین یا مدبران سلطنت یا دول غیر اُن پر ہمیشہ توجہ مبذول رکھتے ہون۔

اسی طرح جب افغانستان کا ذکر مغربی و مشرقی سیاح کرتے ہین تو اُسکی پیچیدہ حکمت عملیون کے بیان کرنے مین اُنکے قلم مدہوش نظر آتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس گتھی کے سلجھانے سے قاصر ہین۔

افغانستان کا مسئلہ ایشیا مین ایسا پیچیدہ نہ ہونا چاہیے تھا اگر افغانون کی حکمت عملی مین وہ رنگ موجود تھا جو آجکل یورپ پر کھل رہا ہے اس لیے مغربی سیاح بھی دنگ رہجاتے تھے کبھی کسی سیاح نے اطمینان قلب کے ساتھ اس امر کا اعتراف نہین کیا کہ افغانستان پر کامل اطمینان تاج برطانیہ کو رکھنا چاہیے اسوجہ سے یہ مسئلہ ہمیشہ ناصاف رہا اور ہر مدبر سلطنت افغانستان کو شک کی نظر سے

دیکھتا رہا۔

افغانستان کے فرمانروا بھی اِن ارادون سے بیخبر نہین رہے وہ بھی اِس حکمت عملی کے طرفدار رہے جسپر سر لیپل گریفن۔ لارڈ کینسڈون۔ لارڈ الجن اور لارڈ کرزن کو ناز تھا لیکن یہ عقدہ سنہ ۱۹۰۷ء مین ارل آف منٹو کے ہاتھون سے حل ہوگیا اور شاید صدیون تک اب پیچیدہ حکمت عملیون کا خاتمہ ہوجائیگا اور دونون طرف سے گتھیان نہ ڈالی جائینگی۔

ارل آف منٹو کی تعریف اِس موقع پر ضرور کرنی چاہیے جنھون نے بڑی فرزانگی اور قابلیت سے اِس پیچیدہ مسئلہ کو سلجھایا ہے جسکو تین والیسرائے برابر سلجھاتے آئے اور نہ سلجھ سکا۔

اِس محل و موقع پر یہ کہنا سراسر موزون و مناسب ہے کہ اگر لارڈ کرزن موجود ہوتے تو اِس طرح ہم افغانیون اور افغانستان کے بادشاہ کے دل کو اپنے قبضے مین نہین لا سکتے تھے۔ ارل آف منٹو نے نہایت سادہ اور غیر مصنوعی حکمت عملی سے کام لیا۔ ایک لاثانی مہمان کی عزت اُسکی شان کے موافق کی اور سلطنت کا وقار بھی برابر قائم رکھا۔ لارڈ کرزن سلطنت کا وقار بڑھانے مین تو شاہان عجم سے بھی بازی لیجاتے مگر معزز مہمان کی قدر و عزت کرنے مین وہ ایسے گرماتے کہ تمام حکمت عملیون کا خون آگرے کے قلعے مین ہوجاتا۔

ارل آف منٹو قابل مبارکباد ہین کہ امیر افغانستان انکی سلطنت انکی قوم کے گرویدہ گئے اور امید ہے کہ ہمیشہ کے لیے تذبذب کی پالی ہندوستان و افغانستان سے اُٹھ گئی۔

ناظرین پر واضح رہے کہ اِس کتاب مین انوکھی اور عجوبہ بات نظر نہین آئیگی۔ ابتدائی حصے مین بہت سی ضروری اور دلچسپ باتین ضرور پیش نظر ہونگی جنکے اقتباس اور التقاط پر ذی فہم اور دانشمند اصحاب کو مسرت ہوگی۔

تمام واقعات وہی ہین جنکو انگریزی اُردو و ہندی کے اخبارات پیش کر چکے ہین مگر اس خیال سے کہ سیاحت امیر کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی باقی نہ رہجاے یہ کتاب ضرور پڑھنے کے قابل ہے۔ میری دلی خواہش تھی کہ ہر موقع و محل کی تصویرین درج کرون لیکن مسٹر کننگ (شملہ) کے

خط وکتابت کا یہ نتیجہ نکلا کہ اِس انتظام مین کتاب کی قیمت بیس روپیہ سے کم نہ ہوتی اور شاید ناظرین اسکو پسند نہ فرماتے اِس لیے ہز مجسٹی کے ایک فوٹو سے کتاب کی زینت بڑھاتا ہون اگر دوسرے ایڈیشن کی نوبت آئی تو اور تصویرون کا بندوبست کرونگا اور کتاب کا ظاہری حُسن بھی جہان تک ممکن ہوگا بڑھا دیا جائیگا

اس کتاب کی زبان کے متعلق صرف اسقدر کہنا ہے کہ ترجمے کی دقت کی وجہ سے تین چار جگہہ اہل زبان کو شک ہوگا افسوس ہے کہ کتاب چھپ جانے کے بعد یہ الفاظ نظر پڑے دوسرے ایڈیشن مین یہ سقم نکال دیا جائیگا۔

قبل اسکے کہ ناظرین کتاب کا ورق اُلٹین مین اِس امر کی معافی چاہتا ہون کہ فوٹو کے آنے مین بہت دیر ہوئی اور خوش معاملہ اصحاب کو زیادہ انتظار کرنا پڑا۔

حکیم برہم گورکھپور

مملکت خداداد افغانستان

جغرافیائی حیثیت سے امیر کا ملک ہزارون برس سے ہندوستان کے لیے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے وسط ایشیا مین یہ روسی اور انگریزی مقبوضات کے درمیان واقع ہے اسکے شمال مین دریاے جیحون اور روسی ترکستان۔ جنوب مین ہندوستان۔ مغرب مین ایران اور مشرق مین پامیر کا علاقہ ہے یہ ملک ہر طرح آزاد و بے تعلق سواے سلطنت برطانیہ کے سمجھا جاتا ہے دو بڑی سلطنتون کے درمیان واقع ہونے سے بفر سٹیٹ کام دے رہا ہے۔

دار الخلافہ کابل ہے۔ بڑے شہر قندھار۔ ہرات۔ غزنی۔ جلال آباد وغیرہ ہین۔ ملک مین کئی بڑے بڑے کوہستانی سلسلے ہین۔ کوہ ہندوکش ملک کے وسط مین شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہی۔ دریاے جیحون ملک کا مشہور دریا ہے اِس دریا کو جو تاریخی عظمت و اہمیت حاصل ہے ایشیا مین کسی اور دریا کو حاصل نہین ہے۔ تمام ملک پانچ دو بڑے صوبون پر منقسم ہے یعنی ہرات۔ قندھار۔ کابل۔ افغانی ترکستان۔ بدخشان۔ لیکن کافرستان اور دغمان کے صوبے بھی اسی مین شامل ہین رقبہ ۲۰۲۰۰۰ مربع میل سے زیادہ ہے۔ آبادی ساٹھ لاکھ سے کم ہے مگر خود افغانون کا بیان ہے کہ ہز مجسٹی کی رعایا ڈیڑھ کرور کے قریب ہے اور ملک کی آمدنی ڈیڑھ ملین کے قریب ہے ایک جرار فوج ہے اور بوقت امن اُسکی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب سمجھنی چاہیے۔ ملک کی جغرافیائی اہمیت اِسبات کی متقاضی ہے کہ افغانستان کے حکمران اور واِیسراے ہند کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم رہین۔

افغانستان زمانہ قدیم مین

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک افغانستان سے مسلمانونکا اوّل اوّل تعلق عربون کیوجہ سے ہوا اور مدت تک یہ ملک خلفاے بنوامیہ اور بنی عباس کے زیر فرمان رہا مگر جس زمانہ مین خلیفہ مامون رشید بن ہارون رشید عباسی نے براہ افغانستان ہندوستان پر فوج کشی کی اور ہزیمت پاکر بغداد واپس آیا اُسیوقت سے گویا خلافت آل عباس مین زوال پیدا ہوا اور مختلف صوبے کے گورنرون نے اپنے صوبے مین غدر کیا۔ ان باغی گورنرون مین اسمٰعیل سامانی ماورالنہر خراسان کا حاکم تھا اسی نے کابل۔ قندھار اور غزنی پر قبضہ کرلیا بعد حکومت الپتگین اور اُسکے بیٹے اسحٰق کے سبکتگین بادشاہ ہوا سبکتگین کے بعد تخت غزنی سلطان محمود کے قبضہ مین آیا۔

بارہوین صدی عیسوی کے وسط مین غزنی کی سلطنت تباہ ہوجانے کے بعد شاہان غور کی حکومت افغانستان مین قایم ہوئی اور اسوقت تک رہی کہ چنگیز خان نے ان ممالک پر غارتگری کی اسکے بعد تیمور کی حکومت ہوئی اسکے بعد اُسکی اولاد نے فرمانروائی کی مگر ان بادشاہون کیوقت مین اس قوم کا کوئی پولٹیکل عروج نتھا البتہ یہ تھا کہ افغانی مختلف حکومتون مین فوجی ملازمت کرکے جنگ کیا کرتے تھے اسکے سوا انکی اس زمانہ مین کوئی قومی حالت نہ تھی اگر انمین کوئی ترقی یا بیداری ہوئی تو ابن بطوطہ جس نے اب سے پانچسو پچاسی سال قبل کابل کی سیاحت کی ہے اسکا ضرور ذکر کرتا اُس نے اپنا مشاہدہ اسطرح لکھا ہے۔

”کابل ایک زمانہ مین بہت بڑا شہر تھا لیکن اب ایک قصبہ ہے اس مین ایک گروہ عجمیونکا رہتا ہے جنکو افغان کہتے ہین انکے علاقے مین بڑے بڑے پہاڑ اور گھاٹیان ہین۔ یہ لوگ بڑے قوی اور باشوکت ہین انمین سے اکثر لوگ رہزنی کیا کرتے ہین انکے علاقے کے بڑے پہاڑ کا نام کوہ سلیمان ہے۔ ایک حکایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اس پہاڑ پر چڑھ کر ارض ہند پر نظر کی تھی اور اُسپر اندھیرا پاکر پلٹ آئے ہندوستان کو نہین آئے اسیوجہ سے اس پہاڑ کا نام کوہ سلیمان ہوا۔ اس قوم کا بادشاہ اسی پہاڑ مین رہتا ہے“

افغانون کا سلسلہ نسب

مسلمانون مین افغان ہی ایک ایسی عجیب و غریب قوم ہے جسکے سلسلہ نسب کی بابت صحیح طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ مشرق اور مغرب کے مورخون نے اپنی اپنی تحقیقاتون سے جو نتائج نکالے ہین اُن مین سخت تباین و تضاد موجود ہے۔

بعض مورخ کہتے ہین کہ افغان اُن سپاہیون کی اولاد سے ہین جو سکندر اعظم کے ساتھ آئے تھے مگر وہین توطن اختیار کرلیا۔

بعض کا بیان ہے کہ یہ اُن نوآباد لوگون کی اولاد ہین جو سکندر اعظم کے جانشینون کے عہد مین یونان سے آکر یہان مقیم ہوے۔

بعض نے لکھا ہے کہ یہ قوم مصری قبطی۔ کلدانیون اور ارمنون کی نسل سے ہین۔

لیکن اکثر مورخون کا اسپر اتفاق ہے کہ افغان بنی اسرائیل کے دس فرقون مین سے کسی کی اولاد ہین۔

موسیو روفن اپنی مشہور کتاب ”دی افغانز“ مین لکھتے ہین کہ افغانون کا سلسلہ نسب البانیون سے ملتا ہے اسکی یہ دلیل بیان کرتے ہین کہ ساحل بحر اسود کے جو البانی شاہان ایران کو تکلیف پہونچاتے تھے وہ جلاوطن کرکے ایران کے بیرونی حدود پر بھیجدیے جاتے تھے اور اُس زمانہ مین انکو ”اغوان“ یا ”اوغان“ کہتے تھے انکے البانی ہونے کی اس سے تائید ہوتی ہے کہ ”افغان“ یونانی لفظ ہے۔

ماسٹر یوجن برنی ایک بالکل جداگانہ بیان کرتے ہین یعنی ”اغوان“ یا ”اوغان“ البانیون سے ایک علیحدہ قدیم قوم ہے اور قبول اسلام سے پہلے مسیحی مذہب رکھتے تھے۔

ماسٹر آف کورنیز کہتے ہین کہ اغوان قوم سیساق کی نسل سے ہین جو ارمنی الاصل تھے اسلیے کہ اغوان کے کوہستانی ہونے اور اُن کی زبان کی ترکیب پر غور کرنے سے یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے لیکن اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے

کہ اغوان اور افغان ایک نہیں ہین۔ افغان کی بود و باش جنوبی ایران مین تھی اور اُنکی زبان قدیم فارسی زبان سے ملتی جلتی ہے اسطرح وہ قدیم پارسیون کی یادگار سمجھے جا سکتے ہین۔ سر ولیم جونس بھی انھین وجوہ سے افغانیونکو نہ یہودی قرار دیتے ہین نہ کلدانی اور اسکے خلاف قوم اغوان کی سکونت صوبہ کسر واقع ایشیائے کوچک مین تھی اور یہ بنی اسرائیل کی نسل سے تھے جنھین شاہان نینوا نے جلاوطن کر کے یہان بھیجدیا تھا۔

بعض کہتے ہین کہ امیر تیمور نے اہل مازندران کو اُنکی ڈکیتی اور لوٹ مار سے عاجز آکر اِس کوہستانی ملک مین جلاوطن کر دیا تھا جو ایران اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے مگر یہ غلط ہے اس لیے کہ امیر تیمور نے اپنی تزک مین لکھا ہے کہ "تاتاری جنگجو سپاہیون اور مفتیان شریعت کے علاوہ افغان ہی کوہ سلیمان پر آباد ہین جنکی بسر اوقات لوٹ مار پر ہے"

بعض کا بیان ہے کہ افغانہ "خالد" کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہین کہ وہ حضرت سلیمان کا ہمعصر اور اُنکے جلیل القدر افسرون مین تھا۔

اگرچہ افغانون کی زبان ایک ہے اور تمام افغانستان مین پشتو رائج ہے لیکن افغانستان کے قبائل اپنے عادات خصائل اخلاقی اور ترکیب جسمانی کیوجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہین اگرچہ قبیلون مین باہم خصومت رہا کرتی ہے مگر اپنی آزادی قائم رکھنے کے لیے دوسرون کے مقابلے مین سب متفق و متحد ہو جاتے ہین۔

سلطان ابو سعید چنگیز خانی کیوقت سے قبل انھین پٹھان کہتے تھے لیکن سلطان کے ہمعصر مورخون نے انکو افغان لکھا ہے۔ افغان عربی لفظ فغان کی جمع ہے اور انھین افغان اس لیے کہا گیا کہ یہ منتشر حالت مین تھے اور اپنے حاکم کی ہمیشہ شکایت کیا کرتے تھے۔ شاہ عباس صفوی نے اُنکی شکایتون سے عاجز آکر ایک حکم جاری کیا تھا کہ لوگ انھین افغان کہا کرین اسوقت سے لفظ "افغان" مشہور ہو گیا۔

بہت بڑی تحقیقات کے بعد ایک اور بیان دستیاب ہوا ہے جسکا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"افغان" عربی لفظ ہے اور "اوغان" فارسی مگر دونون لفظ عبرانی زبان سے نکلے ہین۔ طالوت (سال) کے جو یہودیون کا بادشاہ تھا دو لڑکے تھے ایک کا نام افغان تھا اُسی کے نام سے نسل "افغان" مشہور ہوئی حضرت داؤد کے عہد مین بنی اسرائیل مین خانہ جنگی شروع ہوئی اور اسوقت تک قائم رہی کہ بخت نصر نے

بیت المقدس فتح کر لیا اور ستر ہزار یہودیون کو ہلاک کر دیا۔ بقیہ قید کر کے بابل بھیجے گئے لیکن افغان کی اولاد یہودیہ سے بھاگ کر عرب مین جا کر آباد ہوئی مگر چالیس برس پانی کی قلت کے باعث ان کے چند خاندانون نے ہندوستان مین آباد ہونیکا ارادہ کیا چنانچہ ابدالی فرقہ چلا آیا باقیماندہ ابدالیون نے خلافت حضرت ابوبکر رضؓ مین خالد رضؓ بن ولید کی سرداری قبول کی اِس طور پر ابدالیون کی حالت بہت کچھ بہتر ہو گئی اور جب عربون نے ایران فتح کیا تو ابدالی ایران مین آکر آباد ہوے مگر چنگیز خان کے حملون کی وجہ سے ابدالی ایران کو چھوڑ کر مکران۔ سندھ۔ ملتان اور ہندوستان مین چلے آئے مگر اہل ہند نے ان سے جنگ وجدل کی ابدالیون نے اسے چھوڑ کر کوہ سلیمان پر اقامت اختیار کی اُسوقت سے کوہ سلیمان فرقہ ابدال کا مسکن سمجھا جاتا ہے ابدالی کوہ سلیمان کو کوہ جنہتا کہتے تھے یہان ابدالیون کے قیام کرنے پر افغانون کے دوسرے منتشر فرقے بھی آکر وہین جمع ہو گئے اور جب ایک زمانے مین اُنکا شمار کیا گیا تو صرف چوبیس جرگے تھے اور یہ جرگے طالوت کی نسل سے تھے جسکے تین لڑکے بسار ارکوح اور کرن تھے ان تینون کے آٹھ آٹھ لڑکے ہوے انھین کے نام سے چوبیس جرگے مشہور ہو گئے اس جگہ ان جرگون کی تفصیل و تفصیل کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے۔ عرب مین ابدالیون کی سکونت کا یہ قطعی ثبوت ہے کہ اس زمانہ مین بھی عدن اور اُسکے مضافات مین ایک قوم رہتی ہے جسکا نام ابدالی ہے اور یہی نام افغانون کے سربر آوردہ جرگے کا ہے۔ اسی سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ یہ دونون ابدالی ایک ہی نسل سے ہین۔

افغانون کے خواص

افغانون کے عادات وخواص طبیعت کا بیان ویسا ہی دشوار ہے جیسا یوروپینون کے عادات کا بیان کرنا۔

افغانی قوم مین مختلف خصائل کی مختلف قومین ہین ان مین ویسا ہی اختلاف موجود ہے جیسا یورپ کے مختلف اقوام مین پایا جاتا ہے افغانون کی صراحت بہت مشکل ہے "افغانستان" ایک جغرافیائی امتیاز ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشیا کے حصہ سے مراد ہے اگر سب کا خیال کیا جائے تو اُن مین ایک ہی طرح کی تہذیب پائی جاتی ہے اور ایک ہی طرح کا طرز معاشرت ہے اِن کی ابتدا اگرچہ مختلف طور کی ہے مگر تمام ملک مین ایک ہی طرح کا خاصہ ہے۔ افغانستان ایک پہاڑی ملک ہے اسیوجہ سے آزادی اور گرمجوشی ہر فرد مین ہے اِن کی عادتین ایسی ہی ہین جیسے دنیا کی اور پہاڑی قومون کی۔ ابھی تک اِن کی خانہ بدوشی کی عادت نہین گئی ان کی سوشیل حالت جرگون کی سی ہے۔ حالانکہ اپنی سلطنت کی امداد کے لیے ہر وقت موجود رہتے ہین۔ دیہاتی پنچایت قائم ہے اور بادشاہ جسے قاضی مقرر کر دے اُسے بھی مانتے ہین مقامی حالات کے مطابق ملاّؤن کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

افغانی جرگون مین ایک یہ بھی خاصہ ہے کہ ہر وقت لڑنے مرنے پر آمادہ رہتے ہین یہ خاصیت اُن مین موروثی ہے جس قوم کی ہستی اسی پر منحصر ہو کہ اپنی حفاظت کرے اُس مین یہ خاصیت ہونا بھی چاہیے لیکن جس زمانے مین زراعت کے لیے کھیت تیار کیے جاتے ہین یا کھیت کاٹنے یا پھل جمع کرنے کا وقت ہوتا ہے اسوقت افغانون سے زیادہ کوئی نیک مزاج اور محنتی نہین ہوتا آبپاشی کے کام مین کم مقدار کا پانی صرف کرتے ہین ایرانیون سے بڑھے ہوئے بلکہ اس امر مین وہ چینیون کی طرح ہین اس سبب سے افغانستان ایک ایسا مزروعہ ملک ہے کہ تمام دنیا مین اُس کا سا زراعتی ملک نہین ہے اوائل موسم سرما مین جب تیز وتند ہوائین چلنے لگتی ہین اور گرد وغبار اُڑنے لگتا ہے اور خوب برف گرنے

لگتی ہے وہ زمانہ افغانون کے کام کرنے اور لطف اُٹھانے کا ہے وہ اپنی جیبون مین خشک میوے بھر لیتے ہین اور تھیلی مین موٹی موٹی روٹیان رکھ لیتے ہین اور کھونٹی پر سے اپنی جزائل اُتار کر میدان جنگ مین جاتے ہین اور جہان اُنھین مطلب کرتا ہے یا خود لوٹ مار کے لیے کہین چلے جاتے ہین جب کوئی اُن کا مہمان ہو تو میزبانی کی ذمہ داری کے اُن مین بہادرانہ خیالات ہوتے ہین اپنی جان دیدینگے مگر مہمان پر آنچ نہ آنے دینگے یہان تک کہ اگر اُنکا دشمن بھی آکر پناہ لے تو اُسے امن دینگے اگر اُن پر بھروسہ کیا جاے تو کوئی گزند نہین پہونچاتے۔

کم وبیش افغانون مین مذہبی تعصب ضرور ہے۔ خود افغانستان کے اندر شیعون کے بھی بڑے بڑے جرگے ہین مگر سنیون کا زیادہ زور وشور ہے یہ بات کہی جاتی ہے کہ افغانون مین دغابازی کا بہت زیادہ مادہ ہے مگر یہ غور طلب ہے کہ کیا افغان بہت بڑے دغاباز ہین جب کوئی اُنکا مہمان ہو تو خواہ اُنھین کتنی ہی تکلیف ہو مگر اُسے آزار نہ پہونچنے دینگے اگر وہ کبھی دغابازی بھی کرتے ہین تو ساتھ ہی اُن مین بہادرانہ خیالات بھی ہوتے ہین اندنون اندرونی نفاق یا بیرونی حکمت عملی کے باعث اگرچہ کچھ لوگ قتل ہوے ہین تو اس مین کوئی ذاتی خلف وعدہ نہین ہوا بلکہ وہ پیشتر کے ایک انتظام کا نتیجہ تھا جس مین چاہا گیا تھا کہ قومی دغابازی کے الزام سے محفوظ رہین البتہ اُسے مدبرانہ دغابازی کہہ سکتے ہین اس سے افغانی حکمت عملی کے طریقے مین کوئی غیر معمولی بات نہین ہے یہ امر مان لیا جا سکتا ہے کہ افغانی حکمت عملی کے ضابطے مین ایک ایسا پیچ ہے جس سے اُنھین راستبازی کا خیال نہین پیدا ہو سکتا اُن مین سچے انصاف پسند اور راستباز بھی ہین جیسا کہ سب قومون مین ہوتا ہے چالاکی سے اپنے حریف کو مات دینا افغانون مین قابل تعریف سمجھا جاتا ہے اِن مین ویسی ہی چالاکیان ہوتی ہین جیسے ڈچ کاشتکارون مین۔ یہ ایسی باریک باتین ہین کہ جنکا سمجھنا کسیقدر یوروپینون کو مشکل ہے۔

افغان اپنے مذہبی معاملات مین بہت سخت ہوتے ہین احکام واعتقادات شرعیہ مین بہت غیور ہوتے ہین انکا شیخ جو منصۂ ارشاد پر جلوہ گر ہوتا ہے امور دینیہ مین صرف وہی اُن کے تساہل کی گرفت کر سکتا ہے۔

طالب علمون کا اسقدر احترام کیا جاتا ہے کہ عوام اُن کے جبر و تعدی کو بھی سہہ جاتے ہین نکھناو کے طلبا ہتھیار لگاے اور قربینون سے مسلح رہتے ہین ان کا ایک خاص گروہ ہوتا ہے اور قریہ والے اگر ان مین سے کسی کی ذرا سی بھی اہانت کرتے ہین تو سب مل کر حملہ کرتے ہین اور جبتک قریہ والے اپنے گناہ کا کفارہ نہ کرین باز نہین آتے۔

اس حالت مین کہ افغانستان اور افغان دو بڑی طاقتور سلطنتون کے درمیان شل سپر کے ہین اپنے قومی خصائل کے اعتبار سے دغابازی اور فریب کا الزام لگانا بہت سخت توہین ایک ایسی قوم کی کرنا ہے جسکی شجاعت اور سیاست کا ڈنکا چار دانگ عالم مین بج رہا ہے۔

تاریخ مین کوئی شجاع قوم فریبی نظر نہین آتی ایک مورّخ جب افغانون کے اوصاف اور خصائل قومی کا تجزیہ کرتا ہے تو اسکو اسبات کے دیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ وہ افغانون کے قومی اجزا کی تحلیل کرے اور نہایت غور سے اس امر کا تبصرہ کیا جاے کہ قومی خصائل کے اعتبار سے افغان کہانتک اِس الزام کے سزاوار ہین۔

افغانستان کی حالت اور مرز بوم کی خاصیت دریافت کرنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ افغانون مین دغابازی اور فریب مثل کوہستانی باشندون کے نہین سرایت کر گئے ہین یہ اپنے دوست و دشمن کو خوب پہچانتے ہین اور ایک صحیح مزاج اور روشن دماغ قوم کا یہ خاصا ہونا چاہیے کہ دوست و دشمن سے اسکے اندازۂ خیال کے موافق جسکا وہ مستحق ہے برتاؤ کرے۔

جنلوگون نے افغانون پر ایسا سخت الزام لگایا ہے اگر وہ اپنے دل کے چور کو دیکھتے تو پتا چل جاتا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہین اس سے ہمارا منشا کیا ہے اور ہمارے تعلقات ایک ایسی قوم کے ساتھ کیسے ہین سچ تو یہ ہے کہ افغانی جن چالون کے محافظ بتائے جاتے ہین وہ اُن کی قومی چالین نہین ہین زمانے نے انکو سکھائے ہین اور وہ زمانے کو بڑا معلم سمجھ کر سیکھنے پر مجبور ہوے ہین۔

ہمارے تعلقات کی ابتدائی تاریخ

افغانستان کے ساتھ تعلقات سنہ ۱۸۰۹ء سے شروع ہوتے ہین جبکہ شہنشاہ نپولین اور اُسکے شاہنشاہ الگزنڈر براہ ایران ہندوستان پر حملہ کرنے کا خیال پکا رہے تھے اُسوقت مسٹر الفنسٹن سفیر ہو کر کابل گئے تھے اِس مشن کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہ شجاع اور گورنمنٹ ہند سے ایک معاہدہ ہوا لیکن ملک مین شورش و بدامنی پیدا ہو جانے سے اُسکا کوئی اثر و نفاذ نہین ہوا۔

اِسی ہلچل اور پر آشوب زمانے مین دوست محمد خان سنہ ۱۸۲۶ء مین تخت پر متمکن ہوے اسوقت روس ایران کو ہرات پر حملہ کرنے کے لیے اشتعال دلا رہا تھا اِسلیے یہ ضرور ہوا کہ شمالی مغربی حد مستحکم و مضبوط کیجاے۔

رنجیت سنگھ والی پنجاب اور شاہ شجاع سے معاہدے ہوے اور کابل مین ایک روسی مشن کے آنیکے باعث دوست محمد خان سے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور ہرات کو واگذاشت کرانے کے لیے ایک مہم تیار کی گئی تاکہ افغانستان مین روسی اقتدار کا اثر زائل کیا جاے۔

نومبر سنہ ۱۸۳۸ء مین ایک فوج نے لارڈ کین کے ماتحت دریاے سندھ کو عبور کیا اور باب اول جنگ افغانستان شروع ہو گئی۔ کابل اور قندھار فتح کیے گئے۔ کابل مین داخل ہونے کی یہ غرض تھی کہ شاہ شجاع پھر تخت پر بٹھایا جاے مگر سر الگزنڈر برنس اور سر ولیم میکناٹن کے سنہ ۱۸۴۱ء مین قتل ہو جانے سے امیر دوست محمد خان کو پھر غلبہ ہو گیا اور اس قومی بغاوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ سنہ ۱۸۴۲ء مین انگریزی فوجین تباہ و برباد ہو گئین اور انگریزون نے افغانستان کو خالی کر دیا۔

آخر کار چند سالون کے بعد دوست محمد خان برٹش کیطرف مائل ہوے اور سنہ ۱۸۵۴ء مین سر جان لارنس نے امیر کے خاص سفیر غلام حیدر خان سے ملاقات کی۔ دوسرے سال افغانستان اور انگلستان کے درمیان معاہدہ پر دستخط ہوے۔

دو سال کے بعد ایک اور عہد نامہ ہوا اور امیر دوست محمد خان کو بارہ لاکھ سالانہ وظیفہ دینا مناسب سمجھا گیا اسی کے ساتھ کابل مین ایک برٹش ایجنٹ کے قیام کا انتظام ہوا۔

۱۸۵۸ء مین امیر شیر علی خان امیر دوست محمد خان کے ولیعہد مقرر ہوے مگر ۱۸۶۱ء مین جب عمر رسیدہ امیر دوست محمد خان فوت ہو گئے تو امیر شیر علی کی تخت نشینی مین اُن کے سوتیلے بھائی اور امیر دوست محمد خان کے فرزند اکبر محمد افضل خان نے رخنہ ڈالا ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۸ء تک خانہ جنگی رہی ۔ شیر علیخان ایک طرف اور امیر محمد افضل خان اور اُن کے لڑکے امیر عبد الرحمن خان مرحوم اور دوست محمد خان کے دوسرے لڑکے عظیم خان دوسری طرف تھے۔

ان ہنگامون کا یہ نتیجہ ہوا کہ امیر شیر علی خان تخت پر قابض ہونے مین کامیاب ہو گئے اور امیر عبد الرحمن خان روسی علاقہ سمرقند کی طرف چلے گئے۔ عظیم خان طہران کی طرف جاتے ہوے راستے ہی مین فوت ہو گئے جب نیا امیر دلجمعی سے تخت پر قائم ہو گیا تو گورنمنٹ ہند نے اُسکو روپیہ اور سامان جنگ دیا اور درخواست کی گئی کہ وہ انبالہ مین لارڈ میئو سے ملاقات کرین اِسکے عوض امیر شیر علی خان نے بطور خود اپنے اُس لڑکے کو ولیعہد مقرر کر دیا اور اگلے سال محمد یعقوب خان کو جسے گورنمنٹ ہند ولیعہد مقرر کر چکی تھی قید کر دیا۔

دو سال بعد وہ اُس مشن سے جسے لارڈ ڈلٹن نے کابل کیطرف روانہ کیا تھا نہایت سرد مہری سے پیش آئے اور ۱۸۷۶ء مین کوئٹہ پر قبضہ کرنے کے جواب مین اُنھون نے روسی ترکستان کے گورنر جنرل وانکوف مین سے سلسلہ نامہ و پیام جاری کیا اُسوقت سے لیکر اپنی حکومت کے خاتمہ یعنی ۱۸۷۸ء مین اُس مشن کا جو بسر کردگی جنرل اسٹولیٹاف کابل آئے بڑے تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کیا اس مشن کا یہ نتیجہ ہوا کہ روس اور افغانستان کے درمیان ایک آفنسیو اور ایک ڈیفنسیو معاہدہ ہوا۔ اس عہد نامہ کی تصدیق سے پہلے شیر علی نے بسر کردگی سر نیول چیمبرلین انگریزی مشن کو کابل آنے کی اجازت نہ دی۔

اِس طرح ۷۹-۱۸۷۸ء مین دوسری جنگ افغانستان شروع ہو گئی۔ جنوری ۱۸۷۹ء مین

جنرل سر ڈانلڈ سٹوارٹ نے قندھار پر قبضہ کر لیا اور امیر مزار شریف کی طرف بھاگے اور ایک مہینے بعد اِس دنیا سے رخصت ہو گئے اِن واقعات کے تھوڑے دنون بعد یعقوب خان تخت پر بٹھائے گئے اور عہد نامہ گنڈمک مرتب کرنے کے لیے کوگناری مشن کابل بھیجی گئی۔

یعقوب خان کو تخت نشین ہوے ابھی چار مہینے نہین گذرے تھے کہ سر لوئس کوگناری اور اُن کا اسٹاف ستمبر مین قتل کیا گیا اور ۸۰-۱۸۷۹ء مین تیسری جنگ افغانستان شروع ہو گئی۔ جنرل سر فریڈرک (فیلڈ مارشل لارڈ رابرٹس) نے اس جنگ مین بڑھ بڑھ کر داد مردانگی دی اور افغانون کو چار سیہ پر شکست فاش ملی اور یعقوب خان نے راہ فرار اختیار کی مگر دار السلطنت کی شورش کا اثر مضافات تک پھیل چکا تھا اور سال کے ختم ہونے سے پہلے ہی ایک عام بغاوت برپا ہو گئی۔

دسمبر ۱۸۷۹ء مین کابل کا راستہ مسدود ہو گیا اگر سر ڈانلڈ اسٹوارٹ قندھار سے فی الفور اپنی فوجون کے ساتھ نہ پہونچ جاتے تو بس کام تمام ہو چکا تھا۔

اِس افرا تفری مین عبد الرحمن خان جو ۶۳-۱۸۶۲ء مین امیر شیر علی خان سے شکست کھا کر روسی علاقہ کی طرف چلے گئے تھے۔ روسی آلات حرب روپیہ اور تھوڑی سی فوج لیے دریاے جیحون کے اُس پار سے پار سے اچانک نمودار ہوے یہ کوئی روسی تجویز نہ تھی کہ ایسے وقت مین عبد الرحمن خان کابل پہونچے۔ جنرل کافمین کو یقین تھا کہ انگریز افغانستان سے واپس جانیوالے ہین اور عبد الرحمن خان بھی روسی ترکستان کو الوداع کہنے والے ہین پس اُس نے یہ قصد کر لیا کہ جب یہ تخت نشین ہون تو کوئی صوبہ دبا لین گے انگریزون کو اسکا مطلق علم نہ تھا کہ عبد الرحمن خان اس طرح نمودار ہونگے۔ لیکن اُن کی آمد انگریزون کے لیے مبارک تھی اور اُنھون نے اُنھین کابل مین مدعو کیا جہان سردارون کے ایک بڑے مجمع مین عبد الرحمن خان امیر منتخب کیے گئے۔

اِسکے دوسرے مہینے اُن ہدایات کے مطابق جو مارکوئیس آف رپن نے سر ڈانلڈ اسٹوارٹ کو دین سر لیپل گریفن نے امیر عبد الرحمن خان کو ایک خط لکھا جس مین اُن کے تخت نشینی کی تصدیق کی گئی تھی اور یہ وعدہ کیا گیا۔

اگر کوئی سلطنت افغانستان مین مداخلت کرنے کی کوشش کریگی اور اگر ایسی مداخلت ہز ہائینس کی مملکت مین دست اندازی کی صورت مین ہوئی تو اِس حالت مین انگریزی گورنمنٹ ایسی حد تک اور ایسے طریقے پر جو وہ مناسب سمجھے حملہ کی مدافعت مین آپ کی مدد کریگی بشرطیکہ یور ہائینس اِس بات کے پابند رہین کہ تعلقات خارجہ کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کی ہدایتون پر عمل پیرا ہون۔

یہ بھی اتفاق تھا کہ اِس اقرار نامہ مین صرف بیرونی تعلقات کیجانب خیال رجوع ہوا اگر ملک کے اندرونی تعلقات کی پروانہ کی گئی جن سے تھوڑے ہی دنون بعد جدید حکمران کو مقابلہ کرنا پڑا خود افغانستان مین ایک فتنہ محشر برپا تھا۔ ملک کے ہر صیغے مین ابتری تھی اور قبائلی سسٹم زورون پر تھا اور ہر قبیلہ اپنی شاخون اور خاندانون کے ساتھ اپنے علاقے کی وسعت کے مطابق مختلف سردارون کی مدد پر آمادہ تھا اُس وقت کے سردار زمانہ وسطی کے فرانسیسی نوابون اور بیرنون کی طرح تھے اُن کو بڑے اختیارات حاصل تھے اور بادشاہ کو اُنکے خدمات کا حاصل کرنا ایک تقویت کا باعث تھا اور بادشاہ کو اچھا خاصہ مالی فائدہ رہتا تھا مگر امیر عبدالرحمن خان نے اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کے لیے اُن کو سرنگون اور مغلوب کرنے کا تہیہ کر لیا ایک ایک کر کے اُن کو مطیع کیا اور بتدریج اُن کے اقتدار کو خاک مین ملایا اُن کے پہلے تین سال اسی مہم مین صرف ہوے اسکی تکمیل کر کے جب وہ فوج کیطرف متوجہ ہوے تو اُنھین معلوم ہوا کہ ذرائع آمدنی پر پہلے ہی زیادہ بوجھ پڑ چکا ہے۔

اِس توقع پر لارڈ رپن نے ۱۶- جون ۱۸۸۲ء کو جو خط امیر کو یہ جتانے کے لیے لکھا کہ "حکومت کے اُن چند برسون مین اُنکا رویہ بہت درست رہا۔ یہ بھی لکھا کہ ان خیالات سے متاثر ہو کر یور ہائینس کو مین نے ذاتی طور پر دس لاکھ روپیہ سالانہ دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ وظیفہ ماہوار اقساط مین ادا ہوگا او آپ کی فوج کی تنخواہ اور دیگر وسائل پر صرف ہوگا جو آپ کی شمالی مغربی حد پر ضروری ہون" وظیفے کی امداد سے امیر عبدالرحمن خان نے اب قبائلی سسٹم کی فوج کے متعلق کام شروع کیا اور اُسکو بتدریج اپنے خیال کے مطابق کر لیا۔ اس کام کے شروع مین ۱۸۸۵ء مین اُن کو دس لاکھ نقد اور بیس ہزار بریچ لوڈنگ رائفل

توپخانہ کی تین باٹریان اور بہت سا سامان جنگ دیا گیا ان تحائف سے گورنمنٹ کی نیک نیتی کے قائل ہو کر امیر عبدالرحمن خان نے مندرجہ ذیل الفاظ مین وائسرائے سے وعدہ کیا۔

"اِس مہربانی اور عنایت کے عوض مین مع اپنی فوج اور رعایا کے کوئی خدمت جو میرے یا میری رعایا کے قابل سمجھی جاے بجالانے کو تیار ہون چونکہ انگریزی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ بیرونی دشمن کے حملون کے روکنے مین میری مدد کریگی پس یہ افغانستان کا فرض ہے اور اُسکے لیے مناسب ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ مستقل اور اُسکے پہلو بہ پہلو کھڑا رہے۔"

گورنمنٹ ہند کی ہمدردی اور کوششون نے امیر کو یہانتک چمکایا کہ وہ افغانی فوج کے بانی مبانی قرار پائے فیوڈل فوج یعنی قبائلی فوج جسکی وفاداری پر کبھی پورا اعتبار نہین ہو سکتا تھا اسکی جگہہ امیر نے ایک تنخواہ دار فوج آراستہ کی اور بذات خاص اسکی نگرانی فرمائی۔

جب معاہدہ ڈیورینڈ کے مطابق اُن کا وظیفہ بارہ لاکھ کی جگہہ اٹھارہ لاکھ سالانہ کر دیا گیا اور آلات حرب منگانے کا استحقاق حاصل ہو گیا تو اُنھون نے دارالسلطنت مین نئے نئے نمونون کے مطابق کارخانے اور ایک سلح خانہ قائم کیا جسکے ذریعے سے ہفتہ مین دو توپین ایک سو چہتر بندوقین اور مختلف قسم کا سامان جنگ تیار ہونے لگا اُنھون نے دس لاکھ آدمیونکو مسلح فی توپ پانچسو گولے اور فی بندوق پانچہزار کارتوس ہر وقت تیار رکھنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ مسلح آدمیون کی تعداد دس لاکھ تک نہ پہونچی تاہم کابل مین گولہ باروت کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا اور افغانستان اوّل مرتبہ نہایت محفوظ و مامون ہو گیا۔

ایک مکمل فوج کے ذریعہ سے امیر نے فوجی سلطنت کو تو قائم کر لیا مگر یہ بات اُن کو کھٹکتی رہی کہ جب لوگونکا مذاق سلیم ہو جائیگا تو اس قسم کی گورنمنٹ کا قائم رہنا مشکل ہو جائیگا اب انقلاب پیدا ہو گیا ہے اور اگرچہ افغانی ابتک اپنی اُسی پُرانی روش پر قائم ہین یعنی اپنے ملک سے محبت رکھتے ہین اور غیرون سے سخت نفرت کرتے ہین مگر اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ موجودہ افغانستان پُر امن ملک ہے اور موجودہ آبادی گزشتہ نسل سے زیادہ خوش اور قانع ہے۔ خوشحالی اور آسودگی کی ہوا نے آبادی

کے ایک بڑے حصہ کو جنگی جوش سے معمور کرنا شروع کر دیا ہے اس لیے فوجی آراستگی کے ساتھ ہی ساتھ امیر عبدالرحمن خان نے قوانین مین اصلاح کی۔ تجارت کو فروغ دیا۔ محاصل بڑھائے اور قبائلی سسٹم کی گڈمڈ مین سے ایک عمدہ سول انتظام پیدا کر لیا وہ قوانین جنھین خود امیر عبدالرحمن خان نے وضع کیا مع اُن اصلاحات و ترمیمات کے جو انھون نے کین اسوقت ایک درجن جلدون مین سمائے ہوئے ہین۔ اُسوقت ہر چھوٹے بڑے عہدہ دار کے پاس ایک دستور العمل ہوتا تھا جسپر امیر کے دستخط و مہر ہوتی تھی اگرچہ امیر کے ارادے نیک تھے تاہم اکثر جوڈیشل مقدمات مین رشوت چل جاتی اور امیر عبدالرحمن خان کو اسکا علم نہ ہونے پاتا۔ مجموعہ قوانین فوجداری رہنے دیا گیا۔ ایذا دہی کا عام دستور تھا۔ ابھی تک لوگ توپون کے آگے اڑائے جاتے تھے اور چند ظالمانہ سزائین خفیف جرائم مین دیجاتی تھین۔ بعض وقت عدالت انصاف مین وحشیانہ سزائین دیتے ایک راہزن اور ایک پولٹیکل ہوا و حرص رکھنے والے کو جو سزا دی گئی وہ عام طور پر مشہور ہے اول الذکر ایک باغی افسر تھا اور کابل کے نزدیک ایک درے مین تاخت و تاراج کیا کرتا تھا۔ آخرکار پولیس نے اُسکو گرفتار کیا امیر عبدالرحمن خان نے اُسکو سزا دینی چاہی درہ کی چوٹی پر جو سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ بلند ہے امیر کے حکم سے ایک بانس کھڑا کیا گیا اور اُس پر ایک آہنی پنجرہ لٹکایا گیا اور اُس مین بند کر کے وہین چھوڑ دیا گیا پولٹیکل جوش رکھنے والا اُس دربار مین جو امیر منعقد کر رہے تھے گھس آیا اور کہا کہ روسی افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے چلے آرہے ہین امیر نے کہا کہ۔

"روسی آرہے ہین تو تم اُس پہاڑ کی چوٹی پر رکھے جاؤگے اور کھانا نہین ملیگا تاوقتیکہ
تم انھین آتے نہ دیکھ لو"

امیر عبدالرحمن خان کو شروع ہی سے محاصل اور سکہ رائج الوقت کی فکر رہی لیکن ممالک غیر کی تجارت کے متعلق اُن کا طریقہ خودسرانہ اور بے قاعدہ تھا۔ ایک طرح وہ اپنے ملک کی تجارت کے محافظ تھے مگر جب انھون نے موجودہ محاصل مین ترمیم کر کے اُن کی شرحین بڑھادین تو ہندوستان اور روس کے ساتھ تجارت بند کر دی۔ انھون نے کابل مین ایک ٹکسال قائم کی اور رائج الوقت سکون کی جگہ نئے سکے مضروب کرائے بعد مین جب انھون نے امریکن سکہ بنانیوالی مشین

منگائی اور کلکتہ سے ایک افسر کے خدمات حاصل کیے تو کابل کی ٹکسال ایک دن مین دس لاکھ چاندی اور تانبے کے سکے تیار کرتی تھی۔

ملک مین امن قائم کرنے کے لیے یہ ابتدائی کارروائیان تھین اور بہت اچھا ہوا کہ امیر نے شروع ہی سے اِس بات کا خیال رکھا تاہم انھون نے اپنی توجہ مستقل و پائدار انتظام حکومت کی طرف زیادہ مبذول کی اُن کے عہد حکومت کی سب سے زیادہ عالیشان اور مضبوط یادگار وہ انتظامی کل ہے جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے اور جو اُن کے کارنامون مین سب سے زیادہ مہتم بالشان ہے البتہ یہ بات تھی کہ جدید انتظام زیادہ تر پرانے سسٹم کے اصول پر قائم کیا گیا تاہم اُن کا خیال تھا کہ سول انتظام بظاہر مہذب گورنمنٹ کی شان لیے ہوئے ہے۔ عام رشوت اور خیانت کا اسقدر زور تھا کہ ہر افسر اُس برائی مین مبتلا تھا او وہ انتظامات کو بالکل عیبون سے پاک رکھنے پر قادر نہ تھے۔

افغانستان مین اُسوقت ہر افسر خواہ وہ نئی حکومت کا آوردہ تھا یا پرانی حکومت کا بقیہ برگزاشتی تھا اور رشوت کا لینا اپنے عہدے کے اظہار اختیارات کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ اِس سخت عیب نے اصلاح کے راستے مین روڑے اٹکائے اگرچہ امیر عبدالرحمن خان نے افسران صیغہ کی کافی جمعیت بہم پہونچائی تھی تاہم بدامنی کا بھی زور تھا۔ امیر عبدالرحمن خان نے عہدون کے فروخت کا طریقہ بند کر دیا لیکن انسداد رشوت مین انھین سخت کوشش کرنی پڑی تب کہین آخر مین اُن کو کامیابی ہوئی اور ملک کی عام حالت رو بہ اصلاح ہوئی۔ سرکاری حساب کتاب مین خرابی کرنے والے کی امیر عبدالرحمن خان انگلیان کٹوا ڈالتے تھے۔

امیر عبدالرحمن خان اپنے اغراض کو اچھی طرح جانتے تھے اور اُس ترقی کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے جو وہ افغانستان کے مرتبے کیلیے کر رہے تھے اور سال بسال انکو یقین ہوتا جاتا تھا کہ میرا اقتدار بڑھ رہا ہے حکومت کے پہلے دس سال انھون نے خاموشی کے ساتھ کام کیا دوراندیشی اور خود اعتمادی بیدار تھا۔ اِس عرصے مین فوجی۔ مالی اور انتظامی صیغون کو درست کیا۔ جب وہ ایک حد تک قومی احساس پیدا کر چکے اور ایک دفعہ امور کی تکمیل کر چکے تو گورنمنٹ ہند کے ساتھ کچھ بے اعتنائی

کی جھلک پیدا ہوئی اور جب والیسرائے (لارڈ لینسڈون) نے کچھ سامان جنگ کابل جانے سے روک لیا تو اُنھون نے وظیفہ لینا چھوڑ دیا اور بطور حفظ ماتقدم سرحدون پر فوجین روانہ کردین اور ویسرائے کی شکایت مین خط لکھا بہرحال کلکتہ اور کابل کے درمیان سنہ ۱۸۹۰ء سے سنہ ۱۸۹۸ء تک تعلقات کشیدہ رہے۔

آخرکار امیر عبدالرحمن جو اپنی آخری منزل پر تھے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اِس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ اِس حادثے سے وسط ایشیا کی پولٹیکل بساط پر سے ایک نہایت ہی قابل اور فرزانہ روزگار وجود گم ہوگیا۔

امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی آخری پالیسی کی نسبت جو بدگمانی پیدا ہوئی اُسکے ذمہ دار اگر اسوقت کے ویسرائے ہند کیے جائین تو کچھ بیجا نہ ہوگا جب یہ بات مان لی گئی ہے کہ افغانستان اور اسکا امیر تحکمانہ لب و لہجہ سے دوست نہین بنایا جاسکتا تو لارڈ لینسڈون کی حکمت عملی کی وقعت کم ہوجاتی ہے۔ امیر عبدالرحمن خان پر یہ الزام کہ اُنھون نے جب ایک حد تک قومی احساس کی جانچ کرلی تو گورنمنٹ ہند سے بے اعتنائی کی روش اختیار کی" ایک بے وقعت رائے ہے اور ہر شخص جسکو تاریخ عالم کی صفحہ گردانی نصیب ہوئی ہے کہہ سکتا ہے کہ دل و دماغ رکھنے والا حکمران ایک زبردست سلطنت سے مخالفت کو مٹانے کی جگہہ بڑھانے کی کوشش نہین کرتا ہے۔

افغانستان کے امیر کے لیے لازم ہے کہ وہ کبھی تحکمانہ شان کی قدر افزائی نہ کرے۔ یہ گُر لارڈ منٹو نے خوب سمجھا اور آج تمام ویسراؤن سے وہ گوے سبقت لے گئے۔

درانی خاندان

سنہ ۱۷۴۷ء مین نادر شاہ کی وفات کے بعد بدعملی اور بادشاہ گردی ہوئی اور اُسی حالت مین موجودہ درانی حکومت کا آغاز ہوا۔ احمد شاہ بانی حکومت صدوزئی فرقے کے خان تھے۔ یہ فرقہ قبیلہ ابدالی کی ایک شاخ ہے۔ چمکنی کے مشہور ولی کو خواب مین دیکھکر اُنھون نے شاہ دُرِ دُران کا لقب حاصل کیا۔ ہز مجسٹی کے جد امجد دوست محمد خان بارکزئی خاندان سے ہین جو درانیون کی ایک دوسری شاخ ہے۔ احمد شاہ صدوزئی اور درانی قبیلے کے پہلے بادشاہ اور امیر دوست محمد خان بارکزئی درانیون کے پہلے فرمانروا کا شجرہ اس طریقے سے ملتا ہے کہ درانی شاہی خاندان کے بانی صدو اور بارک دو حقیقی بھائی تھے۔ احمد شاہ سنہ ۱۷۴۷ء مین بمقام قندھار تخت نشین ہوے اور اُسی شہر کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اِسی سال سے تاریخ افغانستان مین انتخاب بادشاہ اور باقاعدہ حکومت کی ابتدا ہوئی۔ سنہ ۱۷۴۷ء مین نادر شاہ کے قتل کے بعد مختلف افغان قبائل اور فرقون کے سردارون و خوانین نے قندھار کے قریب شیر سرخ بابا کے مقدس مزار پر جمع ہوکر مشورہ کیا کہ آپس مین کسکو بادشاہ مقرر کرین تاکہ اُسکے زیر حکومت امن و امان سے زندگی بسر کرسکین ان سردارون کے نام یہ تھے۔ حاجی جمال خان بارکزئی محبت خان اور سردار جہان خان پوپلزئی موسیٰ خان اسحٰق زئی جو ڈنکی کے نام سے زیادہ مشہور ہین۔ نور محمد خان غلزئی۔ نصر اللہ خان لوزئی اور احمد خان صدوزئی۔ لیکن سوائے احمد خان کے جو خاموش رہے اور ہر سردار نے فرمانروائی کے لیے دعوے کیا اور اپنا حق بہ نسبت دوسرون کے برتر ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس امر پر زور دیا کہ دوسرے کے تابع ہرگز نہ ہونگے۔ بہت کچھ بحث و مباحثہ کے بعد بھی وہ تصفیہ معاملہ سے اسیقدر دور رہے جتنا کہ ابتدائے جلسہ کیوقت تھے لیکن صابر شاہ نامی ایک بزرگ نے گیہون کی ایک بال اپنے ہاتھ مین لی اور احمد خان کے سر پر رکھکر کہا کہ۔

"آپس مین لڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہے احمد خان فرمانروائی کے لیے نہایت موزون ہے"

یہ سنکر تمام خوانین احمد خان کیطرف متوجہ ہوے اور اقرار کیا کہ حکومت کے لیے اس سے زیادہ مناسب اور کوئی شخص نہین ہوسکتا اسلیے کہ فرقہ صدوزئی بہ نسبت دوسرے خیلون کے کمزور اور قلیل التعداد تھا اگر احمد خان نے بموجب صلاح و مشورہ وکلاے رعایا عمل نہ کیا تو بہ نسبت کسی دوسرے حکمران کے جو مضبوط اور بڑے قبیلے کا ممبر ہو اُسے معزول کرنا آسان ہوگا اور اگر وہ ہماری صلاح مانیگا تو ہم بحیثیت وکلا و رعایا اُسکی امداد کرینگے اور انتظام سلطنت مین اُسکی ہر طرح تائید و استعانت کرتے رہینگے اسپر متفق ہوکر انھون نے دو چار پتے سبز گھاس کے منھ مین لیے جسکا یہ منشاء تھا کہ وہ چوپائے اور احمد خان کی باربرداری کے جانور ہین اور پھر رسّی کی طرح انھون نے گلے مین ڈالکر یہ بتایا کہ اطاعت قبول ہے اور قتل و قصاص کے اختیارات اُسے دئیے۔ احمد خان چونکہ ملک کیطرف سے منتخب ہوے تھے کل سردارون اور خوانین نے اُن کی تائید اور مدد کی وہ خود طبیعت کے مضبوط۔ عاقل فہیم۔ جفاکش اور منصف مزاج تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ترقی کرتے کرتے براعظم ایشیا کے ایک عظیم الشان بادشاہ ہوگئے اُن کی حکومت بجانب مغرب مشہد یعنی ایران تک اور شرق مین دہلی یعنی ہندوستان تک تھی اِس مین دریائی صوبجات بھی شامل تھے۔

جون ۱۷۷۳ء مین انھون نے انتقال کیا۔ اُن کے چہرے پر ناسور تھا۔

اُن کا لڑکا تیمور مرزا شاہ جانشین ہوا لیکن وہ نہایت کاہل اور آرام طلب تھا اور یہ وہ مرض ہے جو تقریبًا تمام مشرقی بادشاہون۔ شاہزادون اور رئیسون کو ہوا کرتا ہے جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دولت اور حکومت ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اسوجہ سے اس مین وہ قابلیت نہ رہی کہ جن قبائل کو اُسکے باپ نے فتح کیا تھا اُنھین یکجا رکھ سکے اور اس طرح سلطنت کا زوال شروع ہوا ایک اور بڑی غلطی اس نے یہ کی کہ اپنے بیٹون کو افغانستان کے صوبون کا گورنر مقرر کردیا جسکے باعث اُس کے وفات کے بعد جو کہ بمقام کابل ۱۷۹۳ء مین واقع ہوئی اُسکے کثیر التعداد بیٹون مین سلطنت کے لیے تنازعہ

ہوا اور آخر شاہ زمان کو حکومت حاصل ہوئی لیکن سات برس کی حکومت کے بعد ان کے سوتیلے بھائی شاہ محمود نے اندھا کر کے معزول کردیا۔ شاہ محمود کو وزیر فتح خان کی امداد سے حکومت حاصل ہوئی تھی اور یہ وزیر فتح خان۔ امیر دوست محمد خان موجودہ خاندان کے امیر اول کے بھائی تھے یہ عجیب و غریب شخص (جسے آئندہ اٹھارہ سال تک بہت نمایان جگہ تاریخ افغانستان مین حاصل ہوئی) بہ نسبت ارل آف وارک کے جو انگریزی تاریخ مین بادشاہ گر مشہور ہے یہ خطاب پانے کا زیادہ مستحق ہے اسکی لیاقت۔ ہمت۔ فیاضی اور تدبیر کا تمام یورپین مورخین نے جنھون نے کچھ بھی افغانستان کی نسبت خامہ فرسائی کی ہے اعتراف کیا ہے اور اسی طرح افغانون نے بھی۔

ستمبر ۱۸۰۱ء مین شاہ شجاع برادر حقیقی شاہ زمان معزول شدہ بادشاہ ہوے اور پشاور سے کابل پر چڑھائی کی لیکن وزیر فتح خان سے شکست کھاکر خیبر کی پہاڑیون کی طرف بھاگنا پڑا۔ تاہم چند معرکون کے بعد انھین کامیابی ہوئی اور ۱۸۰۳ء سے بعد وفات تیمور شاہ لڑائیان اور دوسرے مصائب اور بادشاہون اور خوانین کی جبریہ موتین کثرت سے ہوئین جس باقاعدہ و باضابطہ حکومت کی بنیاد احمد شاہ نے ڈالی تھی اُسکا خاتمہ اِسی طرح ہوگیا کہ اُن کے بعد جو بادشاہ ہوے وہ عیاشی اور مینوشی کے عادی تھے اور کسی شخص یا قبیلے کی طرفداری کرتے اور دوسرون کے خلاف رہتے تھے۔ صدوزئی بادشاہون کی اِس خصلت کے باعث حکومت نے انھین خیرباد کہا اور وہ افغانستان جو اُن کی حکومت مین آنے کے قبل وسیع سلطنت وسیع سمجھا جاتا تھا اب ایک مختصر حکومت رہگیا۔

شاہ شجاع نے جو کہ ۱۸۰۳ء مین تخت نشین ہوے۔ وزیر فتح خان کے ساتھ صلح کرنے سے انکار کردیا اور ۱۸۰۹ء مین اُن سے شکست کھائی اس فتح کے بعد حکومت پھر اپنے دوست قدیم محمود شاہ کے حوالے کی۔ شاہ شجاع نے رنجیت سنگھ راجہ پنجاب کے زیر سایہ پناہ لی اور وہان سے کئی بار تخت کابل حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اِسلیے کہ وزیر فتح خان اور اہل افغانستان شاہ محمود کے معاون تھے۔ رنجیت سنگھ اِسکے بعد شاہ شجاع کے ساتھ نہایت سنگدلی

سے پیش آئے اُنھین قید کیا اور مشہور آفاق ہیرا کوہ نور اُن سے جبراً چھین لیا جو اسوقت تاج برطانیہ کی زینت ہے مورخین نے نہایت موثر کیفیت اس ہیرے کی بیان کی ہے شاہ شجاع بہت سی مصیبتون کے بعد مع اپنے اہل و عیال کے قید سے بھاگے اور انگریزی عملداری مین داخل ہو کر انگریزون کے وظیفہ خوار ہوے۔

شاہ شجاع کی شکست کے بعد وزیر فتح خان نے شاہ محمود کیطرف سے حکومت شروع کی اپنے آقا کے لیے حاجی فیروز سے ہرات چھینا اور ایرانیون نے جو حملہ اس شہر پر کیا تھا اُسکی مدافعت کی بنیاد اس حملے کی یہ تھی کہ ایرانی چاہتے تھے ایران کو خراج ملے اور شاہ ایران کے نام کا سکہ چلایا جاے۔ اس وفاداری کا یہ ثمرہ ملا کہ بدبخت احسان فراموش و حق ناشناس شاہ محمود نے اپنے دغاباز بیٹے اور دوسرون کی صلاح پر عمل کر کے جو وزیر فتح خان کے اثر و اقتدار پر رشک کرتے تھے ۱۸۱۸ء مین اس تمام جان نثاری و خدمتگذاری کے صلہ مین فتح خان کو جنھون نے دوبارہ اُسے حکومت دی تھی سخت اذیتین پہونچا کر اُن کی آنکھین نکلوا ڈالین پھر جب اُنھون نے اپنے بھائیون کے حالات بیان کرنے اور اُن کا راز افشا کرنے سے انکار کیا تو یکے بعد دیگرے اپنے سامنے اُن کے اعضا کٹوا ڈالے حالانکہ صرف اُنھین کے ذریعہ سے اُسے حکومت ملی تھی۔ غرضکہ اسی طرح اس بینظیر شخص کا خاتمہ ہوا جسے افغانستان کا وارک کہنا چاہیے۔ اُن کی لیاقت اور جوانمردی ایسی تھی کہ جس جماعت کے وہ طرفدار ہو جاتے اُسے یقیناً عروج حاصل ہو جاتا۔ اُنھین کی شہرت۔ شجاعت۔ فیاضی اور شرافت کا نتیجہ تھا کہ اُن کے چھوٹے بھائی دوست محمد خان کو تخت کابل حاصل کرنے مین بہت زیادہ مدد ملی۔ وزیر پایندہ خان عرف سرفراز خان نے علاوہ فتح خان کے بیس لایق بیٹے چھوڑے تھے جن کے نام یہ ہین۔ سردار محمد اعظم خان تیمور قلی خان۔ پردل خان۔ شیردل خان۔ کہندل خان۔ رحمدل خان۔ مہردل خان۔ عطا محمد خان سلطان محمد خان امیر محمد خان۔ محمد زمان خان۔ جمیر خان۔ حیدر خان۔ طرہ باز خان۔ جمعہ خان۔ خیر اللہ خان۔

اس جوانمرد "بادشاہ بنانے والے" کا ایسی بے رحمی سے قتل کیا جانا ایسا واقعہ اور اس امر کا اشارہ تھا کہ اُنکے بیس بھائی اور باقیماندہ درّانی شاہ محمود نیز اُسکے بیٹے شاہزادہ کامران سے سرکشی

کرین۔ اسی کامران نے اپنے والد کو بہکایا اور مجبور کیا تھا کہ فتح خان کو قتل کرنا چاہیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوست محمد خان فتح محمد خان کے سب سے چھوٹے بھائی نے شاہ محمود کو شکست دی اور خود ۱۸۳۶ء مین امیر افغانستان ہوے جسکی وجہ سے سلطنت خاندان صدوزئی سے خاندان بارکزئی مین منتقل ہو گئی اور جب سے ابتک اسی خاندان مین چلی آتی ہے۔ بہ استثناء اُس تھوڑے سے وقفے کے جسکا شاہ شجاع اور اُسکے مددگار یعنی انگریز باعث ہوے۔ شاہ محمود نے اس ناسپاسی کی سزا مین حکومت کھو دینے کے بعد دل شکستہ ہو کر ہرات مین وفات پائی اور اُسکا بیٹا جو کہ فتح خان کے قتل کا اصل باعث تھا اپنے ہی ایک اہلکار کے ہاتھ سے مارا گیا جسکا نام وزیر یار محمد خان تھا۔

یہ ایک مشہور بات ہے کہ جبتک کسی ملک کا فرمانروا ایسا مضبوط دل ہوتا ہے کہ جملہ خوانین و رعایا کو رعب کے ساتھ اپنے اختیار مین رکھ سکے اور گو اُسکا طریق حکومت عمدہ نہ ہو تاہم بیرونی طاقتون کو اُسکے انتظام مین مداخلت کا بہانہ نہین مل سکتا لیکن جہان کوئی گورنمنٹ ایک کمزور حکمران کے قبضہ مین آئی یا خانہ جنگیون کی وجہ سے اُمین تفرقہ پڑ گیا یا رعایا کے دل سے اپنے فرمانروا کی محبت اور دہشت جاتی رہی تو طاقتہاے خارجیہ کو موقع مل جاتا ہے کہ سلطنت کے مختلف حقدارون کو آپس مین لڑا دین یا اس بہانے سے ملک مین دخل دین کہ رعایا کو مساوی حقوق عطا ہون اور سب کے ساتھ یکسان انصاف ہونا چاہیے اسی اصول کے مطابق جس وقت سے کہ افغانستان کمزور فرمانرواؤن کے زیر حکومت آیا اور وہان خاندانی لڑائیون اور فساد کا بازار گرم ہوا۔ اس ملک کی تاریخ ایسی نظیرون سے بھری ہوئی ہے کہ انگلستان اور روس نے اسکے داخلی معاملات مین وقتاً فوقتاً مداخلت کی ہے۔

امیر دوست محمد خان مرحوم کے بعد امیر افضل خان مغفور تخت نشین ہوے اور انکے بعد ہز مجسٹی کے گرامی قدر والد امیر عبدالرحمن خان مرحوم فرمانروائے کابل ہوے اب ہز مجسٹی درّانی حکومت کے جانشین ہین۔ اور ہز مجسٹی کے ولیعہد اور وارث تخت سردار عنایت اللہ خان طال اللہ عمرہٗ ہین جو کچھ عرصہ قبل ہندوستان کی مختصر سیاحت کر گئے تھے اور جوہر قابلیت مین ابھی سے اپنے والد و دادا کا نمونہ ثابت ہوے ہین۔ اس طرح مجدد الف ثانی کی پیشنگوئی کے مطابق تخت افغانستان پر درّانی خاندان قابض ہے۔

سراج الملۃ والدین ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان جی۔سی۔بی۔جی۔سی۔یم۔جی بادشاہ مملکت خداداد افغانستان وترکستان

ہز مجسٹی نسلاً امیر عبدالرحمن خان مرحوم کے فرزند۔حکومتاً احمد شاہ درانی کے پوتے اور تاریخاً سلطان محمود غزنوی کے پرپوتے ہین۔جسطرح آپ کا سلسلہ دور تک بادشاہ اور شاہی خاندان تک پہونچتا ہے ویسے ہی آپ کا نسب مان کی طرف سے بھی شاہ اور شاہی خاندان پر ختم ہوتا ہے۔

جن دنون امیر عبدالرحمن خان مرحوم اپنے ناحق کوش چچا شیر علیخان سے ہزیمت کھاکر بے یار و مددگار افغانستان سے باہر پھر رہے تھے اور روس کیطرف طلب اعانت کے لیے بڑھے جارہے تھے تو اُسی اثنا مین انکا گذر سمرقند مین بھی ہوا اور وہین آپنے شاہ سمرقند پسر جہاندار شاہ کے اصرار پر اُن کی ایک لڑکی سے نکاح کیا تھا اُسی والا گوہر شاہزادی کے بطن سے ہز مجسٹی اپنے ننہال مین (سنہ ۱۸۷۲ء تھا اور امیر مرحوم روس مین موجود تھے) پیدا ہوے۔امیر مرحوم کی موجودہ اولاد مین آپ سب سے بڑے ہین امیر مرحوم کی پہلی بیوی سے ایک صاحبزادے عبداللہ خان ہز مجسٹی سے بھی بڑے تھے۔لیکن تاریخ مین امیر مرحوم کی تخت نشینی کے بعد اُن کا کوئی ذکر نہین پایا جاتا اِس لیے غالب قیاس ہے کہ اُنھون نے پہلے ہی وفات پائی۔

جبتک امیر مرحوم کا قیام روسی علاقہ مین تھا ہز مجسٹی نانا کے یہان کم اور اپنے والد کے پاس زیادہ رہا کرتے تھے اور جب امیر مرحوم افغانستان آئے تو ہز مجسٹی اور اُن کی والدہ کو وہین چھوڑ آئے تھے۔تخت نشینی کے بعد جب اور متعلقین کابل پہونچے تو آپ بھی آئے اسوقت ہز مجسٹی کی عمر قریباً نو سال ہوگی اور اسوقت سن شریف ۳۵ سال کے قریب ہے۔

ہز مجسٹی کا چہرہ آفتابی ہے۔چیچک کے داغ ہین مگر تابان۔آنکھین بڑی اور روشن۔رنگ سرخ و سفید سینہ فراخ۔پیشانی کشادہ۔جسم مضبوط اور قوی۔قد امیر مرحوم سے کچھ کم یعنی میانہ۔سیاہ ریش شاہانہ انداز۔غور و خوض کے آثار بشرے سے نمایان۔چال ڈھال سپاہیانہ جس سے تمکنت شاہی اور رعب کا

اظہار ہوتا ہے۔گفتگو آہستہ کرتے ہین لیکن آواز بلند ہے۔بائین ہاتھ کی دو انگلیان عمل جراحی کیوجہ سے قطع کی گئی ہین۔صورت شکل مین امیر مرحوم سے بہت مشابہ ہین۔وجیہ لباس کو زیادہ پسند کرتے ہین اور تراش خراش پر خاص توجہ رکھتے ہین وضع کے جزئیات تک کو فروگذاشت نہین کرتے۔دوران گفتگو مین چہرے پر مسکراہٹ کے آثار نمودار رہتے ہین۔لیکن یہ ہمیشہ متین و سنجیدہ رہنے کی کوشش کرتے ہین۔مزاج مین بے تکلفی اور سادگی زیادہ ہے اور نمود و نمایش کا ذرا بھی دخل نہین ہے۔

جبتک ہز مجسٹی سمرقند اور روس مین رہے۔تعلیم و تربیت اِسی طریق سے شروع کی گئی تھی جیسے ایک ہونہار شاہزادے کی ہوتی ہے لیکن تعلیم و تربیت کے وہ تمام سامان وہان جمع نہ تھے جو ان کے شان کے مطابق ہوتے پھر بھی اس کمی کی تلافی والدین کے حُسن تربیت سے بخوبی ہوا کی۔چونکہ ہز مجسٹی نے امیر مرحوم کے زمانہ پریشانی مین ہوش سنبھالا اور اپنے والد کو ہمیشہ حصول سلطنت کی تگ و دو مین جانبازی کرتے دیکھا تھا اس لیے ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت بھی سپاہیانہ خصائل و عادات کیطرف رجوع ہوگئی۔

جب امیر مرحوم تخت نشین ہوے اور ہز مجسٹی حسب الطلب اپنی والدہ کے ہمراہ کابل تشریف لائے گویا اسوقت سے باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی اور اس طرح جو آئندہ تخت و تاج کے مالک کے مناسب حال تھی۔امیر مرحوم اپنے تجربہ اور تمام نشیب و فراز پر غور کرنے کے بعد یہ سمجھ چکے تھے کہ شاہزادون کو فلسفہ و منطق اور طبیعات کی تعلیم ایسی ضروری نہین ہے جیسی علم اخلاق و سیاست کی اس لیے آپ کی تعلیم مذہبی عربی اور فارسی مین شروع ہوئی۔اِسی کے ساتھ کسیقدر انگریزی زبان کی بھی تعلیم دی گئی۔امیر مرحوم ان کی تربیت مین بھی بہت اہتمام فرماتے تھے اگر ایک گھنٹہ درس و تدریس مین گذرتا تو چار گھنٹے عملی باتون مین صرف ہوتے۔یعنی ہز مجسٹی سپہگری کی مشق کرتے۔امیر مرحوم کے ہمراہ رہکر کاروبار سلطنت کو سمجھتے کتابی تعلیم و تربیت سے جو روزانہ سبق حاصل ہوتے اُنپر عمل کرایا جاتا اس بہتر طریق تربیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کے قوائے ذہنی کو بہت جلد نشو و نما اور شگفتگی حاصل ہوگئی اور آپ بہت جلد ضروریات کی تحصیل کے بعد کاروبار سلطنت مین دخل اور اُن کو انجام دینے کے

قابل ہو گئے حتی کہ ملبین بائیس سال کی عمر مین سوائے امور خارجہ کے آپ نے تمام مہمات سلطنت کو سنبھال لیا اور امیر مرحوم نے بھی سوائے اُس ایک صیغے کے سلطنت کا تمام حل و عقد ہز مجسٹی کے ذمے کر دیا یہ صرف امیر مرحوم کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ایسی عمر مین جبکہ اور شاہزادے لہو و لعب مین منہمک ہوتے ہین یہ تدبیر ملکداری مین مصروف تھے۔

باوجود اسقدر اعتماد و اعتبار کے زمانہ ولیعہدی مین یہ اپنے والد کی نگہداشت ادب سے کبھی غافل نہین ہوئے۔ جب کبھی امیر مرحوم کیخدمت مین حاضر ہوتے خلوت مین یا جلوت مین ہمیشہ اُنکے قدم کو بوسہ دیتے۔ اخلاق و سیاست کی اسدرجہ تکمیل کی تھی کہ زمام سلطنت ہاتھ مین لیتے وقت آپ کو ذرا بھی دقت نہ ہوئی اور ملک کو اتنا ہی معلوم ہوا کہ سلطنت ایک ہاتھ سے دوسرے مین منتقل ہو گئی۔

دینیات کی تعلیم آپ کی مکمل ہے۔ بے سود ورق گردانی مین آپ کے بیش قیمت وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہین کرایا گیا ہے تاہم جو نتیجہ کتاب خوانی کا ہونا چاہیئے وہ علما کی صحبت اور فیض تربیت سے بخوبی حاصل ہوا اس طرح ہز مجسٹی کو ایک مذہبی عالم کا درجہ حاصل ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ علیگڈھ مین آپ نے نہ صرف طلبا بلکہ ٹرسٹیون اور دینی پروفیسرون تک کا امتحان لے ڈالا سوالات بالکل اصولی تھے اِس سے ظاہر ہے کہ ہز مجسٹی کو فروعات اور اجتہادی مسائل کی طرف چندان توجہ نہین ہے۔

انگریزی زبان کی تحصیل تقریباً انٹرنس کے برابر ہے مگر چونکہ وہان کبھی بولنے کا اتفاق نہین ہوتا تھا اِسلیے روانی کے ساتھ تقریر نہین کر سکتے۔ سمجھتے سب ہین۔ پھر بھی بولنے مین بند نہین ہین۔ بڑی بڑی ملاقاتون یا اہم گفتگو کے موقع پر ترجمان سے بطور ضابطہ کام لیتے رہے ہین جس سے مزاج مین احتیاط کا اظہار ہوتا ہے یہ نہین معلوم کہ اُردو آپنے کتابون کے ذریعہ سے حاصل کی ہے یا بات چیت کرنے سے۔ لیکن ہز مجسٹی اُردو بھی جانتے ہین۔

پشتو مثل فارسی کے ہز مجسٹی کی مادری زبان ہے اور اِسکی نسبت کچھ کہنا ہی بیکار ہے۔

فوٹو گرافی مین آپ کو اچھا ملکہ ہے اور اُس سے یہ سودمند کام لیتے ہین کہ صنعتی آلات اور کلون کے عکس لیکر کاریگرون کو اُسکے مطابق نمونہ تیار کرنے کا حکم دیتے ہین اور اکثر کامیابی ہوتی ہے۔

ہز مجسٹی کا یہ ارشاد بہت صحیح ہے کہ ”مین بادشاہ ہون۔ سپاہی ہون۔ مُلا ہون“

زمانہ ولیعہدی میں مہمات سلطنت

ہز مجسٹی کی محنت۔ جفاکشی۔ قابلیت۔ قوت فیصلہ اور تدابیر حکمرانی کے بڑے بڑے اہم تجربون کی جو کیفیت اب معلوم ہو رہی ہے اسکا یہ سبب ہے کہ ابتدائے عمر سے عنفوان شباب تک ہز مجسٹی نے سلطنت کے معاملات اور انتظام مین حصہ لیا ہے تدبیر حکمرانی مین جو دلچسپی ہز مجسٹی نے ابتدا ہی سے ظاہر کی وہ بعض تفریح یا وقت گذاری کے لیے نہ تھی بلکہ امیر مرحوم ابتدا ہی سے ہز مجسٹی کو انتظامی تعلیم دیتے رہے تاکہ یہ کام کرنے کے خوگر ہو جائین جسکی استعداد بدو فطرت سے ان مین موجود تھی اور امیر مرحوم ایسے گرامی قدر پولٹیکل نبض شناس نے اُن کی قوت حکمرانی کا بہت صحیح اندازہ کر لیا تھا۔ پھر بھی وہ اپنی زندگی ہی مین اس امر کے خواہشمند تھے کہ اپنے جانشین کی پوری طاقت انتظامی کا موازنہ کر لین جو اُن کے بعد سلطنت خداداد کا فرمانروا اور رعایائے افغانستان کی تکمیل کرنے والا ہوگا۔

امیر مرحوم نے سلطنت خداداد کی ترقیات کے لیے جسقدر انتظامی محکمے قائم کیے تھے اُن کے فیصلجات کی اپیلین اور آخری منظوری و احکام کے کاغذات خود امیر مرحوم اور ہز مجسٹی کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ ہز مجسٹی اُس زمانے مین "سردار حبیب اللہ خان" تھے۔ جب امیر مرحوم صبح کے ناشتے سے فارغ ہو جاتے تھے تب ہز مجسٹی کو روزانہ احکام و ہدایات لینے کے لیے حاضر ہونا پڑتا تھا۔

۱۸۹۱ء سے امیر مرحوم نے اپنی جگہ ہز مجسٹی کو دربار کرنے کا حکم دیا اور اپنے ذمہ اُن کے اور گورنرون کے فیصلجات کی آخری اپیلین۔ کارخانجات۔ اسلحہ کی تیاری۔ معدنون کا اجرا۔ ترمیم قانون و اصلاح ملک وغیرہ کا کام رکھا۔ ہز مجسٹی اُسوقت ہفتہ وار دربار کیا کرتے تھے۔ تمام ملکی و فوجی افسر حاضر ہو کر اُن کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ یہ دربار عمارت "سلام خانہ" مین ہوتا تھا جو انھین کامون کے لیے مخصوص ہے۔ اس مین پندرہ سو آدمیون کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ میز پر ازبکی۔ افغانی۔ ترکمانی۔ ہندوستانی اور انگریزی ہر طرح کے کھانے ہوتے تھے زمانہ ولیعہدی مین ان کو علاوہ کھانے۔ پوشاک۔ مکانات۔

سواری اور خدام کے بیس ہزار ماہوار جیب خرچ کو ملتا تھا یہ تمام دن کی سخت محنت و مشقت کے بعد شام کا وقت محلسرا مین بسر فرماتے تھے ان کو وہ تمام کام انجام دینا پڑتا تھا جو امیر مرحوم یا سابق امیران افغانستان کیا کرتے تھے۔

ولیعہدی مین ان کا روزانہ دستور العمل یہ تھا جس سے کام مین بیحد دلچسپی اور محنت و مصروفیت کا اظہار ہوتا ہے دس بجے صبح سے دربار عام جو چار پانچ بجے تک رہتا تھا۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو تمام سکرٹری دربار مین وہ تمام درخواستین خطوط اور کاغذات جو بذریعہ ڈاک یا قاصد ہرات۔ غزنی۔ بلخ۔ قندھار۔ جلال آباد۔ ہندوستان اور دیگر مقامات سے موصول ہوتے تھے پیش کرتے تھے۔ مختلف کارخانون کے روزانہ اخراجات کے احکام خزانے پر جاری کیے جاتے۔ گورنرون۔ فوجی و ملکی اہلکارون مہتممان کارخانجات میگزین محکمہ مال و عمارت کی رپورٹون پر احکام صادر ہوتے اور حکام متعلقہ کے پاس بھیجے جاتے۔ یہی سکرٹری درخواستون اور احکام پر ہز مجسٹی سے دستخط حاصل کرتے اسکے بعد آرام کے وقت تک اور جو کام آجاتا وہ انجام دیا جاتا۔ صرف ہوا خوری اور گھوڑے کی سواری کے لیے تھوڑا سا وقت نکال لیتے اور سونے سے پہلے امیر مرحوم کے دربار مین چند منٹ کے لیے حاضر ہوتے۔ یکشنبہ کے دن صرف فوجی دربار ہوتا تھا جس مین تمام فوجی افسرون کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ یہ فوج کے لیے رنگروٹ بھی بھرتی کرتے تھے اور تمام فوجی معاملات انھین سے متعلق تھے فوجی تنازعات اور جرائم کا فیصلہ بھی یہی کرتے۔ چہارشنبہ کو ملکی افسران موجودہ کابل کا دربار ہوتا تھا اور جو مقدمات ملکی اُسوقت پیش ہوتے طے کیے جاتے۔ شنبہ کو مقدمات فوجداری فیصل فرماتے۔ اُسی روز مقدمات بھی سنتے جنھین کوتوال پیش کرتا یا دیگر ذرائع سے آتے اور اپیلون کا فیصلہ ہوتا اتوار کے دن کابل کے تمام کارخانون اور سلح خانون کا ملاحظہ فرماتے۔ ملازمون کی درخواستین سنتے اور اُن کو قابلیت کے مطابق ترقی پنشن اور رخصت دیتے۔

جمعہ کا دن یوم الراحت تھا جسے شکار مین بسر کرتے یا امیر مرحوم کے دربار مین حاضر رہتے اور اپنی ماؤن اور خویش و اقارب سے ملاقات کرتے تھے۔

ان کا طرز کارروائی بہت سادہ اور سہل تھا۔ ہر شخص حاضر ہو کر عرض معروض کر سکتا تھا اور روئداد مقدمہ پر اُسکا عادلانہ فیصلہ فرماتے تھے جو مستغیث ان کی عدالت مین حاضر ہوتے ایک چوبی کٹہرے کے عقب مین کھڑے ہوتے اور جو اہلکار اس خدمت پر مامور تھے باقاعدہ لوگون کو پیش کرتے تھے لیکن اگر فریقین مقدمہ مین سے کوئی ضعیف مرد۔ عورت یا نہایت کمزور اور جلد گھبرا جانے والا آدمی ہوتا تو عرض بیگی بہ آواز بلند ہز مجسٹی سے واقعات بیان کر دیتا اور بعد تحقیقات کے بعد قطعی فیصلہ صادر کرتے ان کی عدالت مین امیر و غریب کی کوئی تفریق نہ تھی بہت بڑا اور بہت ذلیل آدمی شانہ بشانہ کٹہرے مین اُسوقت تک کھڑا رہتا جبتک مقدمہ کی تجویز نہ ہو جاتی پیچیدہ مقدمات جنمین بہت زیادہ تفتیش اور شہادت قلمبند کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہز مجسٹی اُسے ابتدائی تحقیقات کے محکمہ مال۔ فوجداری یا سررشتہ تجارت مین بھیجدیتے اور پھر ایک مختصر کیفیت کے ساتھ پیش کیے جاتے اور جو مقدمات سردار نصر اللہ خان کی سماعت سے باہر ہوتے وہ بھی ہز مجسٹی کے سامنے پیش ہوتے تھے۔

ہز مجسٹی کی تخت نشینی

ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء مین جب امیر عبد الرحمن خان مرحوم نے محسوس کیا کہ پیام موت آپہونچا ہے تو اُنھون نے اپنے شاہزادون۔ سردارون۔ ہندو اور مسلمان شرفاء کابل کو طلب کیا اور بستر مرگ ہی پر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ۔

"تم جانتے ہو جب کوئی بادشاہ ضعیف و نحیف ہو جاتا ہے اور موت قریب دیکھتا ہے تو اُسکی قدرتی خواہش یہ ہوتی ہے کہ موت سے پہلے اپنا جانشین مقرر کرے اس لیے میری تمنا ہے کہ میری جانشینی کا سوال آج طے ہو جاے۔

حاضرین نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ شاہزادہ حبیب اللہ خان جنھون نے آٹھ سال سے کاروبار سلطنت نہایت خوبی سے سرانجام دیے ہین ہمارے بہتر حاکم ہو سکتے ہین۔

امیر مرحوم یہ سُنکر خوش ہوے اور فرمایا کہ۔

"ایک شمشیر مرصع مع اُس کتاب کے جس مین وصیت نامہ اور ہدایات درج ہین ولیعہد کو دیجاے"

اور سردار نصر اللہ خان کو حکم دیا کہ تلوار اپنے برادر کلان کی کمر سے باندھین پھر دربار برخاست کیا امیر مرحوم یکم اکتوبر کو قضاے الٰہی سے فوت ہو گئے اور ۱۳۔ اکتوبر کو ایک خاص دربار منعقد ہو کر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان باضابطہ شاہ افغانستان تسلیم کیے گئے۔

اسکے بعد ایک اور دربار ہوا جس مین کمانڈر انچیف۔ فوجی حکام۔ سردار اور خوانین نے قران پر ہاتھ رکھ کر ہز مجسٹی کا حلف اطاعت اس طرح لیا۔

"ہم جملہ فوجی افسر۔ ملا اور دوسرے مسلمانان افغانستان قران شریف کی قسم کھاکر امیر حبیب اللہ خان کو اپنا بادشاہ اسلام تسلیم کرتے ہین"

امیر نے اُسوقت حسب ذیل تقریر فرمائی۔

"آپ لوگون نے مجھے اپنا بادشاہ قرار دیا ہے مین اس مرتبہ کو منظور کرتا ہون۔ مین انشاء اللہ ہمیشہ دین محمدی پر قائم رہونگا اور مین افغانستان کے مسلمانون کی حفاظت کرونگا جو میری بحیثیت شاہ اسلام متابعت کرینگے"

تمام حاضرین نے سر جھکا کر ہز مجسٹی کو اپنا حاکم تسلیم کیا۔ ہندو باشندگان کابل نے بھی امیر حبیب اللہ خان کو اپنا فرمانروا قبول کیا اور امیر نے اُن کی جان و مال اور مذہبی آزادی کی حفاظت کا وعدہ کیا۔

تخت نشین ہونے کے بعد امیر نے چند ایسی اصلاحین قوانین سلطنت مین کین کہ تمام رعایا دل و جان سے فریفتہ ہو گئی۔ کئی ایک ٹکس معاف فرمائے اور تجارت و حرفت کو فروغ ہونے لگا۔ تارکان وطن کو واپسی کی اجازت عطا فرمائی۔ علوم دین کی طرف بہت بڑی توجہ کی۔ سختیان اور ناگوار سزائین موقوف کر دین یہ ایسی باتین تھین جن سے ہر شخص رام ہو گیا۔

افغانستان کا ہونے والا امیر ہندوستان مین بالکل ہی نامعلوم شخص تھا اور چونکہ یہ گزشتہ پانچ سال تک امیر مرحوم کی زندگی مین ہفتہ وار بجائے اپنے والد کے دربار مین بھی آتے رہے اس لیے اُن کے کیرکٹر پر رائے زنی کا کافی موقع مل چکا تھا مضبوط ارادے کے ساتھ نہایت استقلال اور بردباری سے اُنھون نے اپنے والد کی جگہ پُر کی اور رعایا کے خیالات اُن کی جانب حوصلا افزا تھے۔ تخت نشینی کے وقت سے جو تندہی اور مستعدی اُنھون نے دکھائی اس سے تمام امیدین پوری ہوئین اور گو ہندوستان کے ساتھ ان کے تعلقات بڑھ گئے تھے مگر باہم معاملات صاف نہ ہوے تھے۔

ان کو یہ سلطنت اپنے باپ سے وراثت مین ملی ہے جو سخت انقلابات کے بعد قائم ہوئی تھی اور کتنے ہی والیسرایان ہند سے اس حکومت کو سابقہ پڑا ہے مگر موجودہ امیر خود کو ماتحت بادشاہ نہین سمجھتے بلکہ سنہ ۱۸۸۰ء کے قیود کو وہ ہٹانا چاہتے ہین جو شاید اُسوقت کے مناسب حال رہی ہو اب تو معاہدہ ڈین کے بموجب ہز مجسٹی ایک خود مختار بادشاہ تسلیم کیے جا چکے ہین تخت نشینی کیوقت سے امیر نے وقتاً فوقتاً

جو خیالات ظاہر کیے اور اس طرز عمل سے جو وہ ضرورت کیوقت اختیار کر لیتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ امیر مرحوم کی ابتدائی زمانہ کی حالت باقی نہین ہے اس امر کی تنقید فضول ہے کہ اُنھون نے ہندوستان آنے کے متعلق پیامات کا کیا جواب دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ پیامات اس لیے بھیجے جاتے تھے کہ امیر عبد الرحمن خان مرحوم کی وفات کے بعد سے جو سلسلہ تعلقات ملتوی رہا ہے۔ وہ پھر قایم کیا جاے اگرچہ حکمران کابل پر زور ڈالنے کی کوئی ضرورت نہ تھی تاہم یہ ضروری تھا کہ کلکتہ اور کابل کے درمیان تعلقات زیادہ مضبوط قائم ہون اور اسباب کو ماننا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ ہند اور ہز مجسٹی کے درمیان دوستانہ سمجھوتہ قائم کرنے مین کم از کم بارہ مہینے صرف ہوے۔

سنہ ۱۹۰۱-۲ء مین انگریزی شکوک نے افغانی انگریزی تعلقات کو ایسی نازک حالت مین کر دیا تھا کہ سنہ ۱۹۰۴ء کے خاتمہ پر اطمینان حاصل کرنے کے لیے کسی کارروائی کی ضرورت محسوس ہوئی اس ناقابل برداشت حالت کا اندازہ کرنے کے لیے مسٹر لوئیس ڈین (اب سر لوئیس ڈین) خاص سفیر بنا کر کابل کی طرف بھیجے گیے اور ہز مجسٹی کے وظیفے اور آلات حرب کے منگانے کا فیصلہ اسی طرح ہوا جس طرح امیر عبد الرحمن خان مرحوم سے ہوا تھا۔ اس معاہدہ کے شرائط کے مطابق اول ہز مجسٹی نے وظیفے کا بقایا یعنی ساٹھ لاکھ روپیہ لیا۔ دوسرا اٹھارہ لاکھ سالانہ کا وظیفہ قائم رکھا گیا۔ تیسرے آلات حرب کا بغیر کسی قید و شرط کے لانے کا اختیار قائم رہا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہز مجسٹی کو افغانستان اور اُسکے متعلق صوبجات کی خود مختار بادشاہ تسلیم کیے گئے اِسکے عوض مین ہز مجسٹی نے اپنے ولیعہد عنایت اللہ خان کو سفر ہندوستان کی اجازت دی تعلقات جو ٹوٹ رہے تھے اُس مین یہ تبدیلی بھی ہوئی کہ حد مہمند کا تصفیہ ہو گیا۔ اِس پانچ سال کے وظیفے نے بیشک صورت معاملات کو اہم بنا دیا تھا۔

امیر کی خارجیہ پالیسی مین اگر کسی شک کی گنجائش رہی بھی ہو تو یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہین ہے کہ جب سے یہ تخت نشین ہوے ان کا طریق کیسا تلطف آمیز رہا بالخصوص امیر عبد الرحمن خان کیوقت مین جو لوگ دوسرے مقامات پر فرار ہو گئے تھے اُن کو واپس بلانے سے ہز مجسٹی نے انتہا درجے کی رحمدلی کا اظہار کیا ہے۔

ہز مجسٹی نے ایک طرح کی سوپریم کونسل بنائی ہے جسے دربار شاہی کہتے ہین اس مین بڑے بڑے افسر اور خوانین شامل ہین اس مین تین طبقہ کے لوگ ہین۔ یعنی شاہی خاندان کے بڑے بڑے ممبر خان جو لوگون کے قائم مقام ہین اور مُلّا۔

انتظام ملکی

ذیل مین اُن بڑے بڑے محکمون کا صرف مختصر بیان کیا جاتا ہے جو اسوقت نہایت کامیابی سے چل رہے ہین اور جن مین ہز مجسٹی ہر ایک ممکن اصلاحین کرتے جاتے ہین۔

خزانہ

تمام قسم کی آمدنی داخل خزانہ ہوتی اور وہین سے خرچ ہوتی ہے۔ اس کے بھی دو حصے ہین خزانہ عامرہ اور خزانہ خاص۔ آخر الذکر مین ذاتی جائداد اور تجارت کی آمدنی داخل ہوتی ہے۔ سرکاری خزانے سے ہز مجسٹی اور شاہی خاندان کی رقمین ملتی ہین۔ سرکاری خزانے کی شاخین ہر بڑے مقام پر ہین۔ سال کے بعد ہر جگہ کی بقایا صدر مین بھیجدیجاتی ہے۔ روزانہ گوشوارہ صدر مین آتا ہے جس سے روز معلوم ہوتا ہے کہ اضلاع مین کسقدر آمدنی۔ کسقدر خرچ اور کسقدر بقایا ہے

محاصل

آمدنی کی خاص صورتین یہ ہین مالگذاری ارضی و درختان میوہ دار محصول درآمد برآمد چنگی۔ دوسرے قسم کے محصولات۔ ڈاک کے اسٹامپ کی آمدنی۔ سرکاری تجارت اور کاروبار۔ سرکاری اراضیات اور سرائے دوکانات کی آمدنی۔ جرمانہ محکمہ فوجداری کی رقم۔ ضبط شدہ مال اور معدنیات۔

طریق تحصیل

محاصلات اس طرح جمع کیے جاتے ہین کہ مختلف محکمجات کے لوگون کے نام بذریعہ احکام اطلاع دیتے ہین کہ اسقدر مطالبہ جو تمھارے ذمہ باقی ہے فلان تاریخ تک ادا کردو یا اہلکار متعینہ کو دیکر رسید لے لو۔ مختلف صوبجات کی فوج۔ سرکاری باربرداری کے جانور شاہی خاندان کے اخراجات کے لیے نقد کی جگہ غلہ۔ گھاس اور لکڑی بھی لیکر دیجاتی ہے۔

حساب کتاب

اب یہ صیغہ بہت مکمل ہے اور اسوقت سردار عمر جان برادر کوچک ہز مجسٹی کے چارج مین ہے۔ حساب کی کتابین جاری ہین ہر صفحہ پر نمبر پڑے ہوے ہین اور جلد بندی کے پاس سرکاری مہر اس طرح لگی ہوئی ہے کہ کوئی شخص بغیر مہر خراب کیے ہوے کوئی ورق نکال

نہین سکتا یمفصلہ ذیل دفاتر جنکو خزانہ سے تعلق ہے حساب کتاب کی نقل رکھتے ہین۔ دفتر گورنر۔ عدالت قاضی۔ میونسپلٹی۔ محکمہ تجارت۔ محکمہ فوجداری۔ دفتر رشتہ کاروان۔ کسٹم ہوس۔ محکمہ مال۔ ڈاک خانہ اسٹامپ۔ محکمہ اخراجات وتحویلات۔ محافظ خانہ جہان سرکاری اخبارات رکھے جاتے ہین۔ محکمہ راہداری اور اُن تمام محکمون کے حسابات کی جانچ محکمہ حساب گیری یعنی دفتر اکونٹنٹ جنرل مین ہوتی ہے۔

محکمجات عدالت

جن محکمون کا اوپر ذکر کیا گیا اُن مین مقدمات بھی فیصل کیے جاتے ہین اور اُن کو علیحدہ علیحدہ اختیارات سماعت حاصل ہین اکثر امور مین قوانین اس طرح ترمیم کردیے گئے ہین کہ ملک کی موجودہ تبدیل شدہ صورت کے رسم ورواج کے مطابق ہوگئے ہین۔ اب ہر شخص آزاد اور اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اپنی مرضی کے خلاف کسی بات پر مجبور نہین کیا جاسکتا قدیم قواعد کی جگہ موجودہ قانونی صورت ربع صدی کے قریب کی ہے۔ اسکی داغ بیل امیر عبدالرحمن خان مرحوم نے لگائی تھی اور اُن کے آخری وقت تک قدیم رواجات اسقدر تبدیل ہوگئے تھے کہ ہز مجسٹی کو آئندہ ترقیات اور سوسائٹی کیحالت کی درستی مین کوئی دقت باقی نہین رہی اور اسوقت کہا جاسکتا ہے کہ جو گنے کے پُرانے قواعد اگر خال خال باقی بھی ہین تو اُن کے ساتھ کچھ نہ کچھ قیود وشرائط موجود ہین اور یقین ہے کہ تھوڑے عرصے مین وہ ایک آئنی ملک ہوجائیگا۔

محکمہ تعمیرات

امیر عبدالرحمن خان مرحوم سے قبل سوائے قدیم عمارات قلعہ بلخ وغزنی کے اینٹ اور چونے کی کوئی پختہ عمارت نہ تھی مگر اب ہر شہر مین بکثرت عمارتین اینٹ اور چونے سے تیار موجود ہین۔ تمام ملک عمدہ سڑکون سے پیوستہ ہے اور سڑکون کی جدید تعمیر کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ خاص سڑکین یہ ہین۔ کابل سے بلخ روسی سرحد تک۔ کابل سے ہرات۔ ہرات سے قندھار۔ قندھار سے غزنی وکابل تک۔ کابل سے ہزارہ جات۔ جلال آباد سے اسمار وکافرستان۔ اور کابل سے براہ تنگ خورد پشاور تک۔ آخرالذکر سڑک کی تیاری مین دس برس لگے تھے۔ سڑکون پر جو گانون اور آبادیان ہین اُن کے باشندے ذمہ دار ہین کہ سڑک کے کنارے کے درختون کی ڈالیان کوئی نہ کاٹنے پائے۔ گانون کے باشندے سڑک سے گذرنیوالے مسافرون کی سلامتی

جان ومال کے بھی ذمہ دار ہین۔ بعض خاص شہرون کے گرد مضبوط قلعے موجود ہین اور اسوقت چونہ اور اینٹین پکانے کے بھٹے ہر مقام پر بکثرت موجود ہین اور اپنا کام کررہے ہین۔

محکمہ طبی

اس محکمہ کی دو شاخین ہین ایک قدیم طریقہ یونانی۔ دوسرا ڈاکٹری جدید۔ ہر شہر مین ملکی وفوجی آدمیون کا علاج دونون طریقون سے ہوتا ہے بچون کے لگ سے چیچک کا ٹیکا بھی لگایا جاتا ہے اور اس طرح بہت بچے محفوظ رہتے ہے جو ہر سال چیچک سے ہلاک ہوتے تھے۔ ڈاکٹری علاج کے متعلق اب یہ حالت ہے کہ افغان بجائے دیسی طبیب کے پاس جانے کے ڈاکٹری طریق علاج کو زیادہ پسند کرتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان بالطبع جدت پسند ہین

معدنیات

افغانستان مین اسقدر کانین ہین کہ شاید دنیا مین وہ سب سے زیادہ دولتمند ملک ہوسکتا ہے لیکن اِس سے پورا فائدہ نہین اُٹھایا جاتا۔ چند کانین کھودی گئی ہین ان مین یاقوت۔ لاجورد۔ سیسہ۔ چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ کوئلہ۔ پتھر۔ نمک اور ایسبس ٹاس نکلا۔ آخرالذکر ایک ریشہ دار شے ہے جسپر آگ اثر نہین کرتی۔ بغیر کوئلے کے معدنیات کا کام نہین ہوسکتا اس لیے مسٹر بیڈین ماہر طبقات الارض کے خدمات بہت کارآمد ہونگے۔ علاقہ ہزارہ اور چار آئمک مین تانبا۔ سیسا۔ لوہا۔ گندھک اور سرمہ کی کانین پائی جاتی ہین۔

تجارت وسوداگری

سیکڑون چیزین جو پہلے غیر ممالک سے افغانستان مین آتی تھین اب وہین سے بہم پہونچتی ہین اور ملک کا روپیہ ملک ہی مین رہتا ہے۔ افغانستانی اشیاے برآمد مین پوستین۔ یاقوت۔ سونا۔ لاجورد۔ تروخشک میوے۔ اون۔ گھوڑے عمارتی لکڑی۔ افیون کے علاوہ دوسری چیزین بھی ہین جنسے ملک مین روپیہ آتا ہے۔ صیغہ زراعت مین اسقدر ترقی ہوئی کہ اب ہر طرح کی ترکاریان وہان ملتی ہین۔ چقندر کی کاشت ہوتی ہے اور ہندوستانی نارنگی اور کیلہ بھی پیدا ہونے لگا ہے افغانون کو خزانے سے تجارت کیلیے بلا سودی روپیہ بھی دیا جاتا ہے۔

ڈاک خانہ

افغانی ڈاکخانہ کا انتظام بالکل ہندوستان کے نمونہ پر ہے پارسل اور رجسٹری کا مکمل انتظام ہے ہندوستان سے کابل ۷۲ گھنٹے مین ڈاک پہونچ جاتی ہے۔

فوجی انتظام

افغانی فوج حسب ذیل حصون مین تقسیم ہے (۱) توپ خانہ (۲) رسالہ (۳) پیدل - پولیس ملیشیا اور والنٹیر یعنی ہر شخص جسکی عمر سولہ سال سے زیادہ اور ۷۰ سال سے کم ہے قومی سپاہی ہے - خود اہل افغانستان ہر آٹھ آدمیون مین ایک آدمی خدمت والنٹیری کے لیے دیتے ہین اور جبتک وہ فوجی تربیت پاتا ہے اُسکے اخراجات دیتے ہین اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہو جاتا ہے تو جاکر اپنے پیشے مین مصروف ہوتا ہے اور ایک دوسرا شخص اُسکی جگہ آکر تعلیم پاتا ہے - اہل افغانستان قدرتاً سپاہی ہین اور اس طرح ہر شخص سپاہی ہو گیا ہے - اسیا بق کا افغانستان نہین رہگیا ہے - بیرونی حملون کی وہ بخوبی مدافعت کر سکتا ہے -

اسوقت تینون قسم کی فوج یعنی رسالہ - پیدل - توپ خانے کا انتظام جدید یوروپین طریق پر ہے اور فوج کی تنخواہ وقت پر تقسیم ہو جاتی ہے - سوارون کی ہر رجمنٹ اور پیدلون کی ہر بٹالین مکمل ہے اسمین سفر مینا - مورچہ بندی اور خندق کھودنے والے انجنیر - طبیب - جراح - ملاّ - محاسب اور کمسریٹ سب موجود ہین باجے اور خیمے کے کارخانے بھی ہین - فوج کے پاس جدید ترین وضع کی توپین - بریچلوڈنگ - نوڈرنفلٹ - ہاچکس اور کرپ وضع تیز فیر کرنے والی ہین - بندوقین اسی انداز کی ہین جیسی انگریزی فوج کو ملتی ہین یعنی لی مٹفرڈ - تیز چلنے والی مارٹنی ہنری - اسنایڈر - ماسر وغیرہ جیسی کہ جرمن اور آسٹریا کی فوجون کو دیجاتی ہین -

اگر ضرورت ہو تو تین چار لاکھ فوج کے لیے ساز و سامان و اسلحہ جنگ - کارتوس - گولہ بارود ہر وقت تیار ملیگا - سامان رسد - روپیہ اور باربرداری کے جانور سب موجود رہتے ہین - جو چشم زدن مین کام مین لائے جاسکتے ہین - بہرحال دو سال تک جنگ کرنے کا ہر ایک بندوبست ہے - بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ افغانستان پر کوئی قومی قرضہ نہین ہے -

افغانی فوج کی اسلحہ جنگ بہت کچھ جرمنی اور انگلستان سے پہلے خریدے گئے ہین اور کچھ عرصہ سے ہر قسم کی توپین - بندوقین - کارتوس اور گولہ بارود افغانستان مین تیار کیے جاتے ہین - مصنوعی جنگ ہر قسم کی قواعد - فوجی اصولون کی تعلیم - فوجی امتحانات - فاصلہ دریافت کرنے کے آلات اور ہر قسم کے فنون جنگ کی تربیت کا انتظام ہے افسر اور سپاہی بغیر امداد کسی کاریگر کے توپون کے حصے علٰحدہ کرکے پھر جوڑ سکتے ہین - بارود سازی کے اوزان بتائے جاتے ہین -

افغانی سپاہی کی بہادری اور بیخوفی کا ایک بہت چھوٹا سا واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو کیمپ آگرہ کے موقع پر ہوا - اتفاقاً ہز مجسٹی کے اصطبل کا ایک گھوڑا بگڑ گیا اور دولتیان جھاڑنے لگا - تب ایک افغانی آکر اُسکے پیچھے کھڑا ہو کر اُسکی دولتیان اور شپتکین اپنی کلائی پر روکنے لگا اور جب گھوڑا دولتیان چلاتے چلاتے بیدم ہو گیا تب وہ افغان گھوڑے کے آگے کھڑا ہوا اور ایک ہاتھ سے اُسکا تھوتھن پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے ایک گھونسہ اُسکے منھ پر اس زور سے مارا کہ تمام شوخی و شرارت ہرن ہو گئی - لوگون کو پٹھان کی اس دلیری اور قوت برداشت پر حیرت ہو گئی اسلیے کہ اُسکے جثے سے اسقدر قوت نہین ظاہر ہوتی تھی - ایک انسان کا ایک گھوڑے کی دولتیان اتنی دیر تک اپنی کلائی پر روکنا نہایت حیرت انگیز ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ایک افغانی کتنے آدمیون پر بھاری ہو سکتا ہے - ہز مجسٹی کے ہمراہ جسقدر فوجی آدمی آئے تھے جسم کی ساخت - اعضا کی ترکیب اور موزونیت و تنومندی مین بے مثل تھے - کسی نے ایک سپاہی سے پوچھا کہ ہندوستان مین کس طرح بسر ہوتی ہے جواب دیا ہم کو اپنے ملک کا پانی یاد آتا ہے جو بہ نسبت یہان کے بہت ہاضم ہے اور اپنے ملک کے میوے یاد آتے ہین یہان ہم کو چکنا اور شیرین پانی ملتا ہے جسکے ہم عادی نہین - اپنے ملک مین ہم چار مرتبہ کھاتے ہین پھر بھی بھوکے رہتے ہین - یہان صرف دو مرتبہ کھاتے ہین پھر بھی طبیعت بشاشش نہین رہتی وہان ایک سپاہی کی خوراک پون پاؤ چانول - پاؤ بھر آٹا - آدھ پاؤ گوشت ہے اور تیس روپیہ افغانی (پندرہ روپیہ کلدار) تنخواہ ملتی ہے ہر خاندان سے ایک ایک شخص داخل ہوتا ہے اور ہر شخص کو فوجی ملازمت کا اشتیاق رہتا ہے -

کمسریٹ وافزائش نسل اسپان

اگرچہ ملک مین اسقدر ٹٹو۔اونٹ اور خچر موجود ہین کہ وقت ضرورت کرائے پر لیے جاسکتے ہین تاہم اسوقت باربرداری وسواری کے گھوڑے۔کثیر التعداد ہاتھی۔خچر اور اونٹ کافی تعداد مین موجود ہین۔ہاتھی بھاری توپون۔سڑک بنانے کے انجن اور آہن بڑی کلون کے کھینچنے کے لیے مخصوص ہین جنھین خچر اور اونٹ نہین کھینچ سکتے۔تین چار ہزار گھوڑیان اور عرب۔ویلر۔ترکمانی اور بہترین نسل ہند کے گھوڑون کے سانڈ نسل کشی کے لیے ہین جنپر کئی وٹینری ماہر جن اور داروغہ تعینات ہین۔گھوڑون کے علاج کا طریق سیکھ کر اب خود افغانی اِس کام کو کرتے ہین

بعض انگریزی کتابون کے مطابق تعداد افواج بوقت جنگ اسی ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیدل ہے مگر یہ صحیح نہین۔درست وہی ہے جو امیر مرحوم نے بیان کیا ہے یعنی جنگی قوت کا اندازہ پانچ لاکھ ہے جو افغانستان کی حالت کے مطابق ہے۔

کابل مین سب سے بڑا اسلحہ سازی کا کارخانہ ہے اور اسے روز بروز ترقی دیجاتی ہے یہان جدید ترین یورپین نمونہ کی توپین اور بندوقین ڈھالی جاتی ہین جو صفائی اور مضبوطی مین ہر طرح یورپین اسلحہ کے مانند ہین چونکہ قانون بین الاقوام کی رو سے افغانستان ایک علیحدہ ملک ہے اسلیے یورپ کی پیٹنٹ ایجادات کی نقل کرنے پر حق ایجاد کا دعوی نہین ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ افغانستان مین کارخانہ کرپ کی بنی ہوئی توپون کی نقل کالاصل ڈھالی جاتی ہے۔

افغانستان کے تمام ملکی اور فوجی افسر اپنی وردیون سے پہچانے جاتے ہین اور وردی ہی سے ہر شخص کا درجہ اور عہدہ معلوم ہوجاتا ہے یعنی تمام ملکی اور فوجی عہدہ دار مثل گورنر۔مختلف محکمون کے حکام اعلی سکرٹری اور درباری اہلکار اُسی درجہ کے مساوی تنخواہ فوجی افسرون کی طرح وردیان پہنتے ہین گویا اِس طریقے سے ملکی اہلکار بھی کمانڈر انچیف۔جنرل۔بریگیڈیر جنرل۔کرنل کپتان لیفٹننٹ وغیرہ کیطرح وردیان پہنتے ہین اور اُن افسرون کی کرسیان بلحاظ درجہ اور تنخواہ کے رکھی جاتی ہین۔وردیان پہننے اور دربار مین رتبے کے مطابق کرسیان ملنے کے متعلق ایک خاص کتاب موجود ہے جو انکے زمانہ وسعہدی مین لکھی گئی ہے۔

ہز مجسٹی اور جدید ترکیب فوج

غالباً ہز مجسٹی کی تشریف آوری ہندوستان کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ ہز مجسٹی فوج افغانستان کا اور بھی معقول انتظام کرینگے اسلیے کہ ہز مجسٹی نے ہماری فوج کا قابل اطمینان انتظام۔قواعد دانی اور عمدگی مشاہدہ کی ہے۔

افغانستان کے لوگ ہر طرح اچھے ہین۔جفاکش و دلیر ہین۔ان کا طرز معاشرت سادہ ہے یہ قوم ملکی ہمدردی اور مذہبی خیالات کے باعث بہت قوی ہوگئی ہے یہ جنگ کے وقت ایک زبردست دشمن ہین۔

ہز مجسٹی نے راولپنڈی اور آگرے مین انگریزی فوج کے تمام انتظامات کو بخوبی دیکھ لیا ہے کہ ہر وقت فوج جنگ کے لیے کیسی تیار رہتی ہے۔

اِس مین شک نہین کہ جدید انتظام بتدریج ہوگا اور اسپر بہت خرچ ہوگا لیکن اگر یہ منظور ہے کہ میدان جنگ مین فوج اچھی طرح کام کرے تو اُسکا از سر نو انتظام ہونا چاہیے۔یہ بھی ایک بات ہے کہ ہز مجسٹی کو جدید انتظام مین فوجی کونسل اور سول و زیر جنگ کے باعث دقت نہین ہے۔ہز مجسٹی جو ترمیم کرینگے وہ بیشک عاقلانہ اور بہت کار آمد ہوگی۔

کلکتے مین اعلیحضرت ہز مجسٹی امیر کی صحبت مین لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہند کو بہت موقع ملا ہے اسلیے عام خیال یہ ہے کہ ہز مجسٹی نے بہت ضروری مشورے کیے ہونگے اور عمدہ یادداشت مرتب فرمائی ہوگی۔لارڈ کچنر سے زیادہ ہز مجسٹی کسی افسر کے ساتھ بے تکلف نہین رہے اِس سے یہ بھی اندازہ کیا جاتا ہے کہ ہز مجسٹی بالطبع سپاہیانہ جوہر کی قدر کرتے ہین اور سپہ سالار فوج ہند کی دوستی کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہین۔

یہ بھی سُنا گیا تھا کہ انگریزی کی قواعد ملاحظہ فرما کر ہز مجسٹی نے اپنے سرداروں سے کہا کہ تم لوگ مجھے دھوکا دیتے رہے کہ افغانی فوج برٹش فوج سے کہیں زیادہ چست چالاک قواعد دان اور فنون جنگ سے واقف ہے مگر اب تم نے دیکھ لیا کہ تمھاری فوج اس فوج کے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

مگر یہ بیان زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس لیے کہ ہز مجسٹی سرداروں کی راے پر چلنے والے یا ہندوستان کی فوجوں کے حالات سے ایسے بیخبر نہیں ہیں تاہم افواج شاہی کے ملاحظہ کے بعد بہت کچھ اصلاح افغانی فوج مین ممکن ہوگی۔

انتظام تعلیم

تین سال ہوے کہ ہز مجسٹی نے پانچ ٹیچر اور ورزش کے ماسٹر ہندوستان سے طلب کیے تھے اور کابل مین جدید طرز کا ایک مدرسہ قائم کیا گیا اور تین سو طلبا کی جماعتیں قائم کر کے تعلیم کا کام باقاعدہ شروع کیا گیا لیکن بدقسمتی سے عوام کو اطمینان نہ ہوا اور تعلیم جدید سے بے پروائی کیگئی گو یہ کام باقاعدہ جاری رہا لیکن طالب علموں کی تعداد کم ہوتی گئی چنانچہ آجکل اوسط حاضری کی ذرا نخ چالیس سے بھی کم ہے اور ہز مجسٹی کو جلد معلوم ہو گیا کہ جبتک تعلیم کا کام کسی ماہر شخص کو سپرد نہ کیا جائیگا جسکا عوام پر اثر ہو کامیابی موہوم ہے۔

صرف ڈاکٹر عبد الغنی اس کام کو عملی جامہ پہنا سکتے تھے لیکن یہ جماعت بندی سے پیشتر رخصت پر چلے گئے مگر بحیثیت پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اپنے خدمات مفوضہ کو ایسی خوبی سے انجام دیا کہ ہز مجسٹی نے اُن کو دوبارہ بلا لیا اور رشتۂ تعلیم ان کو کلیتاً سپرد کر دیا۔ ڈاکٹر عبد الغنی دولت افغانستان کے پُرانے اور معتمد ملازم ہیں اور اُن کا دربار کابل مین آنا افغانوں کی تعلیم کے لیے فال نیک ہے عوام نے نہایت خوشی سے ان کا استقبال کیا اور ہز مجسٹی بھی پُرانے وفادار ملازم کی واپسی پر خوش ہوے۔

کابل پہونچکر ڈاکٹر عبد الغنی نے افغان یونیورسٹی کی اسکیم مرتب کر کے ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ع کو پیش کی۔ ہز مجسٹی نے غور اور خوض کے بعد اُسکو منظور فرمایا اسکول کے ابتدائی پنجسالہ اخراجات کیلیے ایک لاکھ روپیہ منظور ہوا اس عرصہ کے بعد امید ہے کہ اسکول کالج کے درجے کو پہونچ جائیگا ڈائرکٹر تعلیم افغانستان ڈاکٹر صاحب ہی ہین اور اسکیم تیار کرتے وقت اس امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ نصاب تعلیم آسان اور عملی ہو اسلیے کہ طویل اور مشکل نصاب سے محض رٹنے کی عادت پڑ جاتی ہے دماغی قوت اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور طالب علم کے معلومات صرف سطحی رہجاتے ہین۔

ڈاکٹر عبدالغنی ایسے طریقے پر تعلیم کی بنیاد رکھا چاہتے ہین کہ افغان اپنے ملک و قوم کیلیے واقعی مفید ہون۔

عنقریب شہر کی تمام مسجدون مین ابتدائی جماعتین کھول دیجائینگی جہان سے فارغ التحصیل طلبا بڑے اسکول مین واخل ہونگے۔ غربا اور مستحقین کو وظیفے بھی دیے جائینگے اسکول کیلیے جدید مکان کی تعمیر کا حکم ہوگیا ہے فی الحال اسکول شاہی مہمان خانہ مین ہے صیغہ تعلیم کا کل انتظام پرنس نصر اللہ خان کے ذمہ ہے جو ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کی اسکیم کو پسند کرتے ہین اور اُسکی کامیابی کے دل سے خواہان ہین۔ اسکول کا پراسپکٹس تمام ملک مین شائع ہونیوالا ہے۔

بطور ابتدائی کوشش کے اسکول کھلنے سے قبل سردست ڈاکٹر عبدالغنی تمام حصہ کابل مین ابتدائی مدارس جاری کرنے مین مصروف ہین۔ تعلیمی اغراض کے لیے ڈاکٹر عبدالغنی نے تمام ملک کو چالیس اضلاع مین تقسیم کردیا ہے اور ہر ضلع مین ایک لوئر پرائمری اسکول ہوگا اور تمام اضلاع مین بیس سے زیادہ اپر پرائمری اسکول اور اُن مین سے پانچ مڈل اسکول ہونگے اِن مین سے طلبا کابل کے ہائی اسکول مین آئینگے۔ حبیبیہ کالج مین درجہ بی۔ اے تک تعلیم کا بندوبست کیا جائیگا۔ تین سال کے بعد صوبجات کے شہرون مین بھی یہی انتظام ہوگا۔ صدر مقام مین ایک ہندو اسکول بھی ہوگا۔ ہز مجسٹی نے تجاویز متعلقہ تعلیم مین حبیبیہ کالج کی سرپرستی فرماتے ہوے مترجمون کے ایک عملہ کے تقرر کی بھی منظوری فرمائی ہے صنعتی مدرسہ مین پیشہ کی تعلیم پر بھی غور ہو رہا ہے آئندہ اپریل مین زیر قواعد یونیورسٹی ایک ڈاکٹری اسکول قائم ہوگا اور مناسب یورپین ڈاکٹری کتابون کے فارسی مین ترجمے کرنے کی کوشش کیجائیگی ترجمے کا ایک محکمہ قائم ہوگیا ہے ہندوستان سے لایق لوگ منتخب کیے گئے ہین جنکو ۱۵۰ سے ۲۰۰ تک تنخواہ ملیگی ہونہار نوجوان افغانی طلبا کیلیے ایک ایسا کلاس قائم ہوگا جہان سے وہ سرکاری خرچ پر ممالک مغرب اور جاپان مین مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لیے بھیجے جائینگے۔

بی۔ اے کے درجہ تک مذہبی تعلیم لازمی ہوگی منجملہ غیر زبانون کے ایک انگریزی زبان بھی ہے مگر اسکے مضامین اختیاری ہین۔ علم جمادات کی تعلیم بھی نصاب مین داخل ہے۔ انجنیری کلاس

بہت جلد قائم ہونیوالا ہے۔ ہز مجسٹی کا ایک مصوری کا کلاس ہے جو یونیورسٹی مین شریک کردیا گیا ہے۔

ٹرکی زبان بھی داخل نصاب کی گئی ہے اِس طرح انگریزی۔ ترکی۔ جاپانی۔ اُردو کی زبانون کا عام رواج افغانستان مین ہو جائیگا۔

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اشاعت تعلیم کی غرض سے ہز مجسٹی اپنے ملک مین کوئی جدید ٹکس قائم کرینگے۔

ہز مجسٹی عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم ہین۔ فصاحت و بلاغت کا حال جمعہ کے خطبون سے معلوم ہوتا ہے۔ روسی۔ فارسی۔ پشتو اور عربی زبانون کے عمدہ ماہر ہین انگریزی مین اسقدر استعداد ہے کہ باتین سمجھ لیتے ہین ممکن ہے کہ چندروز کی مزاولت مین کافی عبور ہو جاے اُردو مین بھی کسیقدر دستگاہ ہے۔ مذہبی کتابون کے جید عالم ہین۔ یہی سبب ہے کہ علم کے بہت بڑے عالم ہین اور ایشیائی فرمانروا کی طرح مغربی علوم و فنون سے نفرت نہین رکھتے۔ مغربی تعلیم کی اسقدر ضرورت محسوس فرمائی ہے کہ کابل مین ایک بہت بڑے دار العلوم "حبیبیہ کالج" کی بنیاد ڈالی ہے جس مین مغربی تعلیم کی تکمیل ہوگی۔

مگر ہز مجسٹی نے جو خداداد قابلیت اِس معاملہ مین دکھائی وہ یہ ہے کہ پہلے طالب علم کو مذہب کی تعلیم دیجاے پھر مغربی علوم شروع کرائے جائین اسطرح دہریت اور الحاد کے خیالات کی جو مغربی تعلیم کا لازمی نتیجہ ہین بیخکنی ہو جائیگی۔ ہز مجسٹی نے مدرستہ العلوم مسلمانان ہند کو ملاحظہ فرماکر اپنا اطمینان ظاہر فرمایا اور اُسکی ہر ایک بات کو پسند کیا اگر کوئی دوسرا فرمانروا ہوتا تو شاید اِس طرح اظہار مسرت نہ کرتا ہز مجسٹی نے اپنی علم دوستی کا ثبوت علیگڈھ کالج اور انجمن حمایت اسلام و خالصہ کالج کی امداد سے اچھی طرح دیا ہے۔ بہت بڑی علم دوستی یہ ہے کہ افغانستان ایسے جاہل اور نیم وحشی ملک کو انوار علوم سے منور کرنا چاہتے ہین اور یہ موجودہ دنیا کا بہت بڑا انقلاب ہوگا۔

پابندی مذہب

کہا جاتا ہے کہ کوئی بادشاہ مذہب کو قائم رکھکر مختلف فرقون پر حکومت نہین کرسکتا جاپان مین مذہب کا کوئی اثر نہین ہے یورپ مین مذہب اور پالیسی ایک لفظ ہے اسلامی سلطنتون مین احکام شرعیہ پر پورا پورا عملدرآمد نہین ہوتا مگر تاجدار افغانستان مین یہ عجیب و غریب بات ہے کہ مذہب کے سخت پابند ہونے پر بھی مختلف قومون پر اچھی طرح حکومت کرتے ہین اور ہندوستان کے سفر مین کسی موقع پر بھی ایک وقت کی نماز قضا نہین ہونے دی نہ کوئی امر خلاف شرع کیا ہر جگہ خود کو کٹر سنی ظاہر کیا مگر اسپر بھی کسی مذہب کو برا نہین کہا۔

جوش مذہب کی یہ کافی شہادت ہے کہ جب ہز مجسٹی علیگڈھ کالج مین تشریف لائے تو معلوم ہوتا تھا اُسے اسلامی درسگاہ نہین سمجھتے اور کابل مین ہز مجسٹی سے بیان کیا گیا تھا کہ وہان بیدینی کی تعلیم ہوتی ہے دینیات کا نام بھی نہین ہے اسپر ہز مجسٹی کو بہت بڑی بدگمانی تھی اور اسی سبب سے ٹرسٹیون سے ایسے ایسے بیڈھب سوالات کی بھرمار کردی کہ جواب نہین بن پڑتا تھا۔ شرکت طعام پر نواب محسن الملک کو ایسا سوکھا جواب دیا کہ وہ حیرت زدہ اُٹھ کھڑے ہوے اور معلوم ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی نہایت سخت غصے مین بھرے ہوے ہین لیکن ایک لڑکے سے سورہ آل عمران کا ایک رکوع پڑھوا کر سنا تو نیک دل اور رقیق القلب مسلمان کی طرح آنسوؤن سے دور و مال بھگو دیے اور اسکے بعد ہر ایک مسلمان سے اسلامی اخوت کا برتاؤ کیا اور کالج کو مورد عنایات بنایا۔

سرہند شریف مین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جس خلوص عقیدت سے ہز مجسٹی تشریف لے گئے اُسکو پڑھکر ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ مذہبی رنگ کسقدر گہرا چڑھا ہوا ہے یا درگاہ نظام الدین اولیا۔ قطب صاحب اور اجمیر شریف مین جس صداقت قلبی

سے حاضر ہوے اور تنہائی مین مراقبہ کیا اُس سے مذہبی جوش کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ دنیادی سلطنت پاکر دینی فتوحات حاصل کرنے مین کمی نہین کی یہ ایک عمدہ سبق آجکل کے ملحدانہ خیالات رکھنے والون کے لیے ہے اور نوجوان مسلمانون کو اِس سے بہت بڑی ہدایت حاصل ہوسکتی ہے۔

سفارت خانہ کابل واقع کلکتہ کی دعوت مین جب ہز مجسٹی سے عرض کیا گیا کہ گوہر جان مشہور رقاصہ کا لحن و نغمہ سرائی اگر پسند ہو تو طلب کیجاے بغیر کسی اظہار راے کے منغص ہو کر خاموشی کے ساتھ وہان سے اُٹھ آئے اور معلوم ہوا کہ جن حضرات نے اس کار خیر مین تائید فرمائی تھی اُنکو حکم دیا کہ وہ کابل روانہ ہوجائین۔

سرحد پار کی تجارت

گزشتہ چند سال شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی تجارت از روے سرحد مین برابر ترقی ہو رہی ہے۔ گذشتہ مارچ تک جو بارہ مہینے کا زمانہ ختم ہوا ہے اِس مدت کے اندر سرحد پار کے ملکون کی تجارت داخلہ و خارجہ آٹھ کرور ایک لاکھ روپیہ کی ہوئی اور تعداد سالگذشتہ کی نسبت ستاون لاکھ یا ۳ ۲ فیصدی کا اضافہ ہوا ۔ سنہ ۱۹۰۰ع کی نسبت ۵۲ فیصدی کی زیادتی ہوئی اسلیے کہ اُسی سال سے تجارتی حساب تیار ہونے لگا ہے منجملہ اس تجارت کے ۱۴ فیصدی افغانستان سے ۳۵ فیصدی باجور اور ۱۹ فیصدی کشمیر سے ہوئی۔ پارسال افغانی تجارت ۵۸ فیصدی بڑھ گئی اور آج کے پانچ برس پیشتر کی نسبت ایکسو ساٹھ ۱۶۰ فیصدی زیادہ ہے۔ یہ سیلے وار ترقی اِس سبب سے ہوئی کہ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان جب سے تخت نشین ہوے ہین قیود تجارت مین تخفیف کرتے رہے ہین۔ مال درآمد و برآمد دونون مین اضافہ زیادہ تر چاندی کی تجارت کیوجہ سے ہوا ہے یعنی آٹھ لاکھ اکانوے ہزار روپیہ کی چاندی داخل اور نو لاکھ تراسی ہزار روپیہ کی خارج ہوئی۔ چاندی کی درآمد برآمد زیادہ تر سال کے اوّل سہ ماہی مین دانا ایجنسی کے ذریعے سے عمل مین آئی۔ اسکے تفصیلی حالات اس طرح بیان ہوے ہین کہ برٹش روپیہ بلخ اور بخارا مین سترہ آنہ کو فروخت ہوتا ہے اسوجہ سے اسکی بڑی مانگ ہے زیادہ تر افغانستان کے پاوندہ کاروانون کی عورتین زیورات کے طور پر انگریزی روپیہ استعمال کرتی ہین اور تعویذ یا گلوبند کے طور پر روپیہ اور ریزگاریان برتی جاتی ہین۔

افغانی روپیہ جو ہندوستان مین سات آٹھ آنہ کو چلتا ہے وہ افغانستان مین برٹش روپیہ کی مالیت کے اعتبار سے دس بارہ آنے کی قیمت کا ہو جاتا ہے۔ بہرحال بہت سا افغانی مال دانا ایجنسی کے ذریعہ سے داخل ہوا اسیوجہ سے اسکی قیمت مین چہرہ دار روپیہ حاصل کرکے زیادہ تر سرحد پار روانہ کیا گیا۔

اس سال مین افغانستان سے جو چاندی افغانی سکّون کی حیثیت مین داخل ہوئی وہ سب کابلی روپیہ تھا اور اُس مال کی قیمت تھا جو تجارت براہ پشاور ہوئی۔ دوسرے مال تجارت مین گھوڑے اور ٹٹو تھے اِس لیے کہ ہز مجسٹی نے اُسکی تجارت مین جو قیدین تھین اُنھین بہت نرم کر دیا ہے اور گھوڑون کے تاجرون نے اِس بات کا خاص انتظام کیا تھا کہ نومبر گزشتہ کے میلے مین امرتسر افغانی گھوڑے کثرت سے آسکین۔ پاوندہ کاروانیون نے اِس انتظام کو منظور کر لیا۔ اِس خاص موقع کے لیے ریلوے کرایہ کم کر دیا گیا تھا اس لیے گھوڑے ریلوے پر لائے گئے۔ ہندوستانی چاے کی درآمد مین اسوجہ سے کمی ہوئی کہ اُسکے بدلے اور ممالک کی چاے زیادہ تر سرحد پار روانہ کی گئی افغانستان کے باشندے بہ نسبت اور ملکون کے چین کی چاے کے بڑے شائق ہین۔ پشاور اور کابل مین اہتمام کے ساتھ جو حالات دریافت کیے گئے تو معلوم ہوا کہ وہان اور وسط ایشیا مین چین کی چاے زیادہ مانگی جاتی ہے دیر۔ سوات اور باجور مین بھی بہ نسبت ہندوستانی چاے کے اور ممالک کی چاے زیادہ خرید کی جاتی ہے۔ صرف کشمیر ہی ایک ایسا ملک ہے جو شمالی مغربی سرحدی صوبہ سے تجارت کرکے ہندوستان کی چاے خرید کرتا ہے۔ افغانستان کی تجارت کے متعلق یورپین اور ہندوستانی کپڑے اور دوسری اشیا کی تجارت مین زیادہ ترقی ہوئی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ سہولت کی بہت سی صورتین پیدا ہو گئی ہین مثلاً خوشحال گڈھ تک ریلوے کی تعمیر اور افغانستان مین عمدہ فصلون کے پیدا ہونے سے وہان کے خریدارون کا بڑھ جانا۔ مویشیون کی تجارت مین دو لاکھ کی زیادتی ہوئی اسکا باعث یہ ہے کہ افغانستان مین جو مویشی مر گئے اُن کی جگہ نئے خریدے گئے۔ نیز پاوندہ کاروانون نے افزائش نسل کے لیے بہت سے جانور خریدے قصور اور مارواڑ مین جانورون کی بہت خریداری اُنھون نے کی۔

نتیجے کے طور پر یہ کہنا ممکن ہے کہ ہز مجسٹی کی سیاحت ہند سے یہ بہت بڑا فائدہ ہوگا کہ تجارت اور زیادہ ترقی کرے گی اِس لیے کہ ہز مجسٹی نے یورپین تجارت کا اندازہ ہندوستان مین کر لیا ہے۔ نئی نئی چیزین جب افغانستان کے لوگ دیکھین گے تو حوصلہ بڑھیگا۔ ہندوستانیون کو چاہیے کہ اپنی دیسی حرفت و تجارت کو ترقی دین کہ افغانستان کا روپیہ یورپ کی طرف نہ کھنچنے پائے

شجاعت و مردانگی

یہ سچ ہے کہ ہز مجسٹی کو اپنے اعلیٰ مورثون کی طرح میدان جنگ مین موقع نہین ملا کہ زور بازو دکھاتے اور شجاعت کے جوہر کھلتے مگر قیافہ بتاتا ہے کہ وہ سب اعلیٰ جوہر موجود ہین جو ایک شجاع - جری اور بہادر بادشاہ مین ہونا چاہیے -

جس طرح یہ ایک اعلیٰ مدبر و منتظم ہین اُسی طرح فنون سپہگری کے بہت بڑے ماہر اور اُلوالعزم بادشاہ ہین -

اگرے مین فوج کو پانی برستے مین بھیگتا دیکھکر اپنی گاڑی کو کھلا رہنے دیا اور باوجود اسکے کہ اورکوٹ موجود تھا مگر اُسے نہ پہنا اور فوج کو بتا دیا کہ ایسے موقع پر کمانیر کا کیا فرض ہے -

اٹک کے پُل پر جیسی قابل حیرت جسارت کا اظہار کیا ہے بہت کم لوگ اسکی پیروی کر سکتے ہین - میدان جنگ مین دست بدست شمشیر زنی آسان ہے مگر دل پر قابو رکھنا اور تمام جوارح کو ایک سالنس پر قائم کر دینا نہایت مشکل بات ہے - ریلوے گرڈر پر جو تین فیٹ سے کم چوڑا ہو اور جسکے ڈیڑھ سو فیٹ نیچے زور و شور سے دریاے انڈس بہ رہا ہو بے تکلفانہ چلنا جبکہ کسی ایک کیل یا تار کے تھامنے کا بھی سہارا نہ ہو فوق العادۃ دلیری اور ضبط مزاج کی انتہا تھی - ہز مجسٹی کے دل و دماغ کی قوتون کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے اسکے بعد میدان جنگ مین کسی امتحان کی ضرورت نہین رہتی - اتنی بلندی سے کشش ارضی پر غالب آنا ہز مجسٹی ہی کا کام تھا -

صرف یہی ایک واقعہ شیر کے شکار اور میدان جنگ مین نبرد آزمائی سے بہت زیادہ دلچسپ ہے مگر بھی یہ بیان کرنا بہت ضروری ہے کہ جب ہندوستان کی سیاحت کا عزم بالجزم ہوا تو کابل کے نجومی نے پیشینگوئی کی کہ ہندوستان مین ہز مجسٹی قتل کر دیے جائینگے یا قید ہون گے - ملا ہڈی

نے بہت لجاجت و الحاح سے عرض کیا کہ اعلیٰحضرت ہندوستان کے سفر کو ملتوی فرمائین اور ہر طرح کی کوششین لوگون نے کین - ہز مجسٹی نے اِن باتون پر کچھ بھی توجہ نہین فرمائی اور کہدیا کہ اگر خدا کی یہی مرضی ہے تو اسکو پورا ہونا چاہیے مین وعدہ کر کے ایسا نہ کرونگا کہ خلف وعدہ کا ارتکاب کرون - ایشیائی فرمانرواؤن کی زندگی ہمیشہ خطرے مین رہتی ہے اور کابل مین بھی کئی امیر قتل کر دیے گئے ہین ان سب باتون کو خیال کر کے ایک ایشیائی فرمانروا کا ستاثر نہ ہونا اسکی جوانمردی اور شجاعت کی کافی دلیل ہے -

افغانستان مین علما

افغانستان مین علما کا بہت بڑا درجہ ہے اور اُن کو بہت بڑی قوت و اثر حاصل ہے۔ عوام کے قلوب پر ان کا اسقدر اثر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے امیر کبیر ڈرتے ہین دراصل یہ سلطنت کے تیسرے رکن ہین عام رعایا بالکل علما کے ہاتھ مین ہے اور یہ امر ان کے امکان مین ہے کہ جب اور جس امیر سے چاہین رعایا کو منحرف کردین ان علما مین اکثر ایسے ہین جو بڑے آدمیون سے ملنے مین احتراز کرتے ہین اور اُن کے تحفے تحائف قبول نہین کرتے لیکن معمولی آدمیون کے ہدیے لے لیتے ہین اور حکام سے ملاقات کرنا بھی خلاف شان سمجھتے ہین اگر کوئی حاکم اُن سے ملنے جائے تو ملاقات بازدید کا خیال تک اُن کے دل مین نہین آتا۔ علما کے اس اثر کیوجہ سے بعض وقت نقصان پہونچ جاتا ہے اور اکثر ایسی باتین ظہور مین آتی ہین کہ جو عقل و شرع دونون کے خلاف ہوتی ہین۔ مثلاً کوئی عالم اگر کوئی فعل اپنی مرضی کے خلاف ہوتا دیکھتا ہے تو فوراً اُسپر کفر کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریاست کی ہوس مین بعض اپنے حریف کو زک دینے کے لیے علما سے اُسکے کفر کا فتویٰ حاصل کر لیتے ہین جو توپ اور بندوق سے بھی زیادہ کام دیتا ہے اِن علما کے اثر کی وجہ سے حکام نے بھی یہ وطیرہ اختیار کر لیا ہے کہ جس کسی کے خلاف کوئی فتویٰ یہ علما دیتے ہین اُسے فوراً سزا دیجاتی ہے۔

قندھار مین ایک دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ ایک بڑے عالم نے شیعون کی تکفیر کا فتویٰ دیدیا جسکی وجہ سے شیعون اور سنیون مین بہت بڑا کشت و خون ہوا۔ تمام مکانات اور دُکانین لٹ گئین۔

کابل مین بھی ایک عالم نے شیعون کے کفر کا فتویٰ دیا اسپر سُنیون اور قزلباش شیعون مین مہینون کشت و خون رہا۔

اِن علما مین بعض سلسلہ تصوف یا طریقت کی تعلیم دیتے ہین اور پیری مریدی کرتے ہین ان کی

جاے قیام پر زائرین و مریدین کے لیے مکان اور رباط بنے ہوتے ہین۔ ان زائرین کے لیے دو وقتہ کھانا آتا ہے اسکا خرچ ان ہدیون اور تحائف سے پورا کیا جاتا ہے جو ان مشائخ کی خدمت مین معتقد لوگ بھیجتے ہین۔ ان مین ایسے بھی ہین جو اپنے حسن سلوک اور صلاحیت طبع کے باعث عوام مین بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے ہین ان کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان کے کلام کی بہت زیادہ وقعت کی جاتی ہے۔ ہزارون آدمی اپنی حاجتین اور پریشانیان لیکر ان کے پاس آتے ہین اور جبتک وہان رہتے ہین کھانا پاتے ہین۔ رباطون مین کھانے پینے کی سیکڑون چیزین اور ملبوسات ہر وقت موجود رہتے ہین اِن مشائخ مین ایسے بھی ہین جنکا حاکمانہ تعلق ایک پورے ضلع پر ہوتا ہے یہ وہان کی آمدنی وصول کرنے مین مدد دیتے ہین اور کبھی کبھی خود مسلح ہوکر مذہبی حجت یا دلیل کے باعث دوسرون پر حملہ کرتے ہین۔

ان بزرگون مین سے ایک بہت بڑے مشہور بزرگ مُلا عبد الغفور ہین جنکا لقب "اخوند صوات" ہے۔ صوات اور بنیر کے اضلاع بالکل ان کے تبعے اثر مین ہین۔ تمام بلاد افغانیہ مین علی العموم اور ہندوستان و بخارا مین علی الخصوص ان کے مُرید پھیلے ہوے ہین۔ یہ بزرگ بہت بڑے زاہد اور فقیہ ہین اور اپنی زندگی سخت پرہیز گاری و اتقا کے ساتھ بسر کرتے ہین۔ پہاڑی کنگنی۔ باجرہ اور بھیڑ کے دودھ پر جو پہاڑی گھاس چرتی ہین گذر کرتے ہین۔ ان کی خدمت مین مریدین و معتقدین کا بہت بڑا مجمع رہا کرتا ہے انھین معتقدین کی ایک جماعت نے ایک مرتبہ انگریزون پر حملہ کرکے فتح بھی حاصل کی تھی۔

حضرت اخوند صوات کے پاس جب مسافر اور زائر آکر ٹھہرتے ہین تو حسب حیثیت اُن کی دعوت کیجاتی ہے اگر وہ صاحب جاہ و ثروت ہوتے ہین تو اُن کی حیثیت کے مطابق مدارات کیجاتی ہے اور اگر فقیر و محتاج ہوے تو ویسا سلوک کیا جاتا ہے دولتمند کے پاس اُس کے درجے کے موافق کھانا آتا ہے اور محتاج کے پاس دو پیازہ روٹی لائی جاتی ہے۔

جب کبھی مشہور ہوتا ہے کہ شیخ مجلس ارشاد منعقد فرمائینگے تو ہر طرف سے اُن کے

کلام کے شائق جوق جوق جمع ہوتے ہین اور وعظ وپند ونصائح سے فیض اُٹھاتے ہین افغانی علما بھی علماے بخارا کی طرح ہر قسم کے تمباکو کو حرام سمجھتے ہین لیکن سواے اخوند صوات کے کوئی عوام کو منع نہین کرتا۔ شیخ صوات نے آدمیون کو مقرر کیا تھا کہ تمام افغانستان مین جا کر تمباکو پینے سے لوگونکو منع کرین اور اگر حقہ وغیرہ کی قسم سے کوئی چیز دکھائی دے تو فوراً توڑ ڈالین۔

افغانستان مین مُلاؤن کی تقسیم بہ اعتبار خدمات متعلقہ تین طرح پر ہے۔

قاضی ۱ مفتی ۲ ملا ۳

قاضی سنگین جرائم مذہبی کا تصفیہ کرتا ہے۔

مفتی مسجدون مین نماز پڑھاتے ہین اور کچھ عدالتی کام بھی کرتے ہین۔

مُلا دورہ کرتے ہین اور اس طرح اپنی خدمت انجام دیتے ہین اسکا اثر رعایا پر زیادہ رہتا ہے ان سب کے پیشوا یا امام کو "خان عالم" کہتے ہین۔

پہلے ان لوگون کی بسر اوقات اراضی اور جاگیر پر تھی۔ مگر امیر مرحوم نے خزانے سے انکی تنخواہین مقرر کردین اور اس حکمت عملی سے یہ نتیجہ نکلا کہ انکی آزادی رُک گئی اور اب سلطنت ہی انکو منتخب کرتی ہے اور جبتک جی چاہے ان سے کام لیتی ہے اور اب یہ لوگ سلطنت کی اطاعت کرنیکے پابند ہین۔ یہ نہین ہے کہ خودسری سے جو چاہین کرین مگر ہے بھی ملاؤن کا اثر بہت کچھ ہے۔

ہز مجسٹی کے فرمیسن ہونے کی خبر پر ملاؤن نے فتوی دیا کہ ہز مجسٹی دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے اور آثار بغاوت پیدا ہوگئے مگر سردار عنایت اللہ خان نے ہر طرح انلوگونکو قائل کیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مُلا قتل کیا گیا جب ہز مجسٹی جلال آباد پہونچے اور وہان دربار ہوا تو فرمیسن ہونے پر بحث چھڑی ہز مجسٹی نے کہا کہ الحمد للہ اپنے مذہب پر ابتک ثابت قدم ہون اور فرمیسن کا کوئی اثر مجھپر نہین ہے اسی طرح انگریزون کیساتھ کھانا کھانا اسلام کے خلاف نہین ہے۔ اگر تمکو دعوی ہی تو ثابت کرو اور دکھاؤ کہ کس جگہ ممانعت ہی۔ ہز مجسٹی نے ایسے سخت دلائل سے کام لیا کہ مُلاؤن کو تسلیم کرنا پڑا اور سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین آپ پکے مسلمان ہین۔

بچون سے اُنس

دوران سیاحت مین دو تین واقعات نہایت دلچسپ گزرے جن سے ہز مجسٹی کی شاہانہ فیاضی اور شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضور کو چھوٹے بچون سے بڑی محبت ہے جسوقت اعلیحضرت کی ٹرین انبالہ چھاؤنی پر تھوڑی دیر کے لیے ٹھہری اُسوقت کپتان ہاکوزن مع اپنی نو سالہ لڑکی کے پلیٹ فارم پر موجود تھے ہز مجسٹی نے کپتان سے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکی کو گاڑی مین آنے دو اور جب وہ آئی تو اعلیحضرت نے اُسکے ساتھ نہایت محبت اور توجہ سے باتین کین اور فرمایا کہ تم اپنا نام کاغذ پر اپنے ہاتھ سے لکھدو تاکہ اگر کبھی ہم تمھین خط لکھنا چاہین تو اُسی پتے سے بھیج سکین اور اُسے دو افغانی اور معمولی اشرفیان مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تم ہماری یادگار کے طور پر اس سے گلے کا کوئی زیور بنوا لینا اور لڑکی کو کپتان کی گود مین دیدیا۔

اِسی طرح زمانہ قیام آگرہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک یورپین اپنی ہشت سالہ لڑکی کو لیے ہوے کھڑا تھا اعلیحضرت کو اُسکی بھولی بھولی صورت بہت پیاری معلوم ہوئی۔ فرط محبت سے اُسے گود مین اُٹھا لیا اور اپنے ایک سردار کو حکم دیا کہ جواہر کا بکس لے آؤ۔ وہ موٹر کار پر سوار ہوکر کیمپ مین گیا اور تعمیل حکم کی۔ ہز مجسٹی نے صندوقچے سے ایک بیش قیمت ہار نکالا اور لڑکی کے گلے مین ڈالدیا۔ اسکے بعد اُسکے باپ سے مُسکرا کر فرمایا۔

"این عطیہ خسروان است"

بمبئی مین بھی کمسن بچون کے ساتھ ہز مجسٹی کا محبت کرنا بہت کچھ مشہور ہے اکثر مقامات پر بچون سے باتین کین اور اُنکو کچھ نہ کچھ ضرور دیا۔

اگر ہز مجسٹی کا یہ فعل لڑکون سے محبت اور دلچسپی کیوجہ سے ہو تو اس مین کچھ شک نہین کہ ہز مجسٹی نے جسطرح بوڑھون۔ جوانون کے دل مین اپنی محبت کا تخم بو دیا ہے بچے بھی اس سے نہین بچے وہ بھی جوان ہوکر ہز مجسٹی کی محبت اور فیاضی کو یاد اور بوڑھے ہوکر ہز مجسٹی کی دانشمندی کی تعریف کرینگے۔

فہم وفراست

ہزمجسٹی مین تدبر۔ بردباری اور فہم وفراست کے عجیب وغریب کرشمے موجود ہین جس دن مملکت خداداد کی حکمرانی ملی ہے بہت سے معاملات مین عقل ودانش کا امتحان دیا ہے مختلف فرقون کو ہموار کرنا اور سرکش جرگون پر رعب قائم رکھنا۔ ملانون کو زیر اثر رکھنا۔ بے شمار اندرونی پیچیدگی پر قابو رکھنا۔ اور اُسکے ساتھ ہی خاندانی اختلافات کا قلع قمع کر دینا یہ سب اہم اور مشکل کام تھے جسپر قابل تعریف حسن تدبیر سے ہزمجسٹی نے کامیابی حاصل کی۔

ضیاء الملت والدین عرش مکانی کی وفات کے بعد بہت کم لوگون کو یہ اعتقاد تھا کہ ہزمجسٹی نے اپنے والد مرحوم کے قوائے ذہنی ودماغی سے پورا ورثہ پایا ہے اور ہزمجسٹی کو پارٹی فیلنگ پر ویسے ہی غلبہ حاصل ہوسکیگا جیسا امیر مرحوم کو تھا یہ مسئلہ اُسوقت اور نازک ہوجاتا تھا جب لارڈ کرزن کی پالیسی پر خیال جاتا تھا جو خود کو ایک بڑا ایشیائی سیاح۔ روشنضمیر امیر مرحوم اور ہزمجسٹی کی قیافہ شناسی کا واقفکار سمجھتے تھے اِس لیے کہ لارڈ کرزن ہی کی نسبت یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ وہ ہزمجسٹی سے خوش نہین ہین اور ہزمجسٹی اُن کی پالیسی پر بھروسا نہین رکھتے۔ بالخصوص مہم تبت کے زمانے مین بدگمانیان اور بڑھ گئی تھین مگر ہزمجسٹی کے حسن تدبیر نے کبھی تاج برطانیہ کو بدگمانی کا موقع نہین دیا اور ہندوستان کی خوش قسمتی مین کوئی فرق نہین آنے پایا۔

ہزمجسٹی نے یہ بہت بڑی فہم وفراست کا کام کیا کہ امیر مرحوم کے طریقہ حکمرانی مین ترمیم کی کی جگہہ چند اعلی اصول اضافہ فرمائے اور فارسی کے اس مشہور مصرعہ کو۔

اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

سچ کر دکھایا۔

مہذب دنیا کے تجربات پر اگر غور کیا جاے تو ہزمجسٹی کو افغانستان وترکستان کے سوا

کہین باہر جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا مگر ہندوستان پہونچکر ہزمجسٹی نے کسی عجیب سی عجیب چیز کو بنظر استعجاب نہین دیکھا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ پہلے اِس طرح کی چیز نہین دیکھی تھی فطرت انسانی پر اسطرح قابو حاصل کرنا ایک بہت بڑے سنجیدہ۔ دانشمند اور فلسفیانہ طبیعت کے آدمی کا کام ہے دربار آگرہ کے مغرق وردی پہنے ہوے بھرے مجمع اور زرق برق سامان آرائش کے درمیان لارڈ منٹو سے اِس طرح باتین کیا کیے گویا تیسرا شخص یا کوئی سامان وہان موجود ہی نہ تھا۔

ہزمجسٹی نے اوّل اوّل ریل کو دیکھ کر کچھ تعجب نہ کیا۔ نہ غبارے مین بیٹھکر کوئی نئی بات کی۔ نہ آگرے مین قلعے کے اندر بہت بڑے جلوس۔ آرائش اور شاہی لوازمات کو دیکھ کر کوئی حیرت ظاہر کی۔ اِس سے قیاس ہوتا ہے کہ ایسا طبیعت پر قابو رکھنے والا حکمران کسقدر بردبار اور دانشمند ہوگا۔ ہر ایک سخت موقع پر خواہ وہ علوم سے متعلق تھا یا کسی خاص فن سے۔ فنون سپہگری سے تعلق رکھتا تھا یا اسلحہ سازی اور جدید ایجادات سے ہزمجسٹی نے جو گفتگو علما۔ مدبرون اور فوجی جرنیلون سے کی اور جس طرح مالکان کارخانجات سے ضروری سوالات کیے اُن سے اِس بات کی شہادت ملتی ہے کہ ہزمجسٹی۔

”یک من علم را دہ من عقل باید“

کے پورے مصداق ہین۔

تمام دوران سیاحت مین ہزمجسٹی بڑے بڑے جلسون اور دعوتون مین شریک ہوتے رہے جنمین اعلی درجہ کے انگلو انڈین حکام کی چیدہ جماعت موجود ہوتی تھی لیکن کسی نے کوئی خفیف فروگذاشت آداب دسترخوان یا قواعد سوسائٹی کی نہین دیکھی۔ مغربی تہذیب اور قواعد سوسائٹی کی چھوٹی چھوٹی باتون مین بھی کوئی غلطی نہین پائی گئی ناچ اور موسیقی کے جلسون مین بھی ہزمجسٹی شریک ہوے گو کسی لیڈی کے ساتھ خود نہین ناچے جیسا کہ ایسے موقع پر دستور ہے لیکن ہزمجسٹی کی شرکت سے رونق دوبالا ہوجاتی تھی حالانکہ قاعدے کے رو سے کسی جنٹلمین کا جلسۂ رقص مین محض بطور تماشائی کے شریک ہونا اور خود نہ ناچنا تمام جلسے کی بے لطفی اور برہمی کا باعث ہوتا۔

پیانو پر البتہ ہزمجسٹی نے فارسی کے اشعار گاے اور ثابت کر دیا کہ ہر سوسائٹی اور جلسے مین شریک

ہوکر خود محظوظ اور دوسرون کو خوش کر سکتے ہین۔

سب سے زیادہ مشکل موقع لیڈیون کا مجمع ہے جہان زیادہ تر ٹھہرتے ہوے یوروپین نژاد اشخاص بھی گھبرا لیتے ہین اور اُن کا تمام وقت خود کو درست رکھنے مین صرف ہوجاتا ہے اس لیے کہ خفیف سی فروگذاشت اور ذراسی غلطی حد درجہ کی شرمندگی اور خجالت پیدا کرتی ہے۔ ہز مجسٹی نے اعلی درجے کی لیڈیون بالخصوص لیڈی منٹو کے ساتھ بہت زیادہ وقت صرف کیا خود خوش ہوے اور اُنکو خوش کیا اور جو تحائف و ہدایا لیڈیون کو دیے اُن پر متعصب سے متعصب یوروپین کو بھی نکتہ چینی کی گنجائش نہین ملی اگرچہ یہ امر خلاف قاعدہ سہی مگر اس خوش اسلوبی سے ہز مجسٹی اسے برت گئے کہ کوئی بدنمائی پیدا نہ ہونے پائی۔

سوال یہ ہے کہ ہز مجسٹی نے کہان اور کب یوروپین تہذیب پر عبور حاصل کیا جبکہ ہندوستانی قریبًا سو برس سے ان کے زیر حکومت ہین مگر مغربی تہذیب سے واقف نہین ہین۔

کسی ملک کی تہذیب کا معلوم کر لینا مشکل نہین ہے مگر روزمرّہ کی طرح اُسکا برتاؤ سخت مشکل ہے کابل مین کوئی انگریزی سوسائٹی نہین ہے اسلیے اسبارہ مین ہز مجسٹی بہت قابل تعریف ہین۔ اس لیے قواعد سوسائٹی کی صرف کتاب پڑھ لینے سے کوئی شخص مشاقی پر قادر نہین ہوسکتا۔

فیاضی

اسبارے مین سب سے زیادہ ہز مجسٹی کی انداز طبیعت کا اظہار ہوا ہے اور اگر کوئی شخص بامعان نظر غور کریگا تو ہز مجسٹی کے ذاتی کیرکٹر کا تمام مجموعہ اسی مین موجود ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ سخاوت اور فیاضی کے جو معنی ہندوستان مین بلکہ تمام مشرق مین سمجھے جاتے اُسکا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ کیا جاے صرف نمود و نمائش کی غرض سے اور اس مین اپنی حیثیت۔ موقع اور محل سے کوئی واسطہ نہین ہوتا مگر ہز مجسٹی نے جس طریقے کی فیاضیان کین نہ تو اُن سے بدنما جز رسی ظاہر ہونے پائی نہ بے موقع و محل دست برداشتہ خزانے لٹا دیے ہر حالت مین اسکو نہایت سلیقے کے ساتھ کرتے رہے۔

سرہند مین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جنکی ذات سے دُرّانی خاندان کو بے حد عقیدت ہے اور ہز مجسٹی بڑے خلوص کے ساتھ گئے تھے ان کی مزار پر صرف ایکہزار روپیہ چڑھایا۔ حضرت مجدد الف ثانی وہ بزرگ ہین جنھون نے کابل پر دُرّانی خاندان کی حکومت اور اسکے قیام و ثبات کی ایک عرصہ دراز ہوا پیشینگوئی کی تھی اگر چاہتے تو لاکھون روپیہ چڑھا سکتے تھے لیکن اس سے زیادہ کی ضرورت نہ سمجھی۔ اس لیے کہ ہندوستان مین مزارات اور اُن کے متولیون کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے۔ یہی کیفیت درگاہ خواجہ صاحب اجمیر مین ہوئی متولی سمجھتے تھے کہ یہان لاکھون کی نذر ملیگی مگر ہز مجسٹی نے ثابت کر دیا کہ ایسی مزار کے لیے جو خود بہت بڑی جائداد رکھتی ہو متولیون کی جیب مین مزید اندوختہ ڈالنا بے سود ہے۔

خیرات کے لیے تمام مذاہب مین تاکید ہے کہ نمائش کے لیے نہ ہو اور اس طرح کیجاے کہ دایان ہاتھ دے تو بائین کو خبر نہ ہو اسکی تصدیق بمبئی مین ہوئی۔ وہان درگاہ مہایم شریف مین ایک آہنی صندوق گولک کی طرح رکھا ہوا ہے جو چاہے اُس مین خفیہ طور پر کچھ ڈال دیتا ہے

جن دنون ہزمجسٹی وہان تھے تو وہ کھولا گیا اُس مین سے پندرہ روپے۔ گنیان۔ ریزگاری اور نوٹ نکلے پنتولی کا بیان ہے کہ اسقدر کبھی برآمد نہین ہوا تحقیقات سے دریافت ہوا کہ چند معزز اور شریف صورت افغانی آئے تھے یقین ہے کہ ہزمجسٹی اور اُن کے بعض سردار تھے اس سے ہندوستانی رؤسا کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو نام ونمود پر جان دیے دیتے ہین اور جو اصلی غرض خیرات کی ہے اُس سے کوئی بحث ہی نہین۔

یہ بھی ایک طرح کی فیاضدلی ہے کہ کسی فیاض طبع کی قدر کیجاے۔ چنانچہ ہزمجسٹی نے بمبئی کی مشہور مخیرہ جانکی بائی کو شرف حضوری عطا کیا عرصہ تک تلطف آمیز گفتگو کرتے رہے اور اظہار قدردانی کیا یہ مخیرہ باوجود ہندو مذہب ہونے کے حجاج کی بہت بڑی مدد ہر طرح کرتی ہے اور اسپر اسکا بے شمار روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔

سب سے بڑا اظہار طبیعت ہزمجسٹی نے تعلیم گاہون سے متعلق کیا اس مین شک نہین کہ ابھی ہندوستان ہی باوجود تیس کرور آبادی کثرت محاصلات ملکی اور برٹش سلطنت کے تعلیمی معاملے مین مفلوک الحال ہے اسکے مقابلے مین ہزمجسٹی کا یہ ارشاد کہ مین اپنے جاہل اور وحشی ملک کی ترقی پر بہت کچھ صرف کیا چاہتا ہون اِس نظر سے جو عطیہ ہزمجسٹی نے علیگڈھ کالج کو دیا اُسکے ہر روپیہ کو اشرفی سے زیادہ گران قیمت سمجھنا چاہیے صرف یکمشت عطیہ پر اکتفا نہ کی بلکہ ایک سالانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔

یتیم خانہ وکالج انجمن حمایت اسلام تو عرصہ سے بلکہ گویا ابتدا سے ہزمجسٹی کا پروردہ نعمت ہے اُسے جو کچھ عطا فرماتے حق بجانب تھا۔ مگر قابل ستائش طریقہ قدردانی تعلیم کا یہ تھا کہ سکھون کا خالصہ کالج بھی فیض امیر سے محروم نہ رہا۔

فیاضی کی ایک بڑی صنعت علو ہمت اور سیرچشمی ہے اسکا اظہار ہزمجسٹی نے خریداری اشیا مین کیا جس دکان مین گئے لاکھون کے وارے نیارے کر دیے ہندوستان سے ہزمجسٹی اور اُن کے سردارون نے تخمینًا ۵۰ لاکھ کی خریداری کی اور اس اسباب کے پہونچانے کے لیے

ایک لمبا سلسلہ مال گاڑیون کا مصروف رہا علاوہ سیرچشمی کے اس سے افغانی ہندوستانی تجارت کو بھی بڑی تقویت ہوئی اور آئندہ ہندوستانی صناعون کو مملکت کابل مین دخل حاصل کرنے کا اچھا موقع ہے۔

بچون سے ہزمجسٹی کو جو اُنس ہے وہ اکثر موقعون پر ظاہر ہوا اگر اُن کی مالیت کی اعتبار سے کسی کو ایک کسی کو چند اشرفیان اِسلیے مرحمت کین کہ بطور یادگار اُن کے لیے لاکٹ وغیرہ بنوا دیا جاے اس لیے کہ اس سے زیادہ اُنھین ضرورت نہ تھی مگر اسی سلسلہ مین اُس عظیم شاہی طبیعت کا اظہار ہوا ہے جو عرصہ تک یہان فراموش نہ کیا جائیگا یعنی آگرے مین ایک یورپین بچے کو اپنا زیورات وجواہر والا بکس طلب کر کے ایک بیش قیمت موتیون کا ہار عطا کر دیا اور اُسکے والد کو حیران ومتعجب دیکھ کر فرمایا کہ

این عطیہ شاہان است

اِس فقرے اور عطیے پر لوگ ششدر رہ گئے۔

ہز مجسٹی اور ہندوستان کے باشندے

عموماً ہر طبقہ کے ہندوستانی جو اس سرگرمی اور یکسان جوش مسرت کے ساتھ ہز مجسٹی امیر کا استقبال کرتے رہے اسکے خاص وجوہ حسب ذیل ہین جو مختلف قومون کے مختلف تعلقات پر مبنی ہین۔

سب سے زبردست حصہ مسلمانون کا ہے اِس لیے کہ۔

افغانستان ایک خاص اسلامی ملک ہے جسمین اسلام کی اشاعت پہلی صدی ہجری کے اندر ہوئی اور اسوقت سے لیکر اب تک وہ مستقل طور پر مسلمان فرمانرواؤن کے زیر حکومت رہا جو تخمیناً ساڑھے تین لاکھ مربع میل پر پھیلا ہوا ہے جس مین کم از کم ۵۰ لاکھ مسلمان رہتے ہین اور یہ سب کے سب حنفی المذہب ہین۔ حالانکہ دوسرے مذاہب کے پیروؤن کی تعداد وہان ہزارون سے متجاوز نہین ہے اور بہ اعتبار سات کرور مسلمان آبادی کے ہندوستان بھی ایک اسلامی ملک ہے اگرچہ غیر مذاہب کے پیروؤن کی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو مگر قریباً ایک ہزار سال سے ہندوستان مسلمانون کا مستقل وطن ہو رہا ہے اِس سے بڑی تعداد مسلمانون کی اور کہین نہین پائی جاتی اور اس تعداد مین بھی غالب حصہ حنفی المذہب مسلمانون کا ہے۔

ہندوستان مین اسلام کا داخلہ بالاستحکام سلطان محمود غزنوی کی ذات سے سمجھنا چاہیے وہی غزنی کابل کا اسوقت ایک صوبہ ہے۔

دراصل سرزمین ہند پر آفتاب اسلام افغانی مطلع ہی سے چمکا تھا اکثر علماے کرام اور اولیاے عظام بھی افغانستان ہی سے اِس خطے پر وارد ہوے جنکے فیض تربیت اور انفاس متبرکہ سے تمام ہندوستان منور و معمور ہو گیا چنانچہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش (لاہور مین) حضرت بہاء الدین ذکریا سہروردی (ملتان مین) حضرت خواجہ

خواجگان غریب نواز ولی ہند سید معین الدین چشتی سنجری (اجمیر شریف مین) علی ہذالقیاس اور تمام اکابر اولیاء اللہ جو ابتداے زمانہ اسلام مین ممالک اسلامیہ سے تشریف لائے تقریباً کل کے کل افغانستان ہی سے داخل ہندوستان ہوے یہ ایسی اعلی درجے کی خصوصیت افغانستان کو حاصل ہے کہ جسکے بار احسان سے ہمیشہ مسلمانان ہند کی گردنین جھکی رہینگی پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ شاہ اسلام کا خیر مقدم نہ کرتے اِس عام اسلامی خصوصیت کے سوا ہندوستان مین مسلمانون کی ایک ایسی خاص نسل آباد ہے جو ملک اور نسل کے اعتبار سے افغانستان اور افغانیون سے خاص طرح کی یگانگت رکھتی ہے۔ یہ نسل پٹھانون اور خوانین کی ہے۔ بہت سے چھوٹے اور بڑے خود مختار اور ماتحت رؤسا بھی اِس جماعت مین داخل ہین مثلاً بھوپال۔ رام پور۔ ٹونک۔ مالیر کوٹلہ۔ جاورہ چترال اور دیر وغیرہ۔

مسلمانون کے سوا پارسیون کو بھی ایک خاص مذہبی و قومی تعلق افغانستان سے ہے اُن کے محترم بانی مذہب زردشت کا مقام پیدائش اسی سلطنت کے حدود مین ہے جو بلخ کے نام سے مشہور ہے اور بلخ افغانی ترکستان کا ایک ممتاز شہر ہے اور رستم ایسا مشہور پارسی ہیرو بھی اسی افغانستان مین پیدا ہوا تھا۔

یہودیونکو افغانستان سے یہ تعلق ہے کہ افغانی مورخ افغانیون کو بنی اسرائیل اور سلیمانی بتاتے ہین اور بنی اسرائیل ہونے کی حیثیت سے چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بھی وہ ہم نسل ہین اسلیے عیسائیونکو بھی ایک خاص تعلق حاصل ہے اسکے سوا آرمینیا کے عیسائی بھی اپنی نسل کا افغانستان مین ہونا بتاتے ہین جیسا کہ کلکتے مین مشہور ہوا کہ امیر مرحوم کے زمانے مین دس خاندان ارمینیون کے کابل مین موجود تھے جو عیسائی دنیا سے اسقدر دور ہے کہ کسی کی خبر بھی نہ تھی۔

ہندوؤنکو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ عرصہ دراز سے اِس قوم کے پیشہ ور اور تاجر وہان آباد ہین اور محکمہ مال کی معزز اسامیون پر دربار کابل سے اکثر ہندو ممتاز ہوتے آئے ہین اور ایک خالص اسلامی حکومت مین انکو ویسی ہی کامل مذہبی آزادی حاصل ہے جیسی کسی ہندو راج مین ہو سکتی تھی۔ یہ

ہر ایک دربار مین شریک ہوتے ہین شاہی معاملات کی نسبت مشورہ طلب کرتے وقت ان سے استصواب کیا جاتا ہے ان کی شادی اور غمی کے موقعون پر دربار کیجانب سے شرکت اور امداد کیجاتی ہے یہ بغیر کسی روک ٹوک کے اپنے مندرون اور گوردوارون مین علانیہ مذہبی اعمال انجام دیتے ہین - گوردوارونکو سرکاری خزانے سے مدد دیجاتی ہے - دربار کابل کے ان مراحم خسروانہ کا یہ اثر ہے کہ سوائے ایک خاص نشان کے اہل ہنود متوطن کابل اور افغانون مین تمیز و تفریق دشوار ہے یہ وضع اور طرز معاشرت کی یکرنگی کسی دباؤ یا جبر کیوجہ سے نہین ہے بلکہ اسکی وجہ صرف اتحاد خیال - باہم اعتبار اور یکدلی ہے اسکی سب سے بہتر نظیر پشتو زبان کا وہ شعر ہے جسے ہز مجسٹی نے نمائشگاہ کلکتہ مین ایک مندر کا نمونہ دیکھکر پڑھا تھا جسکا یہ مطلب ہے کہ

”ہندو اور مسلمان ہر جگہ ایک ساتھ رہ سکتے ہین“

اس سے ظاہر ہے کہ افغانی لٹریچر بھی اس طرح کے اتحاد بین الاقوام سے خالی نہین ہے -

بہرکیف ہندوستان کے ساتھ افغانستان کا اسقدر قدیمی تعلق ہے کہ دونون ہمسایہ ملکون مین باہمگر دلچسپی کا ہونا قدرتی ہے اور جہان تک دیکھا جاتا ہے افغانستان کا درجہ تعلقات قدیم - وضع ملکی - اغراض سیاسی اور قربت قریبہ کیوجہ سے بہت اہم اور ضروری ہے -

وہ افغانستان جہان کے تر و خشک میوہ جات سے ہندوستان کے بازار پٹے رہتے ہین اور جو اس گرم ملک کے باشندون کے لیے نعمائے بہشت کا حکم رکھتے ہین اُس ملک کے تاجدار کی تشریف آوری پر جسکے چھ سات کرور ہم مذہب یہان رہتے ہین ہر شخص کا چشم براہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہ تھی اور جس گرمجوشی اور خلوص سے ہز مجسٹی کا اس ملک کے ہر طبقے نے استقبال کیا وہ بالکل شایان شان اور ہر قسم کے تصنع و مبالغے سے پاک تھا -

آنریبل مہاراجہ دربھنگہ نے والیسرائے کی کونسل مین بجٹ پیش ہونے کے موقع پر جو تقریر کی اُسے ہم اس جگہ اسلیے نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین کہ ہز مجسٹی کے ساتھ تمام باشندگان ملک کا دلی تعلق ظاہر ہو اور ہندوستان کے مدبر و منتظم شاہ کے علاوہ اہل افغانستان بھی سمجھ لین کہ ہندوستان کے ساتھ دوستی

اور محبت کرنے مین کیا فرق ہے وہ تقریر یہ ہے -

”مجھے یقین ہے کہ سب اسباب کے ممنون ہین کہ ہز مجسٹی نے یہان تشریف لاکر اور ہندو مسلمانون کے اتحاد و اتفاق پر اپنی زبان سے کچھ عمدہ الفاظ کہکر اپنی نیک نیتی ظاہر کردی -

مائی لارڈ ! اتفاق کا خیال پیدا ہو رہا ہے - اِس ملک مین مختلف مذہب کے لوگ ہین - گو مختلف المذاہب ہین مگر یہ سوشیل اور پولیٹیکل زندگی مین کیون یکدل نہین ہو سکتے - تمام مذاہب مین نیکیون کے پیدا ہونیکا خیال ہے جب کبھی اور جہان کہین یہ نیکدل باہم ملتے ہین تو ان کی یہی خواہش پائی جاتی ہے کہ عام اتفاق کی باتین دریافت کرین اور جانین کہ انلوگون مین کس بات سے اتفاق ہے اس سے مستقل دوستی پیدا ہوتی ہے مجھے اس امر سے مطلع ہونے پر بہت خوشی ہوئی کہ کلکتے مین یہ کارروائی شروع ہوئی ہے کہ تمام مذہبون کے تربیت یافتہ اشخاص ایک جگہ جمع ہون اور اُنمین برادرانہ و محبتانہ گفتگو ہو مجھے امید ہے کہ ابھی تو یہ ابتدا ہے آیندہ اور بھی اچھی اچھی باتین ہونگی - مجھے امید ہے کہ یور اکسلنسی یہ سنکر خوش ہونگے کہ ہندو مسلمانون کی ایک لیگ قائم کرنیکا ارادہ ہے جسکا صدر مقام کلکتہ ہوگا اور اسکی شاخین تمام ہندوستان مین ہونگی اس لیگ کی یہ غرض ہوگی کہ تمام ہندو مسلمانون مین اتفاق و اتحاد ہو اور فلاح عامہ اور سوشیل و پولیٹیکل امور کے لیے بالاتفاق کوششین کیجائین“

اس تقریر کے عمدہ اور موثر الفاظ کا جو نتیجہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ ہز مجسٹی کے طرز عمل نے ہندوستان مین اتفاق کی بنیاد ڈالدی ہے اور اگر اتفاق ہوگیا تو ہز مجسٹی کے سر اسکا سہرا رہیگا -

ہز مجسٹی کے ہمراہی عجائب

ہز مجسٹی کے ساتھ دوران سیاحت مین بعض نادر اشیا اور عجیب قابلیت کے اہلکار تھے جنکے دیکھنے کا موقع سوائے خاص خاص اشخاص کے دوسرونکو کیسے میسر آسکتا تھا۔

(۱) روزمرہ کی تلاوت کا خوبصورت قلمی قران شریف جسکی جلد پر ہیرے جڑے ہوے تھے۔

(۲) ایک لاثانی تلوار جو بجلی کے لوہے سے بنائی گئی ہے اور ہر قسم کے لوہے کی سلاخ کاٹ سکتی تھی اور جسکا قبضہ مرصع تھا۔

(۳) ۸۴ فیر کا ایک پستول جسے کارخانہ کرپ جرمنی نے ہز مجسٹی کے لیے خاص طور پر تیار کیا تھا۔ چند پستول اس نمونے کے ہز مجسٹی کو نذر دیے گئے اسکے بعد پھر ایسے نہین بنائے گئے۔

(۴) بہت نادر اور بیش قیمت الماس۔ ایسے شاید کسی بادشاہ کے پاس نہ ہونگے۔

(۵) درباری مترجم جو مختلف زبانون مین بڑی خوبی اور روانی سے گفتگو کر سکتا ہے۔

(۶) ایک قیمتی اور خوبصورت چغہ جو ایک قسم کے روسی پرند کی نرم۔ نازک اور چمکیلی کھال سے تیار کیا گیا ہے۔ اسکی قیمت ۳۰ ہزار روپیہ بیان کیجاتی ہے۔

(۷) وہ تعویذ جو امیر عبدالرحمن خان مرحوم کو کسی بزرگ ولی اللہ نے دیا تھا اور جسے وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اسکی تاثیر یہ بیان کی گئی کہ جس کے پاس ہو اُسپر کسی ہتھیار کا کوئی اثر نہین ہو سکتا۔

(۸) اسلحہ بردار خدمتگار جسکے لباس پر جابجا ہک لگا کر ہر قسم کے ہتھیار مثلاً چھرا۔ تلوار۔ بندوق۔ پستول وغیرہ جڑ دیے گئے تھے کہ جس وقت ضرورت ہو ہز مجسٹی اُسے اتار کر استعمال کر سکین۔

ہندوستان اور افغانستان

یہ پولٹیکل مسئلہ اصولاً تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جو ملک دو زبردست سلطنتون کے درمیان واقع ہو اور اُسکی حیثیت بفر اسٹیٹ کی طرح ہو اُسے افغانستان کیطرح ہونا چاہیے جیسا کہ وہ اس وقت ہی۔ ایک جانب وسیع رقبہ پر روسی اپنا اثر بڑھا رہے ہین اور دوسری طرف انگلستان کی مقبوضات ہین۔ پس اگر افغانستان اب بھی طوائف الملوکی۔ خونریزی اور خانہ جنگیون مین مصروف و منہمک ہوتا تو وہ حفاظت ہندوستان کے لیے عمدہ سپر نہین ہو سکتا تھا۔ نہ اپنے لیے بچاؤ کی کوئی صورت نکال سکتا۔ افغانستان اور گورمنٹ ہند دونون کے لیے ضروری ہے کہ تذبذب کی پالیسی ہمیشہ کے لیے ترک کر دی جائے جسکی نہایت عمدہ ابتدا ہز مجسٹی کی سیاحت ہندوستان سے ہوئی ہے اور یہ سمجھکر کہ ایک کی بھلائی مین دوسرے کا فائدہ ہے صفائی کے ساتھ حقیقی اور مستحکم اتحاد پر کاربند ہونا چاہیے۔ اور اس مین دونون طرف حکمت عملی مرکوز خاطر رہے۔ اس لیے کہ حفاظت ہند کا مسئلہ اس امر کا مقتضی ہے کہ ملک افغانستان کسی بیرونی حملے کے لیے ایک دیوار یا روک کے طور پر قایم رہے۔ اور وہ ہر طرح مضبوط کیا جائے۔ ایسا اتحاد ہر ایک کے لیے بالاشتراک و بالانفراد بہت زیادہ سودمند اور حفاظت کا باعث ہوگا۔ اسکا ایک یہ بھی نتیجہ ہوگا کہ دونون ملکون مین تجارتی حالت نہایت مفید اور کارآمد طریق پر قایم ہو کر دونون کے مالی منافع کی باعث ہوگی۔ اور تہذیب۔ تمدن۔ تعلیم حرفت اور صناعت مین افغانستان کو ایسی بیش بہا امداد ملیگی جو کسی دوسری صورت مین ممکن نہ ہوگی۔ اس طرح افغانستان جو ابتک بیرونی دنیا مین وحشی اور اُجڈ قومون کا مسکن سمجھا جاتا تھا متمدن و مہذب اقوام کی ہمسری کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ ایسا فائدہ ہے جو تنہا افغانستان کے حصہ مین آئیگا۔ اسلیے کہ ہندوستان کو افغانستان سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

اس مین شک نہین کہ قریباً ایک صدی سے انگلستان نے ایران اور روس کے مقابلے مین افغانی مقاصد کی تائید کی ہے۔ اس طرح کہ ایک مرتبہ ایران نے ہرات پر چڑھائی کی تھی۔ گو اسکی وجہ تحریک روسی ترغیب تھی مگر برٹش اثر افغانستان کے موافق تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ غلط پالیسی اور اتفاقی حالات کی وجہ سے تین مرتبہ برطانیہ کو افغانستان کے ساتھ جنگ آزمائی کی نوبت آئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ محض معاہدے اور عہدنامے ہی باہمی اتحاد کی ضمانت ہین تو یہان ہر مرتبہ عہدنامے ہوے اور بارہا تبدیلی ہوئی۔

اول عہدنامہ اس طرح کا رنجیت سنگھ۔ شاہ شجاع اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان ۱۷۔ جون ۱۸۰۹ء کو ہوا تھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ انگلستان نے روسی فرانسیسی اتحاد کے خوف سے ایران کے ساتھ سلسلۂ اتحاد مربوط کیا اور سالانہ نقد روپیہ سے اسکی امداد منظور کی گئی۔ لیکن جب روس نے ایران پر حملہ کیا اور ایرانی جنگ مین مغلوب ہوے تو برطانیہ نے سالانہ رقم دیدی مگر امداد سے اس الزام مین محروم رکھا کہ ایران نے جنگ کیواسطے پیش قدمی کی تھی۔ اگرچہ اسے مدت مدید گذری مگر خلاف وردی کی پالیسی ایشیا مین بدنامی کے ساتھ یاد کیجاتی ہے۔

جب امیر عبدالرحمن خان مرحوم تخت نشین ہوے تو سر لیپل گریفن نے سرکاری مراسلے مین یہ وعدہ کیا کہ اگر دوسری طاقت افغانستان مین مداخلت کرے گی تو برٹش گورنمنٹ مدد کرے گی لیکن اس شرط سے کہ تمام خارجی تعلقات مین گورنمنٹ ہند کے مشورے پر عمل کیا جائے اور شمالی مغربی سرحدون کے استحکام کے لیے سالانہ زر نقد مقرر کیا گیا جسکی تعداد پہلے بارہ لاکھ تھی اور اب اٹھارہ لاکھ ہے۔

سنہ ۱۸۹۳ء مین سر مارٹمر ڈیورنڈ کی سفارت کابل گئی۔ سرحدین معین کی گئین۔ اور معاہدے پر دستخط ہوے۔

ہز مجسٹی کی تخت نشینی کے بعد اس امر کی ضرورت ہوئی کہ سابقہ معاہدون کی تجدید و توثیق کی جائے اسلیے جو شرائط پہلے طے پائے تھے مسٹر ڈین کی مشن نے انھین بحال کیا۔

ان عہدنامون سے جو پولیٹیکل تعلق پیدا اور قایم ہوا اُس سے بہت بڑی غرض یہ تھی کہ دوستانہ اتحاد کو تقویت ہو۔ افغانستان آزاد و خود مختار رکھا جاے۔ معاملات افغانستان کی حکمت عملی مین کوئی شک و شبہہ نہ رہ جاے۔ اور اندرونی معاملات افغانستان مین کوئی دست اندازی نہ کی جاے۔

جدید انتظام ایک نہایت قابل طمانیت بنیاد آئندہ تعلقات کی ہے جسمین بہت بڑا اضافہ ہز مجسٹی کی سیاحت ہندوستان سے ہوا ہے۔ ہز مجسٹی نے ہر طرح اس امر کو محسوس کیا ہوگا کہ برٹش گورنمنٹ کی پالیسی (متعلق افغانستان) مین بہت بڑی ترقی ہو گئی ہے۔ اور اگر دونون سلطنتین اس پالیسی پر قایم رہین جو اب قرار پائی ہے تو جو غرض ہے حاصل ہوتی رہے گی۔

پہلے یہ خیال تھا کہ روسی پیشقدمی کی صورت مین ایک لاکھ سے زیادہ مخالف فوج سرحد ہندوستان پر نہین آسکتی۔ مگر وسط ایشیا کی روسی ریلوے نے جسکا اس جانب آخری ریلوے اسٹیشن ہرات سے بہت قریب ہے اس حالت کو بدل دیا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ جس طرح امیر عبدالرحمن خان کیوقت طے پایا تھا اب بھی افغانستان کو دوست بناے رکھنا ضروری ہے۔

اسوقت جاپانی انگلو اتحاد نے حفاظت ہندوستان کے سوال کو بہت بڑی تقویت دی ہے پھر بھی وسط ایشیا سے کسی روسی پیش قدمی کی صورت مین افغانستان ہی ایک ایسی چیز ہے جو فوج کشی کی روک ہو سکتا ہے۔ جاپان سے تو صرف امداد کی توقع ہو سکتی ہے۔

یہ بات بہت صاف ہے کہ امیر عبدالرحمن خان مرحوم کو جو برٹش گورنمنٹ نے تخت نشینی مین امداد دی۔ زر نقد دیا۔ سامان اسلحہ طلب کرنے کی اجازت دی۔ اور ہز مجسٹی سے جو تجدید معاہدہ کی یہ تنہا افغانستان کے فائدے کے لیے نہین کیا گیا ہے بلکہ اسمین بہت بڑی

غرض حفاظت ہندوستان کی ہے - اسلیے کہ روسی پیش قدمی کا ہونا ایک طور پر یقینی ہے خواہ کسی زمانہ بعید مین ہو - یہ صحیح ہے کہ جاپان سے شکست کے بعد اُس نے اپنی قوت بڑھالی ہے اور کاسپین سے جو سلسلہ ریلوے شروع ہو کر مرو تک تعمیر ہوا تھا وہ افغانی سرحد کے قریب مقام خوشک تک مکمل ہو گیا تھا - اور دوسرا سلسلہ اورنبرگ سے تاشقند تک درست اور ہر طرح کام کے قابل موجود ہے - اس طرح سینٹ پیٹرسبرگ سے حدود افغانستان تک فوج سامان رسد - اور بار برداری کا ریلوے کے ذریعے سے پہونچانا چندان مشکل نہین رہا ہے جنگ منچوریا مین پانچ ہزار لمبی روسی ریلوے ۲۵ ہزار فوج ماہوار پہونچاتی رہی ہے - اب قیاس ہو سکتا ہے کہ قریب کی لینون کے ذریعے سے سرحد افغانستان پر کسقدر فوج جمع ہو سکتی ہے - اسلیے یہ خیال درست ہے کہ کسی قریب یا بعید زمانے مین ہم کو پانچ لاکھ یا اس سے بھی زیادہ روسی فوج کا مقابلہ کرنا ہوگا - ہندوستان مین برٹش حکومت ایک بر اعظم کی سلطنت ہے - پس ان صریح حالات سے چشم پوشی کرنا خرابی کا باعث ہوگا -

سنہ ۱۸۸۰ء - سنہ ۱۸۸۸ء - سنہ ۱۸۹۰ء - سنہ ۱۸۹۳ء - اور سنہ ۱۹۰۵ء کے تجدید معاہدہ سے برٹش گورنمنٹ پابند ہے کہ اگر کوئی دوسری سلطنت افغانستان پر پیشقدمی کرے تو برطانیہ مدد کے لیے اور بوقت ضرورت پیشقدمی کو روکنے کے لیے تیار ہے - یہ وعدہ گویا روس کو بمنزلہ اس اطلاع ہی کے ہے کہ اگر اُسنے افغانی سرحد پر قدم بڑھایا تو صرف یہی بات انگلستان کیلیے بنائے جنگ ہوگی -

روس بھی خاموش نہین رہا ہے اُس نے آزوے کاسپین کے ملکون مین برابر فوجین بھیجی ہین - اور اُن مقامات مین بہت سا سامان جنگ فراہم کیا ہے -

ادھر لارڈ کچنر کی جدید ترتیب اور شمالی مغربی سرحد پر اجتماع فوج کو دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج سرحدی کامون کیلیے موجود ہوگی - منجملہ اسکے ایک ثلث سے کچھ کم گورہ سپاہ ہوگی - لیکن پھر بھی اس سے تازہ اور مزید کمکون کی ضرورت ہو گی - اس لیے کہ جیسا خیال کیا جاتا ہے مخالف فوج قریباً سہ چند ہوگی - جسکے جنگی اوصاف میدان

میدان کارزار منچوریا مین بخوبی تسلیم کیے گئے ہین - پس یہ لحاظ کرنا بہت ضروری ہے کہ جب لیاویانگ اور شاہو کی ایسی لڑائیان ہونگی جس مین پچاس پچاس اور ستر ستر ہزار آدمی کام آئے تو بیشمار تازہ امداد کی ضرورت ہوگی - حالانکہ حال مین انگلستان نے اپنی فوجی تعداد مین بہت بڑی کفایت شعاری پر آمادگی کا اظہار کیا ہے - البتہ ایک بات اطمینان اور تقویت کی ہے کہ جاپان اور برٹش گورنمنٹ نے قطعی سمجھوتہ کر لیا ہے کہ ایشیا مین ایک دوسرے کے قیام و استحکام مین مدد دیگا یہ بھی ہے کہ اگر کوئی خوف کا موقع پیش آیا تو برطانیہ عظمی اپنی آخری کوشش تک صرف کر دے گا لیکن ملک کی حفاظت کی ذمہ داری خود باشندگان ملک کا بھی کام ہے - مگر ہم نہین جانتے کہ یہ غیر مسلح ہندوستانی جو ایک عرصے سے اپنے سپاہیانہ اوصاف کھو بیٹھے ہین میدان جنگ مین کس کام آئینگے - یہ ایک قابل غور سوال ہے اور اسے موجودہ حکمران حل کر سکتے ہین - اس لیے کوئی ملک اس وقت تک محفوظ نہین سمجھا جا سکتا جب تک خود اسکے باشندون کا زور بازو و مقاومت مین شریک نہ ہو -

بعض لوگ صرف قیاسی باتون پر حالات کا اندازہ کرتے ہین - اسطرح کی باتین صرف چند دماغون مین آتی ہین جنکا یہ خیال ہے کہ مدت مدید سے ہندوستان پر روسی فوج کشی کی خبرین مشہور ہین لیکن نہ تو کبھی چڑھائی ہوئی نہ آیندہ ہوگی -

اس طرح کی رائے رکھنے والے حالات زمانہ سے چشم پوشی کرتے ہین - حملے کی بہت بڑی دھمکی وسط ایشیا کی روسی ریلوے ہے جس کا سلسلہ سرحد افغانستان سے بالکل ملا ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام تر فوجی اغراض کی ریلوے ہے اس لیے کہ تجارتی نظر سے اُسکی کوئی قدر و قیمت نہین ہے -

اگر بدقسمتی سے جلد یا دیر مین سرحد پر کوئی جنگ ہوئی تو جس قدر فوج جنوبی افریقہ مین بہم پہونچانی پڑی تھی اس سے کہین زیادہ تعداد فراہم کرنی ہوگی - اور یہ اسقدر زیادہ ہوگی کہ اس سے قبل کبھی اتنی فوج جمع نہ کی گئی ہوگی - اس لیے کہ یہ مقابلہ بصورت امکان ایک جری اور بہادر

یورپین فوج سے ہوگا۔ اور اپنی فوج کو میدان جنگ مین اُتارنے کے بعد برابر تازہ کمک اور سامان رسد پہونچانیکا بندوبست کرنا ہوگا۔ لہذا بیرونی امداد کے علاوہ اسکی بھی ضرورت ہے کہ فوج محفوظ کی ایک بہت بڑی تعداد موجود رہے۔ اسلیے کہ کم تعداد فوج سے صرف سرحدات ہندوستان کی حفاظت ممکن ہے مقابلہ نہین ہوسکتا۔

یہ بات بھی نہایت ضرر رسان اور مہلک ہوگی اگر روس اور انگلستان افغانستان کی تقسیم کی تجویز قرار دین۔ اولاً تو ایسا ہو نہین سکتا اسلیے کہ ٹرکی کی سلامتی اسی تجویز تقسیم کی بدولت ہے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ دونون سلطنتون کا ڈانڈا مل جائیگا۔ اور درمیان مین جو ایک روک یا دیوار حایل تھی معدوم ہو جائے گی ایسی صورت مین روسی حملے براہ راست روسی سرحد پر نہین روکے جا سکتے اور ادھر روس کو جو مشکلات راستون کے عبور۔ باربرداری و فراہمی رسد کی ہوتی رہیگی حالانکہ حفاظت ہند کا بہت کچھ دار و مدار اسی پر ہے کہ روسی پیشقدمی کے راستے مین مشکلات حائل ہین۔

یہ بھی ممکنات سے ہے کہ کوئی روسی گورنمنٹ جسکے ہوش و حواس درست ہون خواہ مخواہ بھڑون کے چھتے کو چھیڑنا پسند نہ کرے بالخصوص اس قدر جلد کہ ابھی اُسے جنگ مشرق بعید سے مہلت ملی ہے۔ مگر حفاظت ہندوستان کے خیال سے محض اسی پر قناعت نہین کرنی چاہیے کہ وہ سرحد سے دور بیٹھا ہوا ہم کو تشویش مین ڈالے رہے۔ بلکہ ہر طرح اس کا اظہار کرنا چاہیے کہ اگر وہ افغانستان کو ہڑپ کرنا چاہے گا تو ہم اس امر کو خاموشی سے نہ دیکھینگے۔ اُسے یقین دلا دینا چاہیے کہ افغانستان اُسکا دوست نہین ہو سکتا اور اگر کبھی روس نے پیشقدمی کی تو ہم روپے اور فوج سے اسکی مدد کرینگے جیسا کہ ہمارا معاہدہ ہے۔ بالخصوص جن مدبرون کے ہاتھون مین روسی حکمت عملی کام کر رہی ہے اُن کا یہ دیوانہ پن ہوگا اگر براہ افغانستان ہندوستان پر چڑھائی کا خیال پکائین۔

حملے کا امکان فرض کرتے ہوئے ضروری ہے کہ یہ ایک سست طریقے کی کارروائی ہوگی۔ اور اُسمین اسے برسون لگ جائین گے اور اس وقفے مین ہم اچھی طرح تیار ہو سکین گے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ مرو سے خوشک تک جو سلسلہ روسی ریلوے کا ہے اور شاخ اورنبرگ تاشقند کے ذریعے سے ایک ہی وقت مین شمالی افغانستان کے دو مقام پر روسی حملہ ہو سکتا ہے یعنی ہرات اور کابل پر۔ اور روسی فوجین مختلف مقامات سے بالاتفاق کام کرینگے۔ ایسی صورت مین ہندوستان گویا ایک خاص برج کی حالت مین ہوگا اور اسکی حفاظت چھوڑ کر افغانستان کا بچاؤ کرنا ایک مشکل کام ہوگا۔ ایسے وقت کے لیے مقدم ترکیب یہ ہے کہ باقاعدہ تربیت کے ذریعہ سے تمام افغانی فوج کو سینٹیفک طریق جنگ کی عملی تعلیم دیجائے تاکہ اور مہذب ممالک کی طرح افغانی فوج کا بھی درجہ قایم ہو جائے۔ اور اس قدر فنون جنگ مین وہ ماہر کردیے جائین کہ ایک نہایت آراستہ اور کامل قواعددان یوروپین فوج کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائین۔

اس غرض کے لیے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ برٹش افسرون کے ذریعے سے افغانی رسالے۔ پیدل اور توپخانے کو تعلیم دی جائے۔ لیکن اس تجویز کو چونکہ امیر عبدالرحمن خان مرحوم نے منظور نہین کیا۔ اس لیے خیال ہوتا ہے کہ شاید ہزمجسٹی کو بھی اسکے قبول کرنے مین تامل ہو۔ لیکن جو خیال ہزمجسٹی نے دوران سیاحت ہند مین ظاہر فرمایا تھا اس کا یہ مطلب ہے کہ واپسی کے بعد آپ سرداران کابل کے نوجوان لڑکون کو فوجی تربیت اور فنون جنگ کی تعلیم کیلیے ہندوستان روانہ کرینگے۔ یقین ہے کہ ان کو کوئیٹہ کے اسٹاف کالج مین نہایت خوشی سے تعلیم دی جائے گی۔ لیکن یہ ایسی ترکیب ہے جو دیر طلب معلوم ہوتی ہے۔ اور اس طرح یہ ممکن نہین ہے کہ ایک ہی وقت مین سپاہ اور افسر دونون تربیت یافتہ ہو جائین۔

افغانون کی خلقی دلیری اور شجاعت مین کلام نہین مگر موجودہ حالت مین اُن سے یہ توقع نہین کیجا سکتی کہ ایک قواعددان یوروپین فوج کی ہمسری کر سکینگے۔

جاپانی فوج کے فتوحات کے متعلق ایک جاپانی مدبر کا بیان ہے کہ کامیابی کا اصل راز یہ تھا کہ افسر قابل اور اچھی طرح تربیت یافتہ تھے جنھون نے فوج کی قابلیت کا معیار اسقدر بڑھا لیا تھا۔ ورنہ روسیون اور کاسکون کے سپاہیانہ اوصاف کا تمام جاپان مداح و معترف ہے

لیکن افسرون کی ناقابلیت سے اُس کو شکست کھانی پڑی - اس لیے حفاظت ہندوستان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ افغانی فوج اور افسر اعلی فنون جنگ مین پورے طور پر ماہر بنا دیے جائین - اس طرح ہندوستان اور افغانستان دونون کی اچھی طرح حفاظت ہوسکیگی اور آیندہ کے لیے اطمینان ہوجائے گا -

حفاظت ہندوستان کا مسئلہ اب خود ہندوستان کے لیے بہت ہی ضروری ہوگیا ہے - عرصہ دراز سے اسکے عظیم اخراجات حفاظت سرحد اور اسکی وجہ سے مالی زیر باریان اسقدر بڑھ گئی ہین کہ آیندہ کفایت شعارانہ طور کا کوئی استوار انتظام کیا جائے - اور فوجی اخراجات کی تخفیف سے جو بچت ہو وہ ہندوستانیون کی ترقیات و بہبود پر خرچ ہو - اور اسی طرح یہ ممکن ہے کہ آیندہ شمالی مغربی سرحد کی طرف سے بے فکری ہوجائے - محض روسی پیش قدمی کے خوف اور استحکام سرحدات کی وجہ سے جو بیدریغ گرانقدر رقمین خزانہ ہندوستان سے سال بسال خرچ ہوا کرتی ہین - اسی کی وجہ سے تعلیم عامہ - حفظان صحت - تخفیف ٹیکس - اشاعت صنعت و حرفت اور دوسری ضروری اصلاحون اور ترقیون کے لیے سرمایہ بہم نہین پہونچتا - اُس سے سبکدوشی ہوجاے گی - یہ فائدہ تنہا ہندوستان کا ہوگا - اس طرح ترقیات ملک کی ان تین شاخون یعنی تعلیم - حفظان صحت - اور انہار آبپاشی - کی توسیع سے ملک روز کے قحط - ادبار - اور مختلف بیماریون سے نجات پاجائیگا - اور ہندوستانی رعایا بڑے بڑے ٹیکس اور محصولات کے بار سے آزاد ہوجاے گی -

ایشیائی پالیسی کے متعلق آج کل یہ خبر تواتر کے ساتھ گشت کررہی ہے کہ روس و انگلستان باخود با ایران کو بالمناصفہ تقسیم کرنا چاہتے ہین - یا کم ازکم اُسکے شمالی و جنوبی حصون کو نصفا لنصف زیر اثر کرنے پر آمادہ ہین - اگرچہ موجودہ ایرانی گورنمنٹ اور اُس تعلیم کی بیداری سے یہ امر کسی قدر دور نظر آتا ہے - لیکن یہ ضروری ہے کہ افغانستان ہر ایک ایسی افواہ اور اُسکے اثر سے دور رکھا جائے اس لیے کہ اس طرح کی خبرین صرف ایران ہی کیلیے باعث

تشویش نہین ہین بلکہ افغانستان بھی اُس سے متاثر ہوے بغیر نہین رہ سکتا -

یہ امر خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ انگلستان کی پولٹیکل پارٹیون کا اثر معاملات خارجہ پر پڑا کرتا ہے اور افغانستان اُس سے مستثنی نہین ہے اگرچہ اس کا براہ راست تعلق گورنمنٹ ہند کے فارن آفس سے ہے - انگلستان سے خارجی تعلقات نہین ہین - یہ امر اس سے ظاہر ہے کہ امیر عبد الرحمن خان مرحوم نے بعض والیسرایان ہند کی تعریف کی ہے اور بعض کے برتاو سے ناراضی و آزردگی کا اظہار کیا ہے - اسیلیے اسکی ضرورت ہے کہ معاملات افغانستان کے متعلق ایک مستقل پالیسی ہمیشہ کے لیے قرار دیجاے اور تاوقتیکہ صورت معاملات تبدیل نہو - وہ قایم رہے اُس پر کنسرویٹو یا لبرل وزارت کا کوئی اثر نہ ہو - یہ پالیسی اتحاد اور باہمی معاونت کی ہونی چاہیئے - اس امر کو افغانون کے نقش دل کردینا چاہیے کہ انگریزی گورنمنٹ مرغ بادنما کی طرح محض مصلحت وقت پر اپنی پالیسی کو تبدیل نہین کیا کرتی بلکہ اسکے وعدون مین ثبات و قیام ہے -

اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہز مجسٹی کے اعزاز شاہانہ کا خیال کرکے اُن کا ایک سفارت خانہ لندن مین قایم کیا جاے جیسی کہ امیر مرحوم کی خواہش تھی - اور اسی ضرورت سے گویا سردار نصر اللہ خان نے ولایت کا سفر کیا تھا - اگرچہ اس وقت برٹش مدبرین نے اس ضرورت کی خوبی کو اچھی طرح نہیں سمجھا تھا مگر اب حالات زمانہ بدل گئے ہین - اور ایسا کرنا لازم آئیگا - اور دربار کابل کا درجہ باضابطہ تسلیم کرنے سے برٹش اثر و اعتبار کو افغانستان مین بڑی تقویت ہوجائیگی -

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ افغانستان موجودہ ایک عجیب و غریب حالت رکھتا ہے اس امر کو ایران سے ذرا بھی نسبت نہین ہے - بجائے اسکے کہ برٹش گورنمنٹ کے وعدہ امداد پر تکیہ کرکے یہ خود کو ضعیف بنالیتا اس نے اپنی فوجی قوت اور جنگی قابلیت کو اس درجہ بڑھالیا ہے کہ اگر گورنمنٹ ہند اسکی ایسی ہی تائید کرتی رہی جیسا اب تک کرتی آئی ہے تو ایک دن یہ بفر اسٹیٹ کیحالت سے نکل جائیگا - موجودہ اتحاد جس شگفتہ اور خوشگوار حالت مین ہے اگر اسی طرح

قایم رہا اور کوئی نامناسب امر نہ واقع ہوا تو بیرونی حملہ ہندوستان کی نسبت جس قدر اندیشے ہین سب رفع ہوجائینگے۔

شاہنشاہ بابر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ افغانستان پہلے ایک موضع کا نام تھا پھر ایک صوبہ قرار پایا۔ پھر احمد شاہ دُرّانی نے اُسے ایک سلطنت بنادیا۔ قبیلہ بارکزئی کے عہد مین اسنے امارت کا خلعت پہنا۔ رفتہ رفتہ اسے بادشاہی کا درجہ ملا جسکی تجدید ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کے وقت مین ہوئی۔ یہ درجہ ایسے وقت مین ملا ہے جبکہ ہندوستان مین انگریزون کی حکومت ہے اور ترکستان مین روسیون کی۔ مگر اسکی حالت اس طرح واقع ہوئی ہے جیسے یورپ مین بلگیریا کی جو ٹرکی اور روس کے درمیان واقع ہے۔ اسلیے افغانستان دونون حریفون کے لیے قابل قدر و منزلت ہے اور اس کا فائدہ اُسی کے حق مین مترتب ہوگا جو اسے دوست بنائے رکھے۔ لہذا گورنمنٹ ہند نے جو طریق اختیار کیا ہے دونون ملکون کے لیے قابل مبارکباد ہے۔ اس مین شک نہین کہ پہلے وہ ایک زبردست ہمسایہ تھا مگر اب زبردست دوست ہوگیا ہے۔ آیندہ مزید امیدین افزایش اتحاد کی ہین۔ جو برتاو افغانستان کے ساتھ کیا جائے گا تجارتی اور سیاسی دونون پہلو سے دونون ملکون کے لیے سودمند اور کارآمد ہوگا۔

نتیجہ سیاحت ہندوستان

جس طرح ایرانیون کو شاہ کجکلاہ کے سفر یورپ سے مایوسی ہوئی تھی۔ افغانون اور افغانستان کو ہز مجسٹی امیر کے سفر ہندوستان سے بجائے کسی قسم کی مایوسی کے ہر طرح کامیابی ہوئی۔ اور ہز مجسٹی قابل مبارکباد ہین کہ اپنے دو مہینے چند روز کے دورے مین ہر مقام پر کوئی نہ کوئی مفید تجربہ اور واقفیت بہم پہونچانے مین حد سے زیادہ غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کیا۔ اس مہتم بالشان سفر سے تمام افغانستان کو یقین واثق ہوگیا کہ ہم نے جو تعظیم و تکریم اور خاطر مدارات اس جلیل القدر بادشاہ کی وہ نمایشی یا ظاہر داری کی نہ تھی۔

اگرچہ ہز مجسٹی کی تشریف آوری کے قبل ہی بیان کیا گیا تھا کہ اس آمد مین کوئی پولیٹکل غرض نہین ہے اور وزیر ہند نے بھی ہوس آف کامنس مین بجواب ایک سوال کے بیان کیا کہ ہز مجسٹی سے کوئی پولیٹکل گفتگو نہین ہوئی مگر ہم خیال کرتے ہین کہ صرف ہز مجسٹی کی آمد ہی ایک پولیٹکل بات تھی اور اس کا دونون طرف نتیجہ مترتب ہوا ہے۔ ہندوستان کے حق مین تو یہ ہے کہ دونون سلطنتون مین دوستی اور اتحاد کی تجدید ہوئی جس کا بہت بڑا پولیٹکل اثر ہے۔ یہ ایک بے نظیر اور مستحکم دستاویز اتفاق و اتحاد کی ہے جس پر دونون طاقتون نے خلوص نیت اور صفائی قلب سے دستخط کیے ہین۔ اسی طرح شمالی مغربی سرحد پر امن و امان کی کافی ضمانت ہوگئی جسکے خیال سے لارڈ کچنر کو جدید ترتیب فوج کرنی پڑی تھی۔ اور افغانستان کے حق مین یہ فائدہ ہوا ہے کہ ہز مجسٹی نے مغربی علوم۔ فنون۔ ایجادات اور تہذیب کا جو نشاد بیان کیا ہے ان تجربات سے افغانیون مین شائستگی کا معیار بہت بلند ہوجائے گا اور ان پر وحشت اور جہل کا جو بدنما دھبہ ہے رفع ہوجائیگا۔ اور جب افغانستان مہذب و شائستہ ہوجائے گا تو افغانی ایک نہایت عمدہ دوست اور ہمسایہ

ہوجائین گے۔ اس طرح مسئلہ حفاظت ہند جسکے باعث بیشمار روپیہ خزانہ ہند کا خرچ ہوا کرتا ہے بچ جائے گا۔ اور اُس سے ترقی حفظان صحت اور توسیع تعلیم عامہ کا کام لیا جا سکے گا۔ ان نتائج کو دیکھتے یہ ہرگز نہین کہہ سکتے کہ ہز مجسٹی کی آمد کو پولٹیکل امور سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس لیے کہ بہت سی باتین بغیر سفارتی گفتگو کے طے ہوگئین اور بہت سی گتھیان خود بخود سلجھ گئین۔ یہ نتیجہ بہت کچھ خود ہز مجسٹی کی عدیم المثال فرزانگی اور تدبیر سے پیدا ہوا ہے۔ جسکے لیے لارڈ منٹو بھی تعریف کے مستحق ہین۔ بیشک ایران مین ہمارے اغراض بہت کمزور ہوگئے اور ہماری حکمت عملی وہان ناکام رہی لیکن اس تجدید اتحاد سے ہمارے تعلقات افغانستان کے ساتھ جس قدر شگفتہ اور دلچسپ ہوگئے ہین اُس کا بہت بڑا نتیجہ یہ ہے کہ اب افغانون کو گورنمنٹ ہند کی دوستی و اتفاق پر کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہین اور یہی بہت بڑی غایت ہماری گورنمنٹ پالیسی کی تھی۔ خود ہز مجسٹی نے بار بار ہر مقام پر اپنی دوستی کا جن الفاظ مین اظہار کیا۔ اور گورنمنٹ ہند کے مراسم مہمانداری سے جسقدر خوش و رضامند رہے اس سے اُن اخبار نویسون کے قلم ٹوٹ گئے جو اس سے پہلے افغانستان کو شک اور بے اعتباری کا آماجگاہ بنائے ہوئے تھے۔ اور افغانون کو دغاباز و خودغرض کہا کرتے تھے۔ اور جو لوگ افغانون کو روباہ کہا کرتے تھے اُن کو اب اطمینان ہوگیا کہ بڑے بڑے ہولناک جنگلون مین صرف شیر اور روباہ ہی ایک ساتھ رہ سکتے ہین۔

لارڈ بیکن کا قول ہے کہ۔ انسان اگر سفر مین ہون تو مندرجہ ذیل چیزین ضرور دیکھے۔

بادشاہون کے دربار۔ عدالتہائے مذہبی و دنیوی۔ کلب اور جلسے۔
شہر پناہ۔ فصیلین۔ بندرگاہ۔ قدیم یادگارین۔ کھنڈر۔ کتب خانے۔
تعلیم گاہ۔ مناظر خطبات۔ جہاز اور کشتیان۔ بحری قوت۔ بڑے بڑے
شہرون کی تفریح گاہ عام اور سرکاری عمارتین۔ باغ۔ سلح خانے۔

آلات حرب و ضرب کے مخازن۔ گولے بارود کے ذخیرے۔ ساہوکارے۔
مہاجنی کوٹھیان۔ مال گودام۔ رسالے اور فوج کی قواعد۔ فوجی کرتب۔ کھیل
تماشے جو شرفا کے دیکھنے قابل ہون۔ خلعت و جواہر کے توشہ خانے۔
شیشہ آلات۔ بلورین ظروف۔ نادر و کمیاب اشیا۔ اور جو چیز عجیب و
غریب معلوم ہو سب کی سیر کر لنی چاہیے۔

لارڈ بیکن نے جن باتون کو سفر کا موضوع بتایا ہے اور جن پر ایک دانشمند اور فلسفی مزاج سیاح کو توجہ کرلنی چاہیے۔ ہز مجسٹی نے اُن ہر ایک کو بالانفراد و بالاشتراک اچھی طرح دیکھا بھالا۔ ان چیزون کی صرف سرسری سیر نہین کی بلکہ ہر ایک چیز کو اس طرح دیکھا اور اُسکے متعلق اشخاص سے اس قدر بےشمار سوالات کرکے واقفیت بہم پہونچائی کہ بڑے بڑے ماہرین فن حیران رہ جاتے تھے۔ ہر ایسے مقام پر جہان ہز مجسٹی کا گذر ہوا لارڈ بیکن کی تفصیل کی جو چیز معلوم ہوئی اُسے ضرور دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہز مجسٹی کا کوئی پروگرام قایم نہ رہ سکا ہر ایک پروگرام تبدیل ہوتا رہا۔ ہر جگہ کے قدرتی مناظر۔ کارخانے۔ اور قابل دید چیزون کی سیر مین ہز مجسٹی کا بہت زیادہ وقت صرف ہوا حتے کہ بعض اوقات آرام و استراحت کی پروا بھی نہ کرتے تھے۔ اور دوران سیاحت مین کوئی اس بات کو قطعی طور پر نہین کہہ سکتا تھا کہ ہز مجسٹی کب برآمد ہونگے اور کس جگہ جائین گے۔

ایک مشرقی فرمانروا کا ایک معمولی مغربی سیاح کی طرح ہر ایک ضروری بات پر اس طرح توجہ کرنا اور سفر کے نتائج کو ہر طور پر مکمل کرنا تعجب خیز ہے۔ اور ہر ایک مشرقی رئیس کا یہ کام نہ تھا۔ ہز مجسٹی نے اس امر کو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ ایک مشرقی فرمانروا وہی کچھ کرسکتا ہے جو ایک انسان کے امکان مین ہو۔ اسلیے ہم اس سفر کو نتیجہ خیز اور ہر طرح مکمل کہہ سکتے ہین۔

اب بغیر خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان و افغانستان مین سلسلہ اتحاد

اس طور پر قایم ہوگیا ہے کہ بنظر بحالات صدیون تک اس مین کسی فتور کا احتمال نہین رہا۔ اور یہ گویا سب سے بڑا حاصل نتیجہ اس سفر کا ہے۔ اس بارے مین ہز مجسٹی امیر اور ارل آف منٹو دونون قابل مبارکباد و تعریف ہین۔ ہر ایک نے بہایت صدق دل سے ایک دوسرے کا احترام کیا اور اپنے درجے کو قایم رکھا جن لوگون نے ارل منٹو کی تقرری پر خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اتنے بڑے براعظم کی وایسرائی کا کام کس طرح انجام دینگے بالخصوص جبکہ ملکی معاملات مین پریشانی اور خلفشار ہے اُن کو اس وقت ماننا پڑا کہ اس تجربہ کار اور فرزانہ مدبر نے ہر موقع پر کس طرح اپنا انتظام ملکی باقاعدہ اور درست رکھا۔ وایسرائے کے علاوہ ہر ایک متعینہ افسر نے کمال دلسوزی اور مستعدی سے اپنے فرائض مفوضہ ادا کیے جو ہز مجسٹی کی خوشنودی کا باعث ہوا ہز مجسٹی پر ان باتون کا بہت بڑا اثر ہوا اور اُن کے درجے کا جیسا لحاظ رکھا گیا اُسکا اُنھون نے اکثر اعتراف کیا۔ ہز مجسٹی کو یہ ضرور نقش دل ہوا ہوگا کہ اگر برٹش قوت اتحاد کی طرفدار رہی تو افغانستان چار قدم آگے بڑھ کر خیر مقدم کرے گا۔

اس سیاحت کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ ہز مجسٹی جاپان اور انگلستان کے سفر کو بھی جائینگے۔ سفر جاپان کا ہنوز کوئی زمانہ قرار نہین پایا ہے لیکن یہ خبر ہے کہ انگلستان کا دورہ آیندہ سال ہوگا۔ اس طرح اُن تجربات کی تکمیل ہو جائیگی جو ہز مجسٹی کو ہندوستان مین حاصل ہوئے ہین۔

فوجی تربیت اور قواعد دانی پر ہز مجسٹی کا خیال رجوع ہوا ہے اور اُنکے کچھ آدمی ہندوستانی فوج مین باقاعدہ تربیت حاصل کرنے آئینگے۔ اس طرح افغانی افواج مین اگر فنون جنگ کی کوئی کمی ہے تو وہ یورپین طرز پر پوری ہو جائیگی۔ اور جب یہ ہمسایہ ملک سائنٹفک طریق کی فوجی قوت حاصل کرلیگا تو امید کرنی چاہیے کہ حفاظت ہند کے لیے آہنی دیوار کا کام دیگا۔ افغانون کی بسالت۔ جوانمردی اور سپہگری مشہور ہے۔ تعلیم گاہون کے ملاحظہ مین جو دلچسپی ہز مجسٹی نے ظاہر کی اور جو انتظام افغانی یونیورسٹی کا زیر نگرانی ڈاکٹر عبدالغنی خان شروع ہونیوالا ہے اُس سے یقین ہوتا ہے کہ ہز مجسٹی بہت جلد اپنی

قوم کو شایستہ اور تعلیم یافتہ بنا دینگے۔ اور یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ جو قوم قدرتی طور پر بہادر اور تعلیم یافتہ ہو وہ دنیا مین کس قدر ترقی کر سکتی ہے۔

طبی کالجون اور ہسپتالون کے ملاحظہ سے ہز مجسٹی نے خیال کیا ہوگا کہ معالجات۔ انسداد۔ اور حفظان صحت کے انتظام کس طریق پر ہونا چاہیے۔

ہز مجسٹی نے ہندوستان مین ریلوے اور موٹر کار کے ذریعے سے بہت بڑے فاصلے طے کیے ہین۔ اُن کو راستون اور ہموار گذر گاہون کی ضرور قدر ہوئی ہوگی۔ جب اندرون ملک مین وہ سڑکین بنا لینگے اور پختہ سڑکون پر موٹر کار دوڑا کرے گی تو افغانون کی وحشت بہت کچھ کم ہو جائے گی۔ سڑکون کی تعمیر سے تجارت درآمد و برآمد مین بھی بہت سہولت ہو جائیگی۔ راستون کی خرابی اور ناہمواری سے اب جو وقت قافلون کے گذرنے مین ہوتی ہے وہ مٹ جائیگی۔ کیا عجب ہے کہ ہز مجسٹی اندرون ملک موٹر ٹریمکار یا تجارتی ریلوے کی تعمیر پر رضامند ہو جائین اور اسکا یہ نتیجہ ہو کہ افغانستان اور ہندوستان کی طنابین ملجائین۔ یہ قیاس اسلیے قوی معلوم ہوتا ہے کہ ہز مجسٹی مسٹر بیڈن ماہر معدنیات کو اپنے ہمراہ لے گئے ہین جو وہان غوربند اور دوسرے مقامات مین کوئلے کی کان دریافت کرکے نکالینگے۔ کوئلے کا دستیاب ہونا یقینی ہے اور جب کوئلہ برآمد ہونے لگا تو سب کی کھپت صرف سرکاری کارخانجات کابل مین نہو سکیگی اور جو بافت ہوگی اُسکے لیے بڑے بڑے نئے مصرف لگانا پڑینگے۔

سڑکون کی تعمیر کا خیال یون ہوتا ہے کہ افغانستان کے دریاؤن کے لیے پُل بنانے کے ٹھیکے کلکتے کے برن اینڈ کو کو دیے گئے ہین۔ جلال آباد کے قریب جو آہنی پُل ہوگا اُسکے ذریعے سے کابل سے جلال آباد تک سیدھا راستہ ہو جائے گا۔

تجارت کے متعلق کلکتہ۔ بمبئی اور کراچی مین جو طلسم ہز مجسٹی نے دیکھا ہے اسکا اثر سب سے زیادہ ہوا ہے اگرچہ اب بھی ہندوستان اور افغانستان مین تبادلہ تجارت جاری ہے لیکن جسقدر آسانیان مال کے لانے اور لیجانے مین ہون گی اُسی قدر اسکو ترقی ہوگی۔ افغانستان

مین اُون - مویشی - اور میوہ جات کی خام پیداوار بڑی کثرت سے اور اب جسقدر مال آتا ہے اس سے ایک بڑی حد تک توسیع ہو سکتی ہے -

دُخانی کارخانون کو ہندوستان مین ہز مجسٹی نے جس دلچسپی سے ملاحظہ کیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ فوجی کارخانون کے علاوہ اور طرح کے دُخانی کارخانے بھی جاری ہونگے - چونکہ کوئلے کا انتظام ہو رہا ہے اسلیے یقین ہوتا ہے کہ افغانستان کی صنعت و حرفت بہت بڑھ جائے گی اور اسمین سراسر افغانستان کا فائدہ ہے -

ہز مجسٹی کو ملکی ترقیات کا ہمیشہ سے خیال ہے مگر اس سفر سے تمام ضروری ترقیات کا عملاً وجود ہوگا - ہز مجسٹی مسٹر بیڈن کے سوا اور چند کام کے آدمی بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہین - منجملہ انکے بمبئی کے مسٹر کیخسرو والے - درباش بھی ہین جو فن باغبانی کے بہت بڑے ماہر ہین اس ملک کے ہندو - مسلمان - پارسی - اور انگریزون کے لیجانے سے یہ امر صاف طور پر مستنبط ہے کہ ہز مجسٹی اس ملک سے استوار رشتہ قایم رکھنا چاہتے ہین - اور اسی ملک کے نمونے پر افغانستان کو ترقی دینا چاہتے ہین -

کاش ہز مجسٹی کے پاس کچھ اور زیادہ وقت ہوتا اور جس طرح اُنھون نے ہندوستان مین کارخانجات کی سیر کی ہے اُسی طرح اُن مقامات کی سیر کر سکتے جہان انہار کے ذریعے سے زراعت کی آبپاشی ہوتی ہے تو اُن کو یقین ہوتا کہ یہ بھی پیداوار اور دولت کا بہت بڑا ذریعہ ہے - اور وہ جس طرح ایک ماہر طبقات الارض کو ہمراہ لے گئے ہین ایک ایسے انجنیر کے خدمات بھی حاصل کرتے جو تعمیر انہار کا تجربہ کار ہو -

اگر وہ صرف دریاے سوات کی آبپاشی کا کام ملاحظہ فرماتے تو ظاہر ہوتا کہ نہرون کے اجرا سے افغانستان کس قدر سرسبز اور زرخیز ملک بن سکتا ہے -

دریاے سوات کی آبپاشی سے علاقہ یوسف زئی جو پہلے بے برگ دشت اور بیابان تھا اب سرسبز اور لہلہاتے ہوئے کھیتون کا زرخیز میدان ہو گیا ہے - ہز مجسٹی افغانستان کے

دریاے فرح - ہاروت - خش اور ہلمند سے بڑی بڑی نہرین نکال سکتے ہین - ان کے علاوہ دریاے ہلمند کے معاون سے بھی نہرین نکالی جا سکتی ہین - قوم ہزارہ جو مزدوری کے لیے ہندوستان تک آتی ہے اپنے وطن کے قریب نہر کھودنے کا کام کرنے کو موجود ملیگی - اور نہرون کے اجرا کے بعد قوم ہزارہ وہان آباد ہو کر فارغ البالی کے ساتھ کاشتکاری کا کام کرنے کو تیار ہو جائے گی - اور اگر امن و امان قایم رہے تو خراسان اور ایرانی بلوچستان کی رعایا بھی یقیناً افغانستان مین آکر آباد ہو جائے گی - جس سے سلطنت کی آبادی اور آمدنی دونون مین بڑی ترقی ہوگی -

جس طرح پنجاب مین باری - رچنا اور چج کے دوآبون مین نہرون پر کامیابی کے ساتھ نوآبادیان قایم ہو گئی ہین اسی طرح مغربی افغانستان مین بھی کہ جہان آبادی بہت کم ہے نہرین جاری ہو کر کامیابی کے ساتھ نوآبادیان قایم ہو سکتی ہین - اب بھی اگر ہز مجسٹی افغانی حکام کو پنجاب کی نوآبادیون مین بھیج کر ان کے تعجب انگیز نتایج دریافت کرائین تو مناسب ہوگا - سندھ اور بہاولپور کے علاقے سے گذرتے ہوئے ہز مجسٹی نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس طرح دریا کے پانی کو ہوشیاری اور حکمت کے ساتھ استعمال کرنے سے ریگستانی علاقے زرخیز اور آباد مقام بن سکتے ہین -

ہز مجسٹی کے اس سفر کے نتایج کا عملاً ابھی سے ظہور ہونے لگا ہے یعنی علاوہ ایک ماہر طبقات الارض اور ایک ماہر فن باغبانی کے کانپور وولن ملز (اونی پارچہ بافی) کے انجنیر مسٹر ملر حال مین کانپور سے کابل روانہ ہو گئے - مسٹر ملر وہان کم سے کم چھ مہینے رہینگے اور غالباً وہان اونی کپڑے بننے کا کارخانہ قایم کرینگے - اس کا قرارداد ہز مجسٹی کے زمانہ ورود کانپور و ملاحظہ وولن ملز مین ہوا ہوگا -

بمبئی مین ہز مجسٹی نے مسٹر فینلی سے معاہدہ کر کے اُنھین موٹر انجنیر کے عہدہ پر ملازم رکھ لیا تھا - وہ بھی کابل روانہ ہو گئے - کابل اور اُس کے نواح مین شرکین اس

قابل نہین ہین جن پر موٹر چل سکے لیکن اس سے یقین ہے کہ ہز مجسٹی بہت جلد موٹر کے قابل سڑکین بنوا لینگے تاکہ چار مہینے تک موٹر چل سکے - اس لیے کہ کابل مین بکثرت برف پڑتی ہے اور سال کے بارہ مہینے ہموار سڑکون پر بھی وہان موٹر نہین چل سکتی - سرد اور برفانی موسم مین مسٹر فینلی رخصت لیکر وطن ہو آیا کرینگے - مسٹر فینلی بڑے قابل انجینیر ہین اور موٹر کار کو بہت اچھی طرح چلاتے ہین - اور ہز مجسٹی نے خوش ہو کر بڑی تنخواہ پر ملازم رکھا ہے ایک یوروپین لیڈی مس لُشلی کو بھی جو آٹا کمنڈ کی ہین ہز مجسٹی نے اپنے محلات کی اتالیقی کے لیے نوکر رکھا ہے وہ بھی عنقریب روانہ ہوا چاہتی ہین - سب سے بڑا نتیجہ سفر ہندوستان یہ ہے کہ حال مین کابل سے خبر آئی - ہز مجسٹی جلال آباد سے کابل جاکر چند روز قیام کے بعد کابل سے ترکستان کا دورہ کرینگے اور ترکستان سے جاپان یا یورپ کی سیاحت کا قصد رکھتے ہین - اسکی تصدیق یون ہوتی ہے - کہ جب سر ہنری میکموہن نے کوئٹہ پہونچ کر بلوچستان کی چیف کمشنری کا چارج لیا تو ایڈریس خیر مقدم کے جواب مین کہا کہ ہز مجسٹی کو اس مرتبہ دوران سیاحت ہند مین کوئٹہ نہ آنے پر افسوس رہا - مگر امید ہے عنقریب کوئٹہ تشریف لاکر اہل کوئٹہ کو مشرف کرینگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد ہز مجسٹی براہ ہندوستان یورپ یا جاپان کا سفر ضرور کرینگے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کی سیر

۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۶ع کی صبح کو میجر راس کیپل پولیٹیکل افسر خیبر پشاور سے اس لیے لنڈی کوتل روانہ ہوے کہ جب ہز مجسٹی حدود سلطنت ہند کے اس مقام پر داخل ہون تو اُن کی تشریف آوری کا قطعی انتظام کرین -

۳۱ - دسمبر سنہ ۱۹۰۶ع کی صبح کو سر ہنری میکمہن بھی لنڈی کوتل روانہ ہوے کہ جب ہز مجسٹی درہ خیبر پر تشریف فرما ہون تو ہز اکسلنسی ویسرائے کی جانب سے اُن کا چارج لینے کو تیار رہین سر ہرالڈ ڈین چیف کمشنر شمالی مغربی سرحدی صوبہ اپنے صدر مقام پشاور مین خیر مقدم کہنے اور مراسم استقبال ادا کرنے کو ٹھہرے رہے -

ہز مجسٹی کی اس سیاحت مین ایک عجیب و غریب امر جو زمانہ گزشتہ کے امرا کے دورے کا مقابلہ کرنے پر بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے یہان ظاہر ہو جاتا ہے کہ جہانتک پبلک کا تعلق ہے اس سیاحت کا کوئی مفصل پروگرام نہین ہے اگرچہ پہلے اس طرح کے تخمینے شائع کیے گئے تھے اسکی کیفیت دو طرح بیان کی گئی ہے یعنی ہز مجسٹی اس امر کو پسند کرتے ہین کہ جب وہ دورے مین ہون تو اس مین وقت کی کوئی پابندی اور شرط نہ ہو اور جب وہ بیدار ہون تب بھی وقت کی کوئی قید

نہ لگائی جاے۔ دوسرے یہ کہ ہز مجسٹی سفر کرنے کے زیادہ عادی نہین ہین نہ طویل سیاحت کی کسل اور تکان کے خوگر ہین۔ وہ آرام کرنا چاہتے ہین اور گرمجوشی و سرگرمی کے ساتھ کسی نہ کسی کام مین ہر وقت منہمک رہنا پسند نہین کرتے اِس لیے پشاور کے دوران قیام مین ہر امر نہایت آرام کے ساتھ تجویز کیا گیا اور ہر موقع کے لیے کامل وقفہ قرار دیا گیا تاکہ وہ اپنے مزاج اور آسایش کو ملحوظ رکھکر انجام دیسکین مگر اخبارات کے اِس بیان کی کافی تردید ہز مجسٹی کے طرز عمل نے فرمادی کہ کس طرح ہز مجسٹی دن دن بھر کارخانون مین پھرے اور کس طرح فوج کا معائنہ کیا اور کیسی محنت اور تکلیف رات دن معلومات کی توسیع کے لیے گوارا کی جس سے ثابت ہوگیا کہ ہز مجسٹی ہر قسم کی محنت اور تکلیف کے خوگر ہین اگر وہ ایک نازک مزاج بادشاہ ہین تو اُسکے ساتھ وہ ایک سخت دل اور قوی سپاہی بھی ہین۔

مہمان خانہ

ایک ایشیائی خودمختار فرمانروا بر ٹش سرزمین پر جس مہمان خانے مین فروکش ہونیوالا تھا اُسکی آرایش اور زینت دیکھنے کے لیے سواریون کی ایک قطار لگی ہوئی تھی اور گرد و پیش بیشمار آدمیون کا ہجوم تھا۔ زیادہ تر لیڈیان تھین۔ خوش قسمتی سے جنکو پاس مل گئے تھے وہ آہنی پھاٹک کے اندر جانے پاے اور دوسرے لوگ قوی ہیکل سپاہیون کے دھکّے کھاتے پھرتے تھے بیرونی جانب سے مہمانخانہ اونچی دیوارون سے محصور تھا جس پر مشّاق بازیگر بھی نہ چڑھ سکے مگر اندر ایک نہایت آراستہ باغ اور ایوان ہے قلعہ کی طرح اندرونی جانب ایوان کے گرد ایک دیوار ہے جسکے اندر ہر شخص کا داخل ہونا ممکن نہ تھا اُس دیوار کے بعد ایک اور اعلی درجے کا سرسبز و شاداب باغ ہے جہان مہمان کھلے میدان مین چہل قدمی کر سکتے تھے۔ ایوان دو منزلہ ہے بالائی منزل نہایت سلیقے کے ساتھ آراستہ کی گئی تھی مگر نیچے کے درجے کی آرایش اُس سے کم تھی جس حصّے مین ہز مجسٹی فروکش ہوے اُس کے زینے اعلی درجے کے فرش سے سجائے گئے تھے اِس حصّے مین خالص اور اعلی یوروپین طریق کی آرایش و زیبائش تھی یہان ہر درجے کا یوروپین جنٹلمین نہایت آرام و آسایش سے اوقات بسر کر سکتا ہے۔ صبح کی

نشست کے لیے ہز مجسٹی کے واسطے نہایت عمدہ کمرے تھے ایک کمرہ نوشت و خواند۔ ایک ڈرائنگ روم ایک کھانے اور ایک سونے کا کمرہ تھا۔ جو لوگ یہ قیاس کر کے آئے تھے کہ زمین پر اعلی درجے کے بیش قیمت ایرانی قالین اور دریون کا فرش ہوگا اُنھون نے یہ دیکھا کہ قیمتی اور آرام دہ گدّے دار کرسیان اور صوفے بچھے ہوے اور ساگون کی لکڑی کے میز لگے ہوے ہین۔ ایشیائی دولتمندون کا ایسا سامان نہ تھا اِس صحن مین ہز مجسٹی کے قریبی اعزا کے لئے تین مکان سادہ مغربی طرز پر آراستہ تھے جنمین راحت اور آرام کا بہت زیادہ خیال کیا گیا تھا افغانی تہذیب کے مطابق کوئی شخص خواہ کیسا ہی عزیز قریب ہو اس مکان مین نہین رہ سکتا جسمین ہز مجسٹی فروکش ہون اِسلیے اول درجے کے امرا کے لیے جلوخانہ کے باغ مین اور درجہ دوم کے سردارون کیواسطے اِس باغ کے باہر خیمون کے کیمپ بنا دیے گئے تھے۔

ایک نامعلوم بات

داخلہ کے قبل یہ امر صاف نہ ہو سکا تھا کہ ہز مجسٹی کے ہمراہی کس تعداد۔ کس درجے اور کس قسم کے ہونگے۔ سرکاری طور پر اسقدر دریافت ہو سکا تھا کہ گیارہ سو سے کم لوگ ساتھ نہ ہونگے مگر اسکے علاوہ اُن کو اختیار تھا کہ علاوہ پرسنل اسٹاف کے جسقدر چاہین خاص ہمراہی ساتھ لائین اور پرسنل فوجی گارد مین ایک سالے سے لیکر پورے بریگیڈ کا ہونا ممکن تھا۔ زین سواری اور باربرداری کے جانور اسکے علاوہ تھے۔

انتظار

یکم جنوری ۱۹۰۷ء تک لنڈی کوتل مین تمام تیاریان مکمل ہوگئی تھین اس امر کا لوگون کو یقین تھا کہ پنجشنبہ کو ہز مجسٹی یہان آجائینگے اور گمان غالب تھا کہ صبح ہی کو تشریف لائین گے مگر داخلے کے وقت کا کسی کو صحیح علم نہ تھا۔ ہندوستان کے لوگ جو اِس امر کے جاننے کے عادی ہین کہ ریلوے ٹرینین کیسے ٹھیک وقت پر آتی جاتی ہین اُنھین یہ بات عجیب و غریب معلوم ہوگی لیکن جب اِس امر کا خیال کیا جاے کہ ہز مجسٹی کے ساتھ بہت سے سوار تھے جنکو سیکڑون میل پہاڑ

طے کرنا پڑا۔ نیز لنڈی کوتل کے مغربی جانب سلسلۂ تار برقی نہین ہے تو اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ اُن کے آنے مین کچھ گھنٹون کا فرق رہے اور دونون کا کوئی تفاوت نہو۔ اسی عرصہ مین کچھ قاصد آئے اور معلوم ہوا کہ دوپہر کو ہز مجسٹی یہان داخل ہونگے۔

یہ موقع

درۂ خیبر کے دہانہ پر افغانی جانب لنڈی کوتل کے وسیع میدان کے وسط مین ایک مربع وسیع قلعہ ہے جہان ہز مجسٹی کے میزبان کے قائم مقام فروکش تھے۔ اسی قلعہ کے مغربی دیوار سے ملحق ایک بہت بڑی خیمہ گاہ تھی جہان ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہی مقیم ہونیوالے تھے۔ کیمپ مین بیشمار سڑکین تھین اور پانچسو سے زیادہ خیمے نصب تھے۔ پہاڑ سے اسکی بہت بڑی اور عمدہ کیفیت نظر آتی تھی۔ کیمپ کے چارون جانب پہاڑ ہے اور اس منظر کا بیان کرنا آسان نہین۔ پہاڑ سے نیچے اُتر کر جب کیمپ مین آئین تو معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ہز مجسٹی کے آرام و آسائش پر متعین تھے انھون نے اس ذمہ داری کے پورا کرنے مین کیسی تگ و دو کی تھی۔ حالانکہ ہز مجسٹی یہان ایک ہی رات قیام فرمانے والے تھے مگر ایک پوری فصل تک رہنے کے لیے ہر ایک آسایش کا سامان کافی طور پر مہیا و موجود تھا غسل کے لیے سنگ مرمر کے حوض تک تیار کیے گئے تھے اِس خیال سے کہ کھانے کے انتظام مین کوئی فرق نہ آئے ہز مجسٹی کا داروغۂ مطبخ پہلے سے آگیا تھا اور اپنے کام مین ہر طرح سرگرم تھا۔

اب کس جگہ ہون گے

ہر شخص نہایت بیقراری سے یہ سوال کر رہا تھا کہ اِسوقت ہز مجسٹی کہان تک پہونچگئے ہونگے حتی کہ دس بجگئے اور کوئی افغانی نظر نہ آیا۔

ناگاہ دور فاصلے پر ایک بھورے رنگ کی لکیر سانپ کی طرح لہراتی ہوئی آگے بڑھتی نظر آئی اور جسقدر قریب ہوتی گئی حجم مین لمبی چوڑی ہوتی گئی اور جسوقت سرحدی لین پر پہونچی تو وہان سر ہنری میکمہن مع اپنے ہمراہیون کے مہمانون کے منتظر تھے جب وہ صف قریب آئی

تو معلوم ہوا کہ پیدل فوج کی ایک بٹالین ہے اور جب وہان پہونچکر ٹھہری تو سر ہنری میکمہن نے استقبال کر کے اُن سے آگے بڑھنے کو کہا اور جب سوال کیا گیا کہ آیا ہز مجسٹی تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہ اُن کا اوّل گارد ہے۔

پھر دور ایک کالم دکھائی دیا جسوقت وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی کی باربرداری کے اونٹ ہین۔ سر ہنری میکمہن نے انکا بھی استقبال کر کے آگے بڑھنے کو کہا۔

اِسکے بعد تیسرا کالم فوج دور سے دکھائی دیا اور سمجھا گیا کہ یہ ہز مجسٹی کی سواری ہے مگر وہ بھی باربرداری کے پانچسو اونٹ نکلے۔

پھر چوتھا کالم نظر آیا معلوم ہوا کہ ہاتھیون کی قطار ہے اور ہر ایک پر نہایت چمکدار ہودہ کسا ہوا تھا اب لوگون نے تصور کیا کہ ضرور ہز مجسٹی آگئے مگر دریافت ہوا کہ خیمہ و خرگاہ ہے۔ پانچوان کالم ہز مجسٹی کا خزانہ تھا اور گارد کے طور پر سوار ساتھ تھے۔

اِسکے بعد گھوڑے دکھائی دیے اور معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی کا فوجی اسپتال ہے اسمین گھوڑونکی ڈولیان تھین انکی یہ قطع تھی کہ ایک گھوڑا آگے ایک پیچھے اور درمیان مین ڈولی۔

خیال ہوا کہ کیا سارا افغانستان امڈا چلا آرہا ہے۔ اِسکے بعد جب ساتوان کالم دکھائی دیا تو ہر شخص نے یقین کیا کہ اب ضرور ہی ہز مجسٹی آگئے مگر وہ فقط باربرداری کے ٹٹوؤن کی قطار تھی۔

آخر کار ساڑھے گیارہ بجے آٹھوان کالم آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا دکھائی دیا یہ ایک رسالہ تھا اور آگے آگے ایک سوار تھا اب یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ درحقیقت اعلیحضرت ہی تھے۔ بگل بجنے لگے اور بڑی بڑی توپون سے سلامی سر ہوئی۔

۲-جنوری ۱۹۰۷ء کو ہز مجسٹی کا داخلہ لنڈی کوتل مین ویسا ہی مناسب و موزون تھا جیسا کوہستانی بادشاہ کا ہونا چاہیے۔

حضور ملک معظم کے قائم مقامون نے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ہز مجسٹی کا استقبال کیا

جس سے داخلہ کی عظمت وشان دوبالا ہوگئی تھی۔ انگلش و افغانی ملاقات اور پیشوائی اسطرح ہوئی کہ ہنوز دھوپ نے خیمہ کا کُہرا برطرف نہ کیا تھا کہ خبر آئی ہز مجسٹی ساڑھے نو بجے ہندوستان کی طرف انتہائی منزل کا سفر کرینگے جو لوگ راستے سے واقف ہین اُنھون نے اندازہ لگایا کہ ساڑھے گیارہ بجے تک ہز مجسٹی داخل ہوجائینگے اِس لیے حاضری کھاکر ٹھیک نو بجے سر ہنری میکمہن اور اُنکے پولٹیکل افسر میجر راس کیپل ان کے فوجی اسٹاف افسر گھوڑون پر سوار ہوکر تہرے پہرے کے پھاٹک سے گذرے اور مغربی جانب کابل کیطرف روانہ ہوکر خیبر کی گھاٹی مین پہونچے اکتیسوین رسالہ کا گارد ہمراہ تھا اس گھاٹی کا دہانہ بوتل کے مُنھ کی طرح تنگ ہے وہان سے وادی مین گئے جہان خشک دریا اور افغانستان وہندوستان کی سرحد واقع ہے باقی ترتیب افغانی کالمون کے آنے کی وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

آمد آمد

سلامی سر ہونے کے بعد سر ہنری میکمہن نے آگے بڑھ کر ہز مجسٹی کا استقبال کیا۔ کچھ گفتگو ہوئی اور خیبر کیطرف روانہ ہوگئے۔ پہاڑ کی چڑھائی کے بعد آخر کار ہز مجسٹی امیر نے حکومت ہند کی سرزمین پر قدم رکھا۔

جن اشخاص نے اوّل اوّل اُسوقت ہز مجسٹی کو دیکھا اُنھین معلوم ہوگیا یہ اپنے والد مرحوم ضیاء الملّت والدین امیر عبدالرحمن خان جنت آرامگاہ سے بہت زیادہ مشابہ ہین۔ ہز مجسٹی بہت صحیح وتندرست اور خوش مزاج تھے۔ جسوقت سر ہنری میکمہن نے اپنے اسٹاف افسرونکو خدمت مین پیش کیا تو بشرے سے نہایت مسرّت ٹپکتی تھی۔ ہز مجسٹی نے میجر برڈ سے نہایت محبت کے ساتھ بات کی اور امتنان کے ساتھ اُس زمانے کو یاد دلایا جب بندوق کے واقعہ سے شکار مین ہز مجسٹی کے ہاتھ کو تکلیف پہونچی تھی اور خراب نتیجے کا احتمال تھا اُسوقت میجر برڈ کلکتے سے کابل گئے تھے۔ ہز مجسٹی نے علانیہ اور صدق دل سے فرمایا کہ "مین اپنے کسی دوست کو کبھی نہین بھولتا"۔

اُسوقت میجر بروک نے بڑھ کر عرض کیا کہ۔ ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف ہند نے مجھے ہدایت کی ہے کہ مین ہندوستان مین فوج کیطرف سے ہز مجسٹی کا استقبال کرون۔

ہز مجسٹی نے جواب دیا کہ میری طرف سے کمانڈر انچیف سے کہدینا کہ مجھے اِس بات کی خوشی ہے کہ مین جو ہندوستان مین آیا ہون تو یہ سمجھتا ہون کہ اپنے ہی خواہون مین آیا ہون۔

ہز مجسٹی نے مسٹر ڈالبس کو بھی پہچان لیا جو سفارت ڈین کے ساتھ کابل گئے تھے اور ظاہر کردیا کہ ہز مجسٹی جب کسی برٹش کیصورت ایک مرتبہ بھی دیکھ لیتے ہین تو کبھی اُسے نہین بھولتے۔

اِسکے بعد میجر راس کیپل محافظ خیبر امیر کے سامنے پیش کیے گئے اور میجر موصوف نے اپنے فوجی اسٹاف افسرون یعنی کپتان ڈیوڈسن ہوسٹن۔ لفٹنٹ مسپریٹ۔ لفٹنٹ کلارک اور لفٹنٹ رک کو پیش کیا سب کو دیکھ کر امیر خوش ہوے۔

اُسوقت بہت بڑی خوشی ہوئی جب سر ہنری میکمہن نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی مرسلہ تار برقی ہز مجسٹی کیخدمت مین پیش کی۔ ہز مجسٹی نے نہایت اشتیاق کے ساتھ اُس کا لفافہ چاک کیا اور ترجمہ کے لیے اپنے سکرٹری کے حوالے کی۔ جب ہز مجسٹی شہنشاہ کا مرسلہ تار جو کہ مجوشانہ استقبال کی بابت تھا پڑھ کر سُنایا گیا تو چہرے سے بیحد مسرّت ظاہر ہوتی تھی۔ تار کا مضمون حسب ذیل ہے۔

"مابدولت کے وائسرائے اور گورنر جنرل کی ملاقات کے لیے یور مجسٹی کے آنے کی خبر سُنکر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یور مجسٹی اور مابدولت کی گورمنٹ کے درمیان کیسے دوستانہ تعلّقات ہین مجھے دوستانہ طور سے توقع ہے کہ آپ کو اپنے اِس دورے مین اپنے ملک کے افکار سے چندے مہلت اور راحت ملیگی"

اِسکے بعد ہز مجسٹی اور سر ہنری میکمہن فارسی زبان مین گفتگو کرتے رہے کبھی کبھی ہز مجسٹی انگریزی زبان بول اُٹھتے تھے۔ یہ باتین نہایت مسرّت انگیز تھین۔ اسکے بعد بعینہٖ خوشی لنڈی کوتل کی چڑھائی طے ہوئی۔

ہز مجسٹی کا لباس

قلعہ لنڈی کوتل کے زینے کے تلے جب ہز مجسٹی کیمپ مین داخل ہوے تو ستاونوین وائلڈ ریفل بلٹن کے گارڈ آف آنر کی سلامی لیتے ہوے جو ہز مجسٹی کے خیمے کے سامنے صف بستہ تھا سیدھے اپنے سراپردہ مین تشریف لے گئے۔ جسوقت ہز مجسٹی گھوڑے سے اُترے تو ہر شخص نے دیکھا کہ کیسی اعلیٰ درجے کی سپاہیانہ صورت ہے۔ خاکی رنگ کے سادے کپڑے تھے کچھ لیس وغیرہ نہین لگی تھی یہ لباس ایسا تھا جسے ہر برٹش افسر بے تکلف پہن سکتا ہے گھوڑے کا ساز یراق بہر طور مکمل تھا حتی کہ منجملہ اور سامان کے ایک واٹر پروف چادر بھی زین کے نیچے تسمے سے بندھی ہوئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز مجسٹی کے مزاج مین کیسی سپاہیانہ سادگی ہے۔ صرف ٹوپی اعلیٰ درجے کی تھی جسکی وجہ سے خاکی وردی کے سوارون مین ہز مجسٹی کی شناخت ہو سکتی تھی۔ خاص خاص آٹھ سردار یعنی سردار محمد اسمٰعیل خان افغانی سفیر۔ سردار محمد آصف خان پریوی کونسلر۔ سردار محمد یوسف خان پریوی کونسلر۔ سردار محمد سلیمان خان فوجی عرض بیگی۔ سردار علی احمد خان سول عرض بیگی۔ سردار فتح محمد خان کوتوال۔ سردار محمد رفیق خان مبصر تحریرات اور سردار ڈاکٹر غلام نبی خان طبیب دربار کابل اور انیس اوّل درجے کے سول افسر سات سکرٹری۔ پرسنل اسٹاف کے پچیس ممبر اور اسّی جوانون کا ایک دستہ باڈی گارڈ گھوڑون پر سوار ہز مجسٹی کے ہمراہ کیمپ مین داخل ہوے۔ یہ سب افسر۔ عہدہ دار۔ ملازم اور ہمراہی تعداد مین پانچسو مذکورہ بالا سوارون اور پیدل فوج سے علاوہ تھے اور سب کا شمار گیارہ سو تھا۔

خیمہ مین پہونچتے ہی ہز مجسٹی نے میجر برڈ کو طلب فرمایا اور خاص نوازش کے ساتھ اُن سے کئی منٹ تک باتین کیا کیے اِسکے بعد خاموشی کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ یوروپین جماعت قلعہ مین فراہم ہوئی۔

اِسکے بعد سر ہنری میکمہن باضابطہ ملاقات کے لیے ہز مجسٹی کے حضور مین حاضر ہوے اور وائسرائے کی جانب سے ایک چھٹی پیش کی جسمین ہز اکسلنسی کی جانب سے بذات خاص استقبال کیا گیا تھا

اِسکے بعد سر ہنری میکمہن نے ہز مجسٹی کو کیمپ کی سیر کرائی اور بے تار کے ٹیلیگراف کی کارروائی دکھائی جس سے ہز مجسٹی نے بیحد دلچسپی ظاہر کی۔ شام کا وقت خاموشی سے گذرا اور دن کے بہت بڑے سفر کے بعد دوسرے روز پھر سفر کرنیکے خیال سے ہز مجسٹی سویرے استراحت کرنے تشریف لے گئے۔

پیشاور

۳- جنوری کو ہز مجسٹی لنڈی کوتل سے براہ خیبر گھاٹی پیشاور مین داخل ہوے۔ لنڈی کوتل (جہان امیر شب باش ہوے تھے) پہاڑون اور میدان کے درمیان ہے۔ لیکن آج کی تاریخ مین یہ خشک اور بلند منظر پیچھے چھوٹ گئے اور اب پیشاور سے بنارس تک ہندوستانی اجناس غلّہ کے ہرے بھرے لہلہاتے ہوے کھیت ہز مجسٹی کے پیش نظر ہین۔ امیر نے جیسا عمدہ سفر خیبر گھاٹی مین کیا ہے اِسطرح ہزارون میل کا وہ سفر نہ ہوگا جسے وہ آئندہ دو مہینے تک اختیار کرینگے ہر ایک تاریخی امر اُن کے پیش نظر تھا اور ہر پہاڑی چوٹی اور دریا مین بھی یہی امر ظاہر ہوتا تھا اُن کے گھوڑون کے سمون کے تلے وہ رستہ تھا جس پر ہمیشہ فاتح لشکر آیا گیا ہے خیبر کے اندرونی دروازہ سے سلطنت ہندوستان کے بیرونی پھاٹک تک بیس میل کی جو پہاڑی دیوارین ہین اُنکو ہز مجسٹی تشویشناک نظر سے دیکھتے تھے اور اس راستے مین بہت کم کسی سے بات کی۔ اُن کے سوالات سے مترشح تھا کہ وہ فکر اور تردد مین ہین۔ فی الحقیقت یہ عجیب بات ہوگی کہ اگر اوّل مرتبہ کوئی مسافر یا سیاح خیبر سے گذرے اور اُسکی حالت تشویشناک نہ ہو جاے مگر ہز مجسٹی کی عمیق نظر پر اس گھاٹی نے کوئی خاص اثر ڈالا یا نہین یہ امر غور طلب رہگیا۔ اِس گھاٹی کے نشیبی جانب ہزارون بکریان چرتی ہوئی دکھائی دیتی تھین۔ بیشک اِس گھاٹی کی نسبت یہی کہہ سکتے ہین کہ دراصل یہ جنگی کامون کے لیے ہے۔ پہاڑی سلسلون پر جابجا آفریدیون کی آبادیان ہین۔ وہی کچھ کھیتی باری کرتے ہین۔ جابجا پختہ سڑکین پگڈنڈی کیصورت کی ہین بعض مقامات ایسے بھی ہین جہان رسالے کا پورا بریگیڈ قواعد کر سکتا ہے لیکن کسی جگہ گھاٹی سیدھی نہین ہے اور ہز مجسٹی ایک میل سے آگے

کچھ نہین دیکھ سکتے تھے ہر طرف دیوارون کی طرح پہاڑ ہین اور یہ بیس میل ہز مجسٹی نے اسی طرح طے کئے۔

اس گھاٹی مین روشنی بھی آتی ہے اور اسے اندھیری گھاٹی نہین کہہ سکتے۔ علی مسجد سے جمرود تک ہز مجسٹی کی نظر کی اور ہی کیفیت تھی یعنی اس مقام پر مثلث صورت کا ایک میدان اور ایک دشوار گذار دریا ہے اسی مقام سے بلندی کو ایک سڑک گئی ہے اور اونچے اونچے پہاڑون پر ہوتی ہوئی گذری ہے۔

جمرود مین خیبر کی گھاٹی تمام ہوگئی ہے اور اینٹون کی دیوار کی طرح پہاڑ ہین۔ جمرود سے پیشاور تک کھلا ہوا دس میل کا میدان ہے۔ بہرکیف ہز مجسٹی نے تو خیبر کو اس صورت کا پایا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ہز مجسٹی خیبر کو کس شکل کے نظر آئے۔

روانگی

لنڈی کوتل مین لوگ آفتاب طلوع ہونے کے قبل اپنے پلنگون سے اٹھ بیٹھے۔ پانچ بجے صبحکو ہز مجسٹی کی پیدل پلٹن روانہ ہوئی۔ چھ بجے رسالہ اور نو بجے خود ہز مجسٹی عازم ہوے۔ یہ سلسلہ کئی میل تک تھا جو لوگ پہاڑون اور اوپر کے قلعون سے دیکھ رہے تھے سمجھتے ہونگے کہ تمام افغانستان نے ہندوستان پر چڑھائی کی ہے۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ اور سپاہیونکی بہت لمبی قطار تھی۔ گرد وغبار اُٹھنے سے اُن کی تعداد سیکڑون درجہ زیادہ معلوم ہوتی تھی اور سپاہیانہ انداز سے اُن کے قدم پڑتے تھے تو دونون طرف وادیون مین اُن کی صداے بازگشت پہونچتی تھی۔

ریلوے کا پہلا نظارہ

دوپہر کے بعد بہت جلد ہز مجسٹی جمرود مین داخل ہوے جہان ریلوے کا اوّل سرا دکھائی دیا جو برٹش تہذیب کا ایک نمونہ ہے۔ خیال کیا گیا تھا کہ ہز مجسٹی کے تمام ہمراہی اسی راستے سے گذرینگے۔ میجر وی مرے آر۔ ای کو شمالی مغربی سلسلہ ریلوے پر افغانی مہمانون کے لیجانیکا تمام انتظام سپرد تھا انھون نے چار اسپشل ٹرینین تیار کر رکھی تھین یعنی ایک ٹرین تو ہز مجسٹی اور

اُن کے ہمراہیون کے لیے اور دوسری ٹرین اُن کے افسرون اور ساتھیون کے لیے۔ تیسری سپاہیون کے واسطے اور چوتھی لشکری اور شاگرد پیشہ کے لیے مگر ہز مجسٹی نے یہ بات پسند کی کہ رسالے و بار برداری کا تمام سامان گاڑی کے راستے جاے پس ریلوے پر سفر کرنے والون کے لیے صرف دو ہی ٹرینین کافی تھین اگرچہ تمام عمر ہز مجسٹی کو ریلوے کے ذریعے سے سفر کرنے کا اتفاق نہین ہوا مگر اوّل اوّل کے اس اتفاق مین انھین کسی طرح کا اضطراب و اضطرار نہین ہوا۔ ٹرین جسوقت روانہ ہونیوالی تھی اُسکے حساب سے آدھا گھنٹہ زیادہ ہوگیا اس خیال سے ٹرین جلد روانہ کی گئی کہ چالیس منٹ کی دیر مین بیس ہی منٹ رہجائین مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہز مجسٹی پر اس نئی بات کا کوئی اچھا اور بہت زیادہ اثر نہین ہوا جب پیشاور مین اُترے تو اسوقت البتہ ہز مجسٹی کا دوران سر بڑھ گیا تھا مگر اپنی جبلّی قوّت کے لحاظ سے انھون نے اسکی کوئی پروا نہین کی اور اپنے داخلے کے تمام مراسم مین شریک ہوے اسکے بعد قیامگاہ کو تشریف لے گئے۔

اسٹیشن پر نزول اجلال

پیشاور مین تمام پلیٹ فارم پر سرخ فرش بچھا ہوا تھا اور تمام سرحدی افسر پوری پوری زرق برق وردیان پہنے ہوے خیر مقدم کے لیے موجود تھے۔ ابھی تک ٹرین بالکل ٹھہرنے بھی نہ پائی تھی کہ امیر کے پرنسپل اسٹاف افسر کود کود کے ٹرین سے باہر آگئے۔ یہ لوگ اشارے کے ساتھ ہز مجسٹی کے تمام امور انجام دیتے تھے اسٹاف افسرون مین جو اہل فوج تھے وہ سیاہ وردیان پہنے ہوے تھے جسمین سنہری لیس ٹکی تھی اور شانون پر ایپلیٹ لگے ہوے تھے۔ سول افسر فراک کوٹ پہنے اور سفید کالر لگائے ہوے تھے ان کی صورت اور گول ٹوپی کے سوا ان مین اور یورپینون مین کوئی تفاوت نہ تھا اسکے بعد سر ہنری مکمہن مع اپنے اسٹاف افسرون کے متانت کے ساتھ ٹرین سے اُترے ان کے ساتھی افسرون کی وردی پر سنہری لیس لگی ہوئی تھی اور کاکیٹ ہیٹ ٹوپیان پہنے ہوے تھے۔ سر ہنری مکمہن نے ہز مجسٹی کو ٹرین سے اُتارا اور سر ہیرالڈین چیف کمشنر شمالی مغربی سرحدی صوبہ سے ہز مجسٹی کا تعارف کرایا انھون نے ہز مجسٹی سے مصافحہ کیا اور پشتو زبان

مین کہا کہ مین اپنے صوبہ کے دارالصدر مین یور مجسٹی کا خیر مقدم کرتا ہون۔ جواباً ہز مجسٹی نے فرمایا کہ پیشاور اور اپنے دوستون مین آنے سے مین بہت خوش ہوا۔

اِسکے بعد چیف کمشنر کے اسٹاف افسر ہز مجسٹی کے روبرو پیش کیے گئے سب نے ہز مجسٹی سے ہاتھ ملایا اگرچہ ہز مجسٹی دوران سر کے باعث پریشان تھے مگر گارد آف آنر کو ملاحظہ فرماکر سر آئیڈورڈ ڈیبرو سے فرمایا کہ مین بہت خوش ہوا کہ میرے اظہار اعزاز کے لیے اِس مقام پر ایسے عمدہ سپاہی صف بستہ ہین اسی اثنا مین توپون سے سلامی سر ہوئی اور جب آخری شلک فیر ہو چکی تو یہ گروہ اسٹیشن سے گاڑیون پر سوار ہوا۔ بارہ جلوسی گاڑیان تھین اور فوج ہز مجسٹی کا گارد اور فوج پیشاور کا گارد ہمراہ رکاب تھا راستے پر دونون طرف بکثرت تماشائی صف بستہ تھے۔ جب امیر فرودگاہ مین داخل ہوے تو اُسکے تھوڑی دیر بعد مسٹر گرنیٹ سکرٹری گورمنٹ گاڑی پر سوار ہوکر ہز مجسٹی کی مزاج پرسی کو آئے اور چیف کمشنر کی طرف سے بہت بڑا اظہار خیر مقدم کیا اور ضیافت کا اکیس ۲۱ ہزار روپیہ پیش کیا۔ سرخ وردیان پہنے ہوے گیارہ ملازم چاندی کی کشتیون مین زر نذر کو گیارہ ریشمی تھیلیون مین لائے اور امیر کے قدمون کے قریب رکھدیا امیر نے نہایت مہربانی سے نذر کو قبول فرمایا اور ہز مجسٹی کے آدمی اُسے اُٹھالے گئے۔

اِسکے بعد لفٹنٹ جنرل کمانیر فوج ڈویزن پیشاور ہز مجسٹی کی رسمی ملاقات کے لیے گئے تب ہز مجسٹی کو استراحت فرمانے کے لیے مہلت ملی۔ اُن کے استقلال اور ضبط طبیعت کی تعریف کرنی چاہیے کہ باوجود دوران سر سے لڑکھڑانے کے گرمجوشی کے ساتھ تمام مراسم انجام دیے۔

جسوقت مسٹر گرنیٹ مہمانسرا مین ہز مجسٹی کیخدمت مین باریاب ہوے تھے تو کہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ یور مجسٹی نے آرام کے ساتھ سفر طے فرمایا۔

ہز مجسٹی نے جواباً فرمایا کہ یہ سفر آسان نہ تھا بلکہ بہت مشکل تھا۔ خدا کی مشیت یہی ہے کہ ہمارے اور تمھارے ملک کے درمیان رستے مین ہر طرح کی دقتین اور مشکلات ہون لیکن جسقدر انسان کے امکان مین ہے اُس قدر اِس رستہ کو طے کرنے کی غرض سے میرے لیے کوشش کیگئی۔

بہر حال ہز مجسٹی نے اپنے میزبان کے قائم مقامون کو ایسا ہی سچا اور سادہ جواب دیا۔ ہز مجسٹی کی

کتابخانہ مجلس شورای ملی

خلق و مروت مین ذرا بھی کمی نہین ہے بے انتہا مہربانی فرماتے ہین اور مشرقی قاعدے کے خلاف اُن کی گفتگو مین کوئی حاشیہ نہین ہوتا۔

مسٹر گرنیٹ نے عرض کی کہ اِس مہمانسرا مین یور مجسٹی بآرام تشریف رکھین گے کوئی زحمت و تکلیف نہ ہوگی اگر شاہی آرام و آسائش کی کسی شے مین کمی ہو جسکے یور مجسٹی عادی ہین تو مجھے امید ہے کہ یور مجسٹی اِس امر کو فراموش نہ کرینگے کہ پیشاور سرحد ہندوستان کی ایک بیرونی چوکی ہے اور دور سرحد پر ایک گوشے مین واقع ہے اور یور مجسٹی اِس بات کو یقین فرمائینگے کہ کل ذرائع سے جسقدر سامان ممکن ہوا ہے وہ سب ہم نے مہیا کردیا ہے۔

ہز مجسٹی نے ہنسکر جواب دیا کہ مین بہت رضامند اور خوش ہون۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورۂ بالا گفتگو فارسی زبان مین شروع ہوئی وسط مین پشتو ہوگئی اور انگریزی پر خاتمہ ہوا۔

مسٹر گرنیٹ نے اِس طرز گفتگو کی جو تعریف کی تو ہز مجسٹی نے فرمایا کہ نہین دراصل مین اچھی طرح انگریزی نہین بول سکتا۔ مجھے اِس زبان کی مہارت نہین ہے۔ جب سے سر لویس ڈین کابل سے چلے آئے ہین اُس زمانہ سے میرے برقی انجنیر کے سوا کوئی ایسا شخص نہین ہے جس سے مین انگریزی مین گفتگو کرتا رہون اور انگریزی کتابین پڑھنے کی مجھے فرصت نہین ہے۔

ہز مجسٹی نے اکثر اعلی افسرون سے جو پیشاور مین تھے اِسی متانت سے بے تکلفانہ گفتگو کی اور ہر مرتبہ سب کا یہی خیال ہوا کہ وہ نہایت خلیق۔ زود فہم اور عقیل ہین۔ اِس طرح کی باتون کے لکھنے کا کوئی موقع نہین تھا مگر چونکہ سرکاری مراسم سے زیادہ دلاویز ہین اِسلیے درج کی گئین جسکو اُن سے ملنے یا کچھ دیر بھی گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا اُسے اعتراف کرنا پڑا کہ ہز مجسٹی مین خودداری اور سادگی دونون ہین۔

جامع مسجد کی تیاری

۴۔ جنوری کو چونکہ یوم الجمعہ تھا اِس لیے ہز مجسٹی جلوس کے ساتھ جامع مسجد مین نماز پڑھنے

کے لیے تشریف لے گئے اہل پیشاور اُس روز مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور ہر قوم کے لوگون نے معمولی کاروبار اور دُکانین بند کردی تھین سڑکون پر راستہ بند تھا اور ہر طرف سے لوگ جوق جوق۔ گروہ گروہ جامع مسجد کیطرف جارہے تھے۔ پچاس ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھا اور صرف پانچسو پولیسمین یعنی فی پانچسو ایک سپاہی تعینات تھا لیکن کسی طرح کی بدنظمی نہ ہونے پائی یہ آسان کام نہ تھا۔ خود پیشاوری پٹھانون کا قول ہے کہ ہم بھیڑیے کی نسل سے ہین اسلیے وہ پولیسمین کے ڈنڈے سے بالکل نہین ڈرتے نہ پولیس کے ذریعے سے اُن پر حکومت ہو سکتی۔ لیکن یہ بڑی خیریت ہے کہ پیشاوریون مین باہم اتفاق نہین ہے اور پولیسمینون مین اتفاق ہے پس ان غیر مسلح پولیسمینون نے فوجی امداد کے بغیر ان پچاس ہزار آدمیون کے مجمع مین راستہ پیدا کیا۔ ہر طرف اس طرح کی خاموشی تھی کہ اگر چاہتے تو ہز مجسٹی تن تنہا۔ پاپیادہ اور خرامان خرامان جا سکتے تھے مگر اسکے عوض انھون نے جلوس ہی کے ساتھ مسجد تک جانا پسند کیا۔ سڑک پر پون میل تک فوج صف بستہ تھی۔ بندوق۔ سنگینین۔ برچھی کی نوکین اور ننگی تلوارین چمک رہی تھین۔ برابر سلامی ہو رہی تھی۔ عمدہ عمدہ بینڈ۔ ترم۔ دہل اور پایپ نہایت دلکش انداز سے بج رہے تھے۔

اس تمام چہل پہل اور دھوم دھام مین شہر پیشاور بہت اچھا معلوم ہوتا تھا اگرچہ جب وہ آراستہ نہین کیا جاتا تھا تو سادہ حالت مین بھی اچھا معلوم ہوتا ہے مگر یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ صرف آراستہ تھا اس لیے کہ معمولی طور پر رسیون اور بانس کی کھپاچون پر جو رنگین چھیچھڑے لٹکائے جاتے ہین اُن کے عوض زردوزی کام کے کپڑے۔ کمخواب کے تھان۔ ریشمی پارچے۔ ایران۔ بخارا۔ کشمیر۔ ترکستان اور عرب کے نفیس اور بیش قیمت رنگ برنگ کے قالین نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اور قرینے سے دروازون۔ کھڑکیون۔ بالاخانون اور دُکانون کے سامنے آویزان تھے۔ پیشاور مین بجید دلچسپی تھی اس لیے کہ بغداد سے لیکر لہاسہ تک کے تمام مشرقی قومون کے نمونے موجود تھے اور گمان ہوتا تھا کہ جیسے مختلف رنگ۔ نسل اور قوم کے لوگ اسوقت یہان موجود ہین ویسے کہین جمع نہ ہونگے۔ سڑکون اور مکانات کی چھتون پر اور ہر ایک ایسی جگہ جہان کچھ بھی کھڑے ہونے کی جگہ تھی ہز مجسٹی کے دیکھنے کے لیے لوگ

گرے پڑتے تھے۔ اِس کشمکش مین جب ہز مجسٹی گاڑی پر سوار راستے سے گذر رہے تھے تو گاڑی کے چارون طرف سرخ وردیان پہنے ہوے سوار تھے اُسوقت خیر مقدم کا غل ہوا۔ بڈھون نے دعا دی جوانون نے سلام کیا۔ مولویون نے عربی کے آیات اور اشعار پڑھے اور گداگرون نے اپنے مطلب کے فقرے کہے غرضکہ ہر کس و ناکس کے زبان سے کسی نہ کسی طرح کی بات نکلی اور امیر نہایت متانت اور خاموشی کے ساتھ سب سُنا کیے اور مسجد تک سب کا سلام لیتے ہوئے گئے۔ پس اسطرح افغانستان کا مسلمان تاجدار مسجد مین نماز جمعہ ادا کرنے گیا۔

سرکاری دعوت

۴ جنوری کو سرہارالڈ ڈین نے گورنمنٹ ہاوس مین ہز مجسٹی کے اعزاز مین سرکاری دعوت کی۔ مقررہ وقت یعنی آٹھ بجکے ۱۵ منٹ پر ہز مجسٹی مع اپنے افسران اسٹاف کے تشریف لاے۔ سرہارالڈ ڈین ہال کے دروازے پر اپنے گرامی قدر مہمان کا استقبال کر کے ڈرائنگ روم مین لے گئے۔ جہان سب مہمان جمع تھے اُسوقت میر حاجب نے باواز بلند سب سے کہا کہ جنٹلمین۔ ہز مجسٹی امیر افغانستان تشریف لاتے ہین۔ اِس صدا پر تمام حاضرین جلسہ نے سر تسلیم خم کیا۔ سرہارالڈ ڈین اور مہمانون کی طرح پوری وردی مین تھے اور فوراً ہز مجسٹی کو کھانے کی میز پر لے گئے۔ مسٹر گرمنیٹ سکرٹری گورنمنٹ نے ایک خاص سردار کی معیت کی۔ بعض لیڈیان جنکو اجازت دیگئی تھی انگریزی مین پردے کے اندر سے نظارہ کر رہی تھین یورپین طریقے کی دعوت تھی اور امیر نے مغربی طریقے سے خاصہ تناول فرمایا۔ اِس اثنا مین سرہارالڈ ڈین اور سرہنری مکمہین سے باتین کرتے گئے۔ ہز مجسٹی کے مزاج مین مذاق ہے انگلش زبان مین سب سے یہ کہکر کہ مین مذاق پسند ہون پشتو زبان مین مذاقیہ گفتگو کرتے رہے۔

خاصہ کے بعد جب شیرینی اور میوہ جات حاضر کیے گئے تو سرہارالڈ ڈین نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین ہز مجسٹی شاہ افغانستان کا جام تندرستی تجویز کرتا ہون۔ بینڈ نے دعائیہ گت بجائی۔ سرہارالڈ ڈین نے پشتو زبان مین جو کچھ کہا اُسکا ترجمہ یہ ہے۔

"اِسوقت مجھے یہ خوشگوار فخر حاصل ہے کہ مین آپ حضرات کے سامنے ہز مجسٹی

شاہ افغانستان کا جام تندرستی تجویز کرون اور بحیثیت اِس صوبہ کے قائم مقام
والیسرائے کے مین کہہ سکتا ہون کہ ہم اپنے درمیان ہز مجسٹی کا خیر مقدم کرتے ہین
ہم اِس امر سے بہت خوش ہوے کہ ہز مجسٹی یہان تشریف لائے۔ میری یہ دلی
خواہش ہے کہ ہز مجسٹی نہایت خوشی وخرمی کے ساتھ ہندوستان کا دورہ کرین"
نہایت اعزاز کے ساتھ جام مذکور نوش کیا گیا اِسکے جواب مین ہز مجسٹی امیر نے کھڑے ہوکر فارسی
مین جو ارشاد فرمایا اُسکا ترجمہ یہ ہے۔

"سر ہبرالڈ ڈین۔ اِس مہربانی آمیز خیالات کے لیے مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون اور
حضرات مین آپ سب صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرا جام تندرستی
نوش کیا افسوس ہے کہ مین انگریزی مین آپ کو مخاطب نہین کرسکتا مگر مجھے امید
ہے کہ مین فارسی مین جو کہہ رہا ہون اُسے آپ سمجھ جائینگے کہ مین اِس بات سے بہت
خوش ہوا کہ ہندوستان مین اپنے دوست والیسرائے کی دعوت قبول کرسکا اور
یہان آیا۔ مین ہندوستان مین خود کو اپنے دوستون کے درمیان سمجھتا ہون۔ اِس
وسیع ملک سے مجھے بہت بڑی دلاویزی ہے اور بخوشی خیال کرتا ہون کہ مین نے ملکی
امور سے جو کچھ فرصت لی ہے تو مین اِس سفر مین جو پیشاور سے اِس خوش اسلوبی کے
ساتھ شروع ہوا ہے مسرور ومحظوظ ہونگا"

ہز مجسٹی کے اِن مہربانی آمود خیالات پر تعریف کا بہت بڑا نعرہ بلند ہوا اور ہز مجسٹی امیر بیٹھ گئے۔
سر ہنری مکمہن نے اُن لوگون کے لیے جو فارسی نہین سمجھ سکتے تھے تقریر کا انگریزی مین ترجمہ کیا۔
اِسکے بعد ہز مجسٹی نے جنرل ولکاکس کیطرف دیکھ کر کہا۔

"سب نے یہ بات سُن لی اور سمجھ لی کہ مین انگریزی بول سکتا ہون مگر کماینبغی اپنا مافی الضمیر
نہین ظاہر کرسکتا"

یہ جملے انگریزی مین ادا کیے گئے اُسوقت تعریف کا ایک اور نعرہ بلند کیا گیا اِسکے بعد سب لوگ

ڈرائنگ روم مین گئے۔ چرٹ اور سگرٹ کا دور شروع ہوا اور ہر طرف گرمجوشی کے ساتھ گفتگو ہونے لگی۔
امیر اور اُن کے سردارون نے یوروپین افسرون سے پشتو۔ فارسی اور انگریزی مین باتین کین ہز مجسٹی
کو اس صحبت سے ایسی دلچسپی تھی کہ آدھی رات تک تشریف فرما رہے۔

اِس دعوت کی ایک دلچسپ صورت یہ تھی کہ گھاگھرا پلٹن کی ہر ایک کمپنی کا پائپر اپنی پلٹن کا
نشان لیے ہوے کرسی کے عقب مین کھڑا ہوا پائپ بجا رہا تھا۔

اِس کے بعد سر ایڈورڈ بیرو نے امیر سے عرض کی کہ مجھے امید ہے یہ بیگ پائپ یور مجسٹی
کو ناگوار نہ ہوگا۔

ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ کابل مین بھی پائپر ہین مگر مذاقاً کہا کہ "مین اُنھین اپنی کرسی کے قریب
کھڑا ہونے نہین دیتا"

ہز ایکسلنسی والیسرائے نے ۳ جنوری کو ہز مجسٹی کے نام ذیل کی عبارت مین تار روانہ کیا۔

"یہ خبر سُنکر کہ یور مجسٹی نے سرحد کو عبور کرلیا مین بہت خوش ہوا۔ مین تہ دل سے
ہندوستان مین یور مجسٹی کا خیر مقدم کرتا ہون" (دستخط منٹو)

ہز مجسٹی نے ۴ جنوری کو جمرود سے مندرجہ ذیل تار والیسرائے کے نام روانہ کیا۔

"مین بحفاظت تمام نامور برٹش سرحد سے گذر کر آپ کے ملک مین داخل ہوا۔
سرحدی افسرون نے نہایت عمدہ طریقے سے اپنے کام انجام دیے یور ایکسلنسی نے مجھے جو
مبارکباد دی ہے اُسکا مین شکر ادا کرتا ہون" (دستخط سراج الملت والدین)

۵ جنوری کو ہز مجسٹی نے صبح کیوقت مسلمانون کے مختلف ڈیپوٹیشنون سے ملاقات کی اور شام
کو گاڑی پر سوار ہوکر کمپو کی سیر کی۔ ڈیپوٹیشنون مین انجمن حمایت اسلام لاہور کا ڈیپوٹیشن خاص تھا۔ اِسکا
ایڈریس فارسی مین تھا اور ہز مجسٹی امیر کی مدح وثنا مین اعلیٰ درجے کی عبارت آرائی کی گئی تھی اور ہز مجسٹی کو
شاہ اسلام کے لفظ سے مخاطب کیا تھا۔

پیشاور کا کمپو صرف وسیع ہی نہین ہے بلکہ تمام ہندوستان مین اعلیٰ درجہ کا ہے اِس مین چوڑی چوڑی

سڑکین ہین دونون طرف کنارے کنارے درخت ہین اور اسکے بعد پرایویٹ باغات ہین اس سیر سے امیر کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک بہت بڑے فوجی صدر مقام مین انگریز کس طرح رہتے ہین۔

صبحکو ہز مجسٹی امیر نے پیشاور شہر کو اسی طرح دیکھا اور پیشاور کے کیمپو نے ہز مجسٹی امیر کو اسوقت بہت قریب سے دیکھا جب ہز مجسٹی گاڑی پر سوار ہوکر پولو دیکھنے تشریف لے گئے تھے ہندوستان مین چاہے کسی مقام پر پولو کے کھیل کی ابتدا ہوئی ہو مگر یہ کھیل یہان افغانستان سے نہین آیا۔ ہز مجسٹی کی عملداری مین کسی کمپو نے یہ کھیل کبھی نہین دیکھا ہز مجسٹی نے جو بازی دیکھی وہ معمولی تھی۔ مختلف کھیلنے والے تھے مگر اُس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ شہسواری کو کس حد تک ترقی دی جاسکتی ہے خود ہز مجسٹی امیر نے کبھی پولو نہین دیکھا تھا وہ ایک شامیانے کے تلے بیٹھے ہوے ٹٹوؤن کو خیز اخیز دوڑتے ہوے دیکھتے رہے اُسوقت ہز مجسٹی کے چہرے سے مسرت مترشح تھی بہت لوگ ہز مجسٹی کے گرد جمع تھے خصوصًا سر الڈوین سر ہنری میکمہن۔ جنرل بیرو وغیرہ اگرچہ ہز مجسٹی پولو کے اصول سے بخوبی واقف نہ تھے مگر اکثر مرتبہ خوشی کے نعرے بلند کئے۔ خاص خاص افسرون سے گفتگو کرنے کے بعد ہز مجسٹی۔ انگلی لیڈیون خصوصًا لیڈی ڈین اور مسز گرینٹ سے مہربانی کے ساتھ باتین کین اُسوقت ہز مجسٹی کے سردار اِدھر اُدھر پھر رہے تھے اور جو شخص پشتو یا فارسی بول سکتا تھا اُس سے خوش خوش باتین کر رہے تھے اس خوشگوار برتاو سے تہذیب اور ضابطے کے سخت قاعدون مین کچھ کمی ہوئی اور بے تکلفانہ آزادی سے باتین ہونے لگین۔

جسوقت امیر سر الڈورڈ بیرو سے گرمجوشی کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اُن کی نظر غروب ہوتے ہوے آفتاب پر جا پڑی اُسوقت ہز مجسٹی نے یکا یک سلسلہ کلام قطع کیا اور تردد کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے سب لوگ متحیر ہوگئے کہ ہز مجسٹی کو کیا بات ناگوار ہوئی جس سے یہ تشویش عارض ہوگئی معلوم ہوا کہ کھیل کی مصروفیت مین نماز عصر کا وقت تنگ ہوگیا تھا۔ آخر ہز مجسٹی اپنے سردارون کے ساتھ ایک خیمے مین گئے اور ہزارون یوروپیون اور تماشائیون کے سامنے قبلہ رُخ کھڑے ہوکر نماز ادا کی جسوقت نماز ختم ہوئی آفتاب کا فقط ایک کنارہ دکھائی دیتا تھا شیبی ملک کی نسبت اس حصہ مین شفق دیر تک رہتی ہے وہان سے اُٹھکر ہز مجسٹی ریفرشمنٹ کے شامیانے مین آئے یہان ایک

اور یہی کیفیت تھی شامیانے کے باہر گارڈن ہائیلنڈر اور بلیک واچ پلٹنون کے مشہور پائپرون نے نہایت عمدہ انتظام کے ساتھ اسکاٹ لینڈ کا فوجی باجا بجایا ہز مجسٹی اعلیٰ خوش اسلوبی سے باجا بجاتے دیکھا کیے نغمہ سرائی نے ہز مجسٹی کو ایسا محو کر دیا تھا کہ جب تعریف کا نعرہ بلند ہوا تو ہز مجسٹی نے سب سے زیادہ نعرہ بلند کیا۔

بعد اسکے اسکاٹ لینڈ کا تلوارون کا ناچ ہوا یہ ناچ بھی بہت عمدہ تھا اور ہز مجسٹی نے اس کی تعریف کی۔

ہز مجسٹی جب گاڑی پر سوار ہوکر کیمپو کی سیر کے لیے جا رہے تھے تو ایک جگہ یکایک اپنی گاڑی روک کر دریافت کیا کہ یہ کونسا مقام ہے سر ہنری میکمہن نے مڑکر دیکھا اور کہا کہ یہ بلیک واچ پلٹن کی لین ہے ہز مجسٹی نے دریافت کیا کہ مین اسکے اندر جاسکتا ہون۔ سر ہنری نے کہا کہ "بے تکلف" مگر وہان نہ تو کوئی تیاری کی گئی ہے نہ استقبال کرنے کے لیے کوئی شخص ہے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ "نہ مین تیاری چاہتا ہون نہ اسکا خواہان ہون کہ کوئی شخص میرا استقبال کرے بلکہ مین اس مقام کو اُسکی دائمی معمولی حالت اور صورت پر دیکھنا چاہتا ہون" یہ کہکر سب گاڑی پر سے اُتر پڑے۔ اتنے مین بلیک واچ پلٹن کا اجیٹن آگیا اور اُس نے اس جماعت کو تمام لین کی سیر کرائی ہز مجسٹی نے عام طور سے تمام لین کا ملاحظہ فرمایا۔ لوگون کے رہنے کے مکانات۔ باورچی خانہ کینٹین۔ ورزش خانہ اور مسکوٹون کو دیکھا اِسکے بعد ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین اس پلٹن کے ایک گورے کو تمام اسلحہ اور سامان کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہون اسپر فورًا ایک گورا مع تمام وردی اور سامان کے پیش کیا گیا ہز مجسٹی نے اُسکی ہر شے کو بغور دیکھا اور بہت کچھ اپنی واقفیت ظاہر کی۔ یکایک آفتاب غروب ہونے لگا تو ہز مجسٹی نے آواز دی کہ "یہان اگر کوئی مسلمان ہو تو آکر شاہ افغانستان کے ساتھ نماز پڑھے" نماز کے بعد ہز مجسٹی نے ایک گورے کو کھیل ہاکی کی لکڑی لیے جاتے ہوے دیکھکر دریافت کیا کہ اِسکے ہاتھ مین کیا چیز ہے جواب دیا گیا کہ یہ ہاکی کھیلنے کی لکڑی ہے پھر پوچھا کہ یہ کھیل کیونکر ہوتا ہے اُسوقت اچھی طرح سمجھانے کے لیے ایک گیند منگوایا گیا اور جب گیند آیا تو ہز مجسٹی نے کہا کہ "لکڑی لاؤ مین تو آزمائش کرون" یہ کہکر لکڑی سے گیند پھینکا اُسوقت سارجنٹ کی خوش حال ہوی دکھائی دی

ہز مجسٹی نے پوچھا کہ یہ کون ہے بیان کیا گیا کہ سارجنٹ کی بیوی ہے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ "کیا مین اُس سے کچھ باتین کر سکتا ہون" اُسوقت وہ ہز مجسٹی کیخدمت مین حاضر کی گئی۔ ہز مجسٹی نے اُس سے نہایت مہربانی کے ساتھ باتین کین اور اُس نے نہایت عمدگی کے ساتھ جواب دیا۔

۱۰ جنوری کی صبحکو حاضری تناول فرمانے کے بعد فوراً ہز مجسٹی آگرے کو روانہ ہوے اثناے راہ مین ہز مجسٹی فقط ایک وزسر ہند مین قیام کرینگے۔ ہز مجسٹی کے اکثر ہمراہی اور سامان پہلے سے آگرے روانہ ہوگئے ہز مجسٹی کا رسالہ اور گھوڑے اور سامان باربرداری ٹرین پر روانہ ہوا۔ گمان تھا کہ افغانی گھوڑے ریل پر سوار نہ ہون گے مگر بہ آسانی سوار ہوگئے چونکہ بہت سے گھوڑے تھے اس لیے گھوڑون کی خاص گاڑی کے بدلے وہ ٹرک گاڑی مین روانہ کر دیے گئے۔

صبح کو دس بجکے ۱۵ منٹ پر ہز مجسٹی یہان سے روانہ ہوگئے۔ سرحدی صوبہ مین ہز مجسٹی کی جو خاطر و مدارات ہوئی ۱۰ جنوری کو ہز مجسٹی نے پشاور سے روانہ ہونے کے قبل اُسکی قدر و منزلت فرمائی اور اظہار خوشنودی کر کے فرمایا کہ خاص خاص افسرون نے کیسی توجہ کی ہز مجسٹی نے پولیس کے عمدہ انتظام کی تعریف کی کہ خاص تجربہ کار مسٹر کلوس ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی مین پولیس نے پشاور کے نہایت شریر مزاج لوگون کو بہت ہی صالح اور نیک مزاج بنا دیا ہے۔

ہز مجسٹی نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ پشاور مین انھین بے تار کے ٹیلیگراف سے کیسی دلچسپی تھی یہ ٹیلیگراف پشاور کے فوجی صدر مقام سے خیبر کے افغانی جانب آخری سرحدی تھانہ لنڈی کوتل تک استحاناً قائم کیا گیا تھا اسمین بڑی کامیابی ہوئی۔ اس ایجاد کی عام صورت ہز مجسٹی کی سمجھ مین آگئی اس لیے کہ ہز مجسٹی علم مقناطیسی کی ابتدائی حالات سے ماہر ہین اور انھین فقط اسقدر جاننا باقی رہگیا تھا کہ اب تارون کی ضرورت نہین رہی۔ سگنیلنگ اسٹیشن مین انھین ایسے دو لمبے ستون نظر آئے جو ڈیڑھ ڈیڑھ سو فیٹ کے ہین جیسے جہازون مین ہوتے ہین ان کے استعمال کی سادہ سادہ باتین ہز مجسٹی کو سمجھائی گئین مگر یہ نہین بیان کیا جاسکا کہ مقناطیسی قوت اونچے اونچے پہاڑون مین ہوتی ہوئی کس طرح جاتی ہے اور یہ کہ اس قوت کی روکنے والی کوئی چیز نہین ہے۔

پشاور سے روانگی

۱۰ جنوری کو ناشتا تناول فرماتے ہی ہز مجسٹی پشاور سے روانہ ہوکر گیارہ بجے چھاؤنی نوشہرہ مین داخل ہوے جو روز افزون ترقی پر ہے یہان فوج کی قواعد دیکھنے کے لیے تھوڑی دیر قیام ہوا غالباً انگریزون کی طرح ہز مجسٹی بھی کتاب انڈین آرمی لسٹ دیکھتے ہونگے اور برٹش ہندوستان کی فوجی قوت سے آگاہ ہونگے اس خیال سے کہ کہین ہز مجسٹی غلطی سے یہ نہ سمجھین کہ آگرے مین جو تیس ہزار فوج قواعد کرنے والی ہے تو شاہ انگلستان کی ہندوستان مین صرف اسیقدر قوت ہے اس لیے نوشہرہ اور پھر راولپنڈی مین جو آگرے سے سیکڑون میل کے فاصلے پر ہین ہز مجسٹی کو فوجی طاقت دیکھنے کا موقع دیا گیا جیسے ہی نوشہرہ کے اسٹیشن پر ٹرین رکی ہز مجسٹی نے دیکھا کہ پورا برگیڈ ریویو کے طریقے پر صف بستہ ہے جسوقت ہز مجسٹی گاڑی سے اُترے اور شاہی سلامی سر ہوئی تو بہت خوش ہوے اور کھڑے ہوکر دیکھا کیے کہ برگیڈ جس مین ہندوستانی رسالے اور توپخانے تھے۔ گورا پلٹن اور چار ہندوستانی پلٹنین مارچ پاسٹ کی قواعد کرتی ہوئی ہز مجسٹی کے سامنے سے گذرین اسکے بعد پھر صف بستہ ہوکر ریویو کے قاعدے سے آگے بڑھین۔ یہ کیفیت نقش دل ہونے والی تھی۔

ہز مجسٹی کے دل مین جنگی اور فوجی خیالات بہت بڑھے ہوے ہین یہ تمام کارروائی دیکھکر بظاہر ایک جوش پیدا ہوا اور جنرل ولکاکس کمانڈر کو طلب فرماکر گرمجوشی کے ساتھ انھین مبارکباد دی کہ کس خوبی اور عمدگی سے قواعد ہوئی اس کے بعد پھر سلامی سر ہوئی اور ہز مجسٹی آکر اپنی گاڑی مین بیٹھ گئے۔

اٹک کا پُل

اٹک مین ٹرین اسلیے ٹھہر گئی کہ ہز مجسٹی پُل کا بھی ملاحظہ کرلین اور بڑے بڑے پلون کے مقابلے دریاے اٹک کا پُل بے حقیقت ہے کسی زمانے مین یہ مشہور تھا لیکن اب یہ شہرت شمالی مغربی جانب منتقل ہوگئی ہے لیکن اس مین ایک خاص اور دائمی خصوصیت یہ ہے کہ دریاے انڈس پر یہ پل بہت زیادہ بلندی پر بنایا گیا ہے یہان دریا کا پاٹ بہت کم اور گہرا ہے اور پانی بہت تیزی

کے ساتھ بہتا ہے ہز مجسٹی بہت جلد پل پر ٹرین سے اُتر پڑے جب پہلے در مین سب سے اونچے گرڈر پر چڑھے جو تین فیٹ بھی چوڑا نہین ہے اور جا بجا قلابے جڑے ہوے ہین کوئی آہنی تار ایسا نہین ہے کہ انسان اُسے پکڑ کر آگے بڑھ سکے نہ کوئی اور چیز سہارے کی ہے اُسوقت تمام افغانون اور یوروپیون کو حیرت ہو گئی وہ جگہ پانی کی سطح سے ایک سو فیٹ سے زیادہ بلند ہے یہان پانی بڑے زور مین بہتا ہے۔ کئی دن ہوے جب لوگون نے دیکھا تھا کہ فقط نوسیل کے ریلوے سفر مین ہز مجسٹی امیر کو دوران سر ہو گیا تھا وہ متحیر اور مشوش ہو گئے تھے کہ ہز مجسٹی جو اِس مقام پر کھڑے ہوے ہین تو کسیوقت ضعف نہ طاری ہو جاے مگر کسی کی کیا مجال تھی کہ دخل دیتا۔ ہز مجسٹی تو اِس امر سے واقف نہ تھے کہ اِس مقام پر بہت بڑے مشاقون کی طرح چلنے سے لوگون کو کسقدر تردد و اضطراب ہے جلد جلد آگے بڑھا کیے جو لوگ دل کے مضبوط اور اپنی طبیعت پر قابو رکھتے تھے صرف وہی ہز مجسٹی امیر کے ساتھ تھے۔ جب اُس مقام پر پہونچے جو اِس لیے بنایا گیا ہے کہ اگر ٹرالی گاڑی آتی ہو اور اُسیوقت ٹرین بھی آجاے تو وہان پناہ لیجاے اُس جگہ کھڑے ہو کر ہز مجسٹی پہاڑون۔ دریاؤن کی کیفیت اور دریاے انڈس مین زور کے ساتھ پانی بہنے کو دیکھا کیئے اور احتیاط کے ساتھ اِس امر پر غور کیا کیئے کہ کیسی انجنیری اُستادی سے پل بنایا گیا ہے اور اپنی خطرناک حالت کا لحاظ کیے بغیر بے تکلفانہ سر ہنری میکمن سے گفتگو کرنے لگے کہ افغانستان کے دریاؤن کے مقابلے مین دریاے انڈس مین کسقدر مختلف اقسام کی مچھلیان ہین اور افغانون کے طریق ماہیگیری سے ہندوستانیون کی ترکیب ماہی گیری کسقدر بدلی ہوئی ہے۔ جب وہان سے واپس آکر ہز مجسٹی امیر پھر ٹرین مین سوار ہوے اُسوقت لوگونکو اطمینان ہوا اور جان مین جان آئی۔

قواعد

راولپنڈی مین جب ٹرین ٹھہری اور ہز مجسٹی اُترے اُسوقت جنرل اوسمور کریگ اور اُن کے اسٹاف افسرون نے اسٹیشن کے باہر اسپشل پلیٹ فارم پر استقبال کیا اور ہز مجسٹی تھوڑی دور پیادہ پا چلکر اُس کیمپ مین داخل ہوے جو خاص طور پر اس جگہ بنا دیا گیا تھا اور راولپنڈی کی تمام فوج نے

ریویو کے طریقے سے قواعد کی۔ جسطرح نوشہرہ مین جو قواعد ہوئی تھی اُسکی نسبت یہان فوجی کیفیت زیادہ بڑھکر تھی۔ شاہی گھوڑچڑھے توپخانہ کی ایک باٹری۔ دسوان ہوزار رسالہ۔ جنگی توپخانہ کی دو باٹریان۔ سفرمینا کی دو کمپنیان۔ کوہی توپخانے کی تین باٹریان۔ بیلون کی ایک باٹری جسکی توپین ۷ء۵ انچ کی فیر کی تھین۔ دو گورا پلٹنین اور دو ہندوستانی پلٹنین میدان مین ہز مجسٹی کے سامنے موجود تھین۔ تمام فوج نہایت تزک و احتشام کے ساتھ سلامی کے نشان کے آگے سے گذری اس مین کنگز ایڈورڈ ذاون اور کیو گناری کا گیارہوان رسالہ بھی تھا۔ ہز مجسٹی تمام کیفیت بغور دیکھا کیے۔

قواعد کے بعد منجملہ گھوڑچڑھی توپون کے دونون سے مصنوعی جنگ ہوئی۔ جنگ کے ختم ہونے پر امیر نے قریب سے جاکر ان توپون کو دیکھا یہ نئے قسم کی توپین اب آئی ہین اِس کے بعد چاء آئی اور ہز مجسٹی نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ فوج راولپنڈی کی سپہ گری کی معمول سے زیادہ تعریف کی۔

چوتھی مرتبہ مقام منڈرا مین ریل ٹھہری جو ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے اسکا یہ سبب تھا کہ آفتاب غروب ہونے لگا تھا اور نماز مغرب کا وقت آگیا تھا ٹرین سے قالین نکالکر جلد جلد اسٹیشن پر بچھاے گئے اور ہز مجسٹی کے کہنے سے بہت سے ہندوستانیون نے بھی جنھین پولیس و کے ہوے تھی ساتھ ہی نماز پڑھی۔

کیمپ پٹیالہ

سرہند

جس زمانے مین کچھ کہنا سراسر گناہ تھا اُسوقت ایک مقدس بزرگوار کابل سے دو مہینے کے راستے پر پنجاب کے شمالی مشرقی گوشے پر رہا کرتے تھے اُنھون نے پیشینگوئی کی تھی کہ کابل مین درانی خاندان تخت نشین ہوگا ان کی یہ پیشینگوئی سچ ہوئی اور امیر حبیب اللہ خان درانی بادشا

افغانستان جو والسرائے کی ملاقات کو آئے ہین اِس بزرگ کے شکستہ مزار کی زیارت کرنیکے لیے تشریف لائے جسوقت علی الصباح ہز مجسٹی نے سرہند سے سو میل فاصلے پر ریلوے کی کھڑکی سے سر نکال کر باہر دیکھا تو انھین کالے کالے بادل دکھائی دیے اور زمین تر معلوم ہوئی اِس لیے کہ شب کو شدت سے پانی برس چکا تھا اور اسوقت بھی ہلکا ہلکا ترشح ہو رہا تھا۔

جب ہز مجسٹی کی اسپشل ٹرین آکر اسٹیشن کے صحن مین کھڑی ہوئی تو آفتاب نکل آیا تھا اور زمین خشک پڑی ہوئی تھی یہ اچھا ہوا اِس لیے کہ سرہند ریاست پٹیالہ مین ہے اور ریاست نے نہایت زرق برق کیمپ تیار کرایا تھا اگر پانی برستا تو وہ سب خراب ہو جاتا ہز مجسٹی اِس جگہ بارہ گھنٹے قیام کرنے والے تھے چونکہ کیمپ کی تیاری مین بہت سے مزدور بہت دن تک مصروف رہے تھے اسوجہ سے جسوقت ہز مجسٹی نے پلیٹ فارم کے سرخ فرش پر قدم رکھا اور محرابدار دروازے سے ہوتے ہوئے ریاست کی ایک سنہرے رنگ کی گاڑی مین سوار ہوئے جس مین توپخانے کے گھوڑے جُتے ہوئے تھے اور دربار پٹیالہ کے خیمے کے سامنے اُترے اُس وقت سے ہز مجسٹی بہت خوش تھے۔ اسٹیشن پر پٹیالہ کی امپریل سروس۔ لانسرز رسالے کا ایک اسکواڈرن ہمراہ رکاب تھا میجر ڈیلس پولٹیکل ایجنٹ ریاستہائے پھلکیان۔ لالہ گوکل چند وزیر خارجہ سردار عبدالحمید خان اور سردار محمد اشرف خان ناظمان پٹیالہ استقبال کو موجود تھے۔ پریزنٹ آرم کی سلامی گارڈ آف آنر نے دی اور گھوڑ چڑھے توپخانے سے اکتیس ۳۱ فیر کی شلک سر ہوئی۔

جیسے ہی ہز مجسٹی نے خیمے گاہ کو رنگارنگ آراستگی سے مزین دیکھا فرمایا کہ صاحبو تم نے نہایت عمدگی سے آراستہ کیا ہے اور ایک مسلمان فرمانروا کی مہمانی بڑی فیاضی سے کی ہے۔ جب ہز مجسٹی اپنے خیمے مین داخل ہوئے جسکو زردوزی ایوان کہنا چاہیے اور جسمین بہت سی چاندی کی چوبین تھین ایک چاندی کے تخت پر رونق افروز ہوئے۔ اِس کمرے مین نہایت تکلف اور بیش قیمت قالین کا فرش تھا رسوم کے ساتھ پٹیالہ کے افسر باریاب ہوئے اِن لوگون نے مہاراجہ صاحب اور کونسل ریجنسی کی طرف سے گرامی قدر مہمان کا خیر مقدم

کیا ہز مجسٹی نے جواب دیا کہ "مین تمھارا شکر گذار ہون" اُن لوگون نے کہا کہ "ہم اس اظہار خیال کی جرأت کرتے ہین کہ یور مجسٹی کے مختصر قیام کے لیے ہم نے اس مقام کی تیاری مین جو کوشش کی ہے اُس سے یور مجسٹی خوش ہوے ہونگے" ہز مجسٹی نے جواب دیا کہ "مین خوش ہوا" افسران ریاست نے عرض کی کہ مہاراجہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ یور مجسٹی کو ہر طرح آرام و آسائش حاصل ہو۔ ہز مجسٹی نے جواب دیا کہ "مین آرام سے ہون" پھر کچھ خاموشی کے بعد فرمایا کہ "صاحبو تمھین بہت سے ذمے داری کے کام ہین اُن کے لیے تمھین مہلت ملنا چاہیے اور مجھے سفر کی کسلمندی ہے اسوجہ سے مجھے استراحت کی ضرورت ہے۔ بس اب تم لوگ رخصت ہو"

یہ سُنکر افسران ریاست کہنے لگے کہ "بیشک یہ بادشاہ ہین" اور وہان سے رخصت ہوے۔

زیارت

ارادہ تھا کہ کیمپ سے دو میل کے فاصلے پر اس زیارتگاہ مین امیر کو ایک پٹڑی کی ریل مین لے جائین ہندوستان مین جو اس قسم کی چند ریلین ہین اُن مین سے ایک یہ بھی ہے اسکا طول سرہند سے بسی تک جو پٹیالہ کا دارالصدر ہے چھ میل ہے۔ مقام بسی مین غلّے کا بہت بڑا بازار قائم ہو رہا ہے جس سے مقصود ہے کہ شمالی مغربی ریلوے کی یہ ایک لوکل شاخ ہو جاے (ایک پٹڑی کی ریلوے ایسی ضروری قسم کی ہے کہ چند الفاظ مین اُسکے تفصیلی حالات بیان نہین کیے جا سکتے اور اسوقت تو ایک فرمانروا کی سیاحت کے حالات بیان کرنا ہین) کئی گھنٹے آرام کرنے کے بعد ہز مجسٹی جو برآمد ہوے تو اس ریلوے کو ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ پختہ سڑک کے خام حاشیہ پر ایک پٹڑی بچھی ہوئی ہے اور بیچ مین فقط ایک پہیے کی ٹرمیکار گاڑیان موجود ہین جنھین ریاست پٹیالہ کے فوجی باربرداری کے خچر کھینچتے ہین چونکہ اِن دنون امن کے زمانے مین یہ خچر بیکار رہتے ہین اسوجہ سے ان سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ ہز مجسٹی نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ اس ایک پٹڑی کی ریل کا بہت بڑا عالیشان جیرٹ اُن کی سواری کے لیے تیار ہے اور اُسمین توپخانے کے گھوڑے جُتے ہوے ہین اِس قابل حیرت ساز و سامان کے جیرٹ مین جو صرف اِس غرض سے بنایا گیا ہے کہ ہز مجسٹی امیر کو دو میل تک لیجاے

تیس ہزار صرف ہوے ہین لیکن چونکہ ہز مجسٹی ریلوے سفر کے زیادہ شائق نہین ہین اس لیے تجویز فرمایا کہ لینڈو گاڑی پر جائین گے پس جریٹ پیچھے چھوڑ دیا گیا اور ہز مجسٹی لینڈو پر سوار ہوکر زیارتگاہ کو روانہ ہوے یہان پہونچکر ہز مجسٹی نے فارسی خط مین مطلا و مرصع جلد کی کتاب مطالعہ کی جس کا مضمون قریبًا حسب ذیل ہے۔

"واضح ہو کہ اس مقام پر پیر شیخ احمدؒ دفن ہین جو خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہین ان کو مجدد الف ثانی کہتے ہین ان کے آبا و اجداد عرب تھے لیکن ترک وطن کرکے ترکستان مین آرہے تھے ان کے دادا احمدؒ نے سب سے پہلے سرہند مین آکر سکونت اختیار کی اور یہین انتقال کیا۔ شیخ احمدؒ شہنشاہ اکبر کے عہد مین غالبًا سنہ ۹۹۳ھ مین پیدا ہوے تھے دہلی تک ان کے علم و فضل کا شہرہ ہوا پس جب یہ مغلیہ دارالحکومت مین پہونچے تو سردار اور افسر عقیدتًا ان کے گرد جمع ہوے اور سب ان کا بڑا احترام کرنے لگے لیکن جب انھون نے شہنشاہ کے مذہب و عقائد پر اعتراض کیا تو شاہی نوازش کم ہوگئی اور اہل دربار انھین برا بھلا کہنے لگے۔ جہانگیر کے عہد مین یہ ایسے بدنام ہوے کہ گرفتار کرکے کئی مہینے تک قلعہ گوالیار مین قید کر دیے گئے (یہ بھی روایت ہے کہ اس شعر کے باعث ان کی یہ حالت ہوئی۔

پنجہ در پنجۂ خدا دارم   من چہ پرواے مصطفیٰ دارم)

اس زمانے مین سلطنت مین بیقراری ظاہر ہوئی تو شہنشاہ انھین قید سے رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اور انجام مین ان کے نصایح کا معترف ہوا بالآخر بیعت کرلی اور سات ہزار آدمی جو پہلے ان کی تضحیک کیا کرتے تھے وہ بھی مرید ہوگئے اور پیر موصوف نے "سلسلہ نقشبندیہ" قائم کیا یہ نقشبندی کا لقب ایک دوسرے پیر خواجہ نقشبند سے لیا تھا آخر کار تریسٹھ برس کی عمر مین پیر شیخ احمدؒ نے سرہند مین

ہز آنر نے اسکا جواب دیا۔ سہ پہر کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر نواب صاحب رام پور اور مہاراجہ صاحب بنارس کی ملاقات بازدید کے لیے تشریف لائے اسکے بعد بغیر کسی رسم کے سادے سادے طور پر تعلقداران اودھ کے کیمپ مین گئے۔

ہر طرح یہ امید کی گئی تھی کہ آگرے مین اس بہت بڑے مجمع کو عظیم کامیابی ہوگی بقیہ انتظامات بہت تیزی سے انجام دیے گئے۔ فصل اچھی ہے اور رات کو بھی زیادہ سردی نہین ہوتی ہر طرف سے مہمان آرہے ہین اور اس روز پے در پے اسپشل ٹرینین آئین اور بہت سے افسر و مہمان آئے۔

سرکاری پروگرام مین اسقدر ترمیم ہوئی کہ ہز مجسٹی امیر نو بجے کے عوض دس بجے تشریف لائینگے

۸- جنوری کی صبح کو ہز اکسلنسی وایسرائے جلوس کے ساتھ آگرے مین داخل ہوے اس رسم مین فوجی جلوس کی شان دوبالا تھی ہز اکسلنسی کے ہمراہ لیڈی منٹو۔ لیڈی ایلیٹ۔ کرنل ڈنلاپ اسمتھ پرائیویٹ سکرٹری اور پرسنل اسٹاف کے چند افسر ساڑھے دس بجے دن کو قلعہ آگرہ کے اسٹیشن پر وارد ہوے۔ پلیٹ فارم پر تمام افسر۔ تماشائی۔ والیان ریاست اور ہر طرح کے لوگ وایسرائے کی ٹرین کے آمد کے منتظر تھے اس مجمع مین خاص روسا حسب ذیل تھے۔

مہاراجہ صاحب سیندھیا۔ بیگم صاحبہ بھوپال۔ مہاراجہ صاحب جیپور۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر اور مہاراج رانا صاحب دھولپور۔

بیگم صاحبہ بھوپال برقع اوڑھے ہوے تھین۔ اس مقام پر جو لیڈیان موجود تھین انھین ہندوستان کی اس واحد حکمران عورت سے خاص دلچسپی تھی۔

داخلہ کیوقت معینہ اعزاز کے مطابق وایسرائے کا استقبال ہوا اکیس توپون کی سلامی سر ہوئی منجملہ اعلی افسرون کے حسب ذیل اصحاب بھی موجود تھے۔

سر جان پرسکاٹ ہیوٹ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ مع پرسنل اسٹاف۔ ہز اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند مع فوجی اسٹاف۔ سر چارلس ریواز لفٹننٹ گورنر پنجاب۔ وایسرائے کے اگزکٹو کونسل کے ممبر۔ سر الفریڈ گیسلی کمانیر مشرقی کمان مع اسٹاف۔ میجر ڈیلی مسٹر ایلیٹ اور

مسٹر کالون ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ و ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند مسٹر اسٹوارٹ فریزر رزیڈنٹ میسور۔ مسٹر رینالڈز کمشنر قسمت آگرہ۔ مسٹر بابکنز مجسٹریٹ آگرہ۔ مسٹر آر۔ یم ڈین کمشنر محکمہ نمک شمالی ہند جنکا سرمائی صدر مقام آگرہ ہے۔ افسران ریلوے متعینہ بکار خاص۔ مسٹر نوکس ڈین فارن سکرٹری اور ممبران اسٹاف والیسرائے جو چند روز سے کیمپ مین ہین۔ ان کے علاوہ ہر کیمپ سے نامی گرامی مہمان بھی پلیٹ فارم پر موجود تھے۔

پلیٹ فارم کے تنگ ہونے کیوجہ سے بڑی کشمکش تھی۔ اسیوجہ سے لوگون کو والیسرائے کے حضور مین پیش ہونے کی رسم مختصر طور پر ادا کی گئی۔ لارڈ کچنر اور افسران اسٹاف کے ساتھ والیسرائے اسٹیشن کے باہر سڑک پر تشریف لائے۔ اس مقام پر کنگز رائل ریفل پلٹن کا گارد آف آنر صف بستہ تھا۔ ہز اکسلنسی نے اُسے ملاحظہ کیا اور جلوس قائم ہو کر چھیپی ٹولہ ٹھنڈی سڑک اور تاج روڈ ہوتے ہوئے سرکٹ ہوس کو روانہ ہوے۔

تمام راستے پر دونون طرف فوج صف بستہ تھی۔ ڈیڑھ ڈیڑھ قدم کے فاصلے پر ایک ایک سپاہی تعینات تھا۔ گورہ پلٹن۔ سکھ پلٹن۔ گورکھا پلٹن۔ راجپوت پلٹن اور جاٹ وغیرہ اقوام کی بٹالین موجود تھین اس جلوس مین رسالون سے بھی کام لیا گیا تھا۔ والیسرائے کا داخلہ اور اسکی کیفیت قابل دید تھی۔ ریفل ڈویزن جو یہان جمع تھی اُسکی کثیر فوج تھی۔ والیسرائے کا گارد پوری تعداد مین جنرل کلمنٹس کے زیر کمان تھا اور جسوقت ہز اکسلنسی خدم وحشم کے ساتھ کہین جاتے ہین تو یہ گارد دکھائی دیتا تھا۔

سب کے پہلے کنگ ہوزار رسالے کا ایک اسکواڈرن اسکے بعد شاہی گھوڑ چڑھے توپخانہ کی وی باٹری۔ پھر پندرہوین ہوزار رسالے کے تین اسکواڈرن تھے۔ ان کے بعد والیسرائے کے ہمراہیون کی گاڑیان تھین جلوس کے بیچ مین والیسرائے کا باڈی گارڈ اور امپریل کیڈٹ کور تھا۔ اسکے بعد گاڑی پر لارڈ اور لیڈی منٹو سوار تھے ان کی گاڑی کے بعد باڈی گارد کا ترپ تھا سب کے آخر مین کنگز ایڈورڈز اون کا چھٹوان رسالہ تھا۔

لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ کے ساتھ بھی گارد تھا اور کمانڈر انچیف ہند کے ساتھ رائل رسالے کا ایک اسکواڈرن تھا۔ لفٹننٹ گورنر پنجاب کے ساتھ ایک گارد تھا اس صورت سے بہت بڑا جلوس تھا جسقدر والیسرائے کی سواری آگے بڑھتی جاتی تھی اُسیقدر بینڈ دعائیہ گت بجاتا تھا اور فوج پریزنٹ آرم کی سلامی دیتی جاتی تھی۔ جب ہز اکسلنسی والیسرائے سرکٹ ہوس (دورہ کے مکان) مین داخل ہوے تو اکتیس توپون کی دوسری سلامی سر ہوئی۔

ایک گھنٹے مین یہ سرکاری رسم انجام پائی ہزارون تماشائی اسے دیکھنے کے لیے آئے تھے اور سڑک پر جلوس کی کیفیت دیکھنے کو جوق در جوق ہندوستانی جمع تھے۔ چھیپی ٹولہ کی سڑک خوب آراستہ کی گئی تھی اور ایک محرابدار دروازہ بنایا گیا تھا۔ جلوس سے نہایت عمدہ تصویر نما کیفیت ظاہر ہوتی تھی۔ برٹش رسالہ اور گھوڑ چڑھا توپخانہ عنوان شائستہ سے نمایان تھا۔ باڈی گارد مین نہایت عمدہ گھوڑے تھے۔ کیڈٹون کی وردی آسمانی اور سفید رنگ کی تھی۔ ان کے گھوڑے مشکی تھے۔ چھٹے رسالے کی وردیان تصویر کھینچنے کے قابل تھین۔ معمولی رسوم کے بعد جو حکمران رئیس روانہ ہوا اُسکے ساتھ گارد تھا۔ تمام رؤسا جلوس کے عقب مین تھے۔ تمام منقش و مکلف پوشاک زیب تن کیے ہوے تھے اور اُن کے افسر عمدہ عمدہ وردیان پہنے تھے۔

ہز اکسلنسی والیسرائے کو استراحت کا بہت کم موقع ملا دوپہر سے حکمران رئیس ملاقات کے لیے آنے لگے ایک بجے تک ان سے ملاقاتین ہوا کین اسکے بعد ٹفن کے لیے کچھ وقفہ ہوا اسکے بعد پھر ملاقاتین شروع ہوین اور چار بجے تک یہی کیفیت رہی۔ تیرہ ۱۳ رئیس آئے تھے ہر رئیس کے آتے جاتے وقت شلک سلامی سر ہوتی تھی اور دولے کے مکان کے ہر طرف حد درجہ کی چہل پہل اور دھوم دھام تھی اس طرح اس روز کے یہ رسوم ادا ہوے۔ اسکے علاوہ لوگ پولو کی بازیان دیکھنے گئے۔ آسمان ابر آلود تھا اور ہوا کسیقدر بند تھی اگر کہین پانی برس جاتا تو کیمپ کی کیفیت جاتی رہتی۔

ہز مجسٹی امیر کا داخلہ

۹ جنوری کو دس بجے دن کیوقت امیر کے داخلے کا سرکاری پروگرام حسب ذیل تھا۔

ہز مجسٹی کے لیے اکتیس ضرب کی سلامی سر ہوگی۔

ریلوے اسٹیشن پر ہز مجسٹی کا استقبال کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب موجود ہونگے۔

لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ مع اپنے افسران اسٹاف اور خاص خاص افسرون کے۔

جنرل گیسلی مع اپنے افسران اسٹاف مشرقی کمان کے۔

صاحب کمشنر قسمت آگرہ۔

برٹش گارد آف آنر۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ ہز مجسٹی کے ساتھ گاڑی پر سوار ہوکر کیمپ مین جائینگے۔

ڈی باٹری اور اٹھارہوان ٹوانہ رسالہ کا گارد ہوگا۔

ہز مجسٹی کے کیمپ تک تمام رستہ پر دونون طرف فوج صف بستہ ہوگی۔

جب ہز مجسٹی کیمپ مین داخل ہونگے تو اکتیس ۳۱ ضرب کی شلک سلامی سر ہوگی۔

کیمپ مین ایک اور برٹش گارد آف آنر ہوگا۔

نزول اجلال

کئی دن سے بارش کا جو احتمال تھا آخر ویسا ہی ہوا یعنی صاف مطلع اور دھوپ کے زمانے مین فوج کی جو چمک دمک ہوتی ہے وہ امیر کے داخلے کیوقت بہت کم ہوگئی جسوقت فوج راستے پر صف بستہ ہونے کے لیے اپنے کیمپ سے کچھ آگے بڑھی اسوقت ترشح ہو رہا تھا اور گہرا ابر چھایا ہوا تھا۔ اندھیرا بھی تھا۔ نو۔ دس بجے بوندین بند ہوگئین اور فوج پوری وردی پہنے ہوے اپنے کام پر حاضر تھی اِسے پانچہزار گز تک راستے پر صف بستہ ہونا تھا اِس لیے کئی برگیڈون سے کام لیا گیا اور وقت پر ہر قسم کی تیاری ہوگئی تھی اور چند روز ہوے سر آلفرڈ گیسلی نے جو حکم نافذ کیا تھا اُسکے بموجب ڈویزن اور برگیڈون کے کمانڈرون نے وقت کا پورا

پورا لحاظ رکھا۔

داخلے کیوقت ہز مجسٹی کے استقبال و انتظام کا افتخار لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی حیثیت سے سر جے۔ پی ہیوٹ کو حاصل تھا۔ ہز آنر سترھوین لانسرز رسالے کے گارد کے ہمراہ اسٹیشن قلعہ کو گئے۔ ہز آنر کا پرسنل اسٹاف ساتھ تھا اور پلیٹ فارم پر مندرجہ ذیل خاص خاص افسر موجود تھے۔

سر جان اسٹینلی چیف جسٹس۔ سر آلیفرڈ گیسلی کمانڈر مشرقی کمان مع افسران اسٹاف۔ مسٹر رینالڈز کمشنر آگرہ۔ مسٹر کروک شینک ممبر ریونیو بورڈ۔ مسٹر ایس اسکاٹ جوڈیشل کمشنر اودھ۔ مسٹر ہوس چیف سکرٹری۔ مسٹر ہوز فینانشیل سکرٹری۔ مسٹر گریون لیگل ریممبرینسر۔ مسٹر سدرلینڈ اور مسٹر ہلوڈ سکرٹری تعمیرات۔ کرنل مرے انسپیکٹر جنرل سول ہسپتال۔ مسٹر ٹرتھوے انسپیکٹر جنرل پولیس۔ لفٹنٹ کرنل طامسن کمشنر حفظان صحت۔ لفٹنٹ کرنل مسکیگرٹ انسپکٹر جنرل جیل۔ مسٹر اٹکنس اکونٹنٹ جنرل۔ مسٹر ڈی لافوز ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم۔ آنریبل منشی مادہولال ایڈیشنل ممبر لیجسلیٹو کونسل وائسرائے و لیجسلیٹو کونسل صوبجات متحدہ۔ آنریبل راے بہادر پنڈت سندرلال وائس چینسلر الہ آباد یونیورسٹی۔

اودھ کے تعلقدار بطور تماشائیون کے تھے اور بہت سے جنٹلمین اور لیڈیان بھی اسٹیشن پر تھین نشان اور پھریرون کے ساتھ اسٹیشن نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا اور پلیٹ فارم پر ریفل برگیڈ کا ایک گارد آف آنر اسلیے موجود تھا کہ جیسے ہی ہز مجسٹی ٹرین سے اُترین معًا سلامی دے۔

اسٹیشن کے مراسم

استقبال کی رسم مختصر تھی ٹھیک دس بجے ٹرین آئی۔ ہز مجسٹی امیر کی گاڑی کے روبرو خاص لین پر ایک ٹرک گاڑی کا ڈیس بنا ہوا تھا۔ سر آرتھر مکمہن۔ مسٹر ڈالبز۔ میجر وکٹر بروک اور کپتان برڈ انڈین میڈیکل سروس پہلے گاڑی سے باہر آئے اسکے بعد افغانی سردار اپنے

بائین صف بستہ ہوئے۔

اِسکے بعد ہز مجسٹی پوری جرنیلی وردی پہنے ہوئے گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ اسوقت یہ سب سے زیادہ خوش وخرّم تھے۔ سر جان ہیوٹ نے بحیثیت لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ استقبال کیا ہز مجسٹی نے لفٹنٹ گورنر سے ہاتھ ملایا اور فرمایا کہ "اِس ملاقات سے مین بہت خوش ہوا" اُسوقت تک امیر کے اسٹاف افسر جو نیلگون وردیان پہنے اور سنہری پٹیان باندھے ہوئے تھے صف بستہ رہے۔ ان کی سپاہیانہ صورت ہونے مین کوئی شک نہ تھا۔ جنرل افسر برٹش فوج کی طرح اپنی ٹوپی مین سرخ وسفید رنگ کے پر لگائے ہوئے تھے یہ عمدہ سپاہی قوم کے اچھے قائم مقام تھے۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے جنرل گیسلی اور سول افسرون کو پیش کیا اسکے بعد جنرل گیسلی نے اپنے اسٹاف افسرون کو پیش کیا۔ ہز مجسٹی نے مہربانی سے ہر افسر کا کام دریافت کیا اور جو افسر پیش کیے گئے اُن کے بارے مین کچھ سوالات کیے۔ ہز مجسٹی نے انگریزی اور فارسی مین گفتگو کی اور ہر ایک سے ہاتھ ملایا اور جو بات پوچھی اُسکا جواب سُنا۔ تین ہندوستانی افسر بھی ہز مجسٹی کے سامنے پیش کیے گئے (انکا نام دریافت نہ ہو سکا)

ہز مجسٹی نے مسٹر کلارک افسر محکمہ فارن کو پہچان لیا جو ۱۸۹۳ء مین ڈیورنڈ کی سفارت کے ساتھ کابل گئے تھے۔

اِسکے بعد ہز مجسٹی گارد آف آنر کیطرف بڑھے جسوقت سلامی سر ہوئی بینڈ نے افغانی دعائیہ گت بجائی اِس گت کو سُنکر امیر بہت خوش ہوئے اور گارد آف آنر کی طرف دیکھکر دریافت کیا کہ یہ کس پلٹن کا گارد ہے۔

جلوس

اسٹیشن کے باہر جلوسی گاڑیون کی قطار تھی جو چلنے کیواسطے تیار تھین اور قلعے کے پُشتے پر جوق جوق تماشائی جمع تھے اور قلعے کے زینون پر سے بہت سے سپاہی جلوس دیکھ رہے تھے

گارد کی فوج مین شاہی توپخانہ کی ڈی باٹری تھی اور اٹھارہوان ٹوانہ رسالہ تھا پہلے اِس رسالے کا ایک اسکواڈرن اپنی نمودی سرخ رنگ کی وردی پہنے ہوئے آیا اِسکے بعد باٹری تھی بعد ازان اور دو اسکواڈرن تھے اِسکے بعد جنرل گیسلی اور اُن کے افسران اسٹاف تھے یہ لوگ اُس گاڑی کے سامنے تھے جسپر مسٹر ڈائنز متعلقہ محکمہ فارن لفٹنٹ گورنر اور امیر سوار تھے۔ دوسری گاڑی مین سر آرتھر میکمہن اور ہز مجسٹی امیر کے خاص خاص سردار اور مسٹر بروک سوار تھے۔

اِسکے بعد صوبجات متحدہ کے سول افسر اور ہز مجسٹی کے سردار دوسری گاڑیون پر سوار تھے ہر گروہ کے ساتھ دو دو افسر تھے ان کے بعد اٹھارہوین لانسرز رسالے کا ایک اسکواڈرن تھا پھر ہز مجسٹی کے گھوڑ سوارون کا بینڈ تھا۔

جسوقت امیر اسٹیشن سے باہر آنے لگے بینڈ مذکور نے افغانی دعائیہ گت بجائی اِن کے بعد باڈی گارد کے طور پر افغانی گھوڑ چڑھے سپاہی تھے جو سرخ اور زرد گوٹ کی نیلگون وردیان پہنے ہوئے تھے اِن مین اکثر استر اخانی ٹوپیان پہنے ہوئے اور اپنے کام مین بہت چست وچالاک معلوم ہوتے تھے یہ سرحد کے پار مضبوط مضبوط ٹٹوؤن پر سوار تھے اگرچہ مرکب بھڑکتے اور بیقرار تھے مگر اپنے سوارون کے قابو مین تھے۔

ابر گھرا ہوا تھا اور بارش کا سخت احتمال تھا تاہم لوگ چھپی ٹولہ مین جمع تھے اور دلی گرمجوشی جلوس کے ساتھ ظاہر کر رہے تھے۔ کئی ہزار آدمی کھلی سڑک پر موجود تھے اور ہزارون مکانون کی چھتون اور دریچون مین تھے اِس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی کا خیر مقدم کرنے کو آگرہ ہر طرح آمادہ ہے پریڈ کے میدان کے دونون طرف لوگ ہز مجسٹی کے جمال باکمال کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے آئے تھے یوروپین اور ہندوستانی سب نے بڑا لطف حاصل کیا مختلف مقامات سے لوگ ہر طرح کی سواریون پر آئے تھے۔ موٹر کار گاڑیان گھوڑے اور یکے۔ خوب سجی ہوئی گاڑیان اور ٹوٹی پھوٹی کرائے کی گاڑیان سب موجود تھین۔

تین گھنٹے تک گاڑیون کا سلسلہ جاری رہا۔ جلوس ایک ایک قدم آگے بڑھتا گیا عام اور غیر کاری

استقبال نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ہوا جن مقامات پر یورپین اور ہندوستانی معززین کے بیٹھنے کی جگہ بنادی گئی تھی جب ہز مجسٹی اُس جگہ سے گذرے تو تعریف کے نعرے بلند کیے گئے اور ہز مجسٹی سب کو قبول فرماتے گئے۔ آگرے کے ہندوؤن نے اظہار عقیدت کے طور پر پھول نچھاور کیے غرضکہ ہر مقام پر شاہی مہمان کیخدمت مین اداب بجالایا گیا راستے مین زیادہ عرصے تک پانی نہین برسا۔ مگر آخر مین بارش ہونے لگی ہز مجسٹی اور سب لوگون کو بظاہر نزول آب رحمت سے زحمت ہوئی۔

ہز مجسٹی نے لفٹنٹ گورنر سے کہا کہ "افغانستان مین نزول باران نیک شگون سمجھا جاتا ہے" ہز مجسٹی نے پیشینگوئی کی یہ پانی کچھ دیر تک برسیگا مگر ہز مجسٹی نے اپنا باران کوٹ نہین استعمال کیا اسلیے کہ فوج بے اوورکوٹ تھی ہز مجسٹی نے گاڑی کا ٹپ بھی بند نہین کرنے دیا اس لیے کہ سپاہیانہ خیال سے اُنھون نے اِس موسم کی کوئی پروا نہین کی اور سر جان ہیوٹ سے برابر باتین کرتے رہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی امیر نے جو امور یہان دیکھے سب سے اُن کی دلچسپی بڑھتی گئی۔

کیمپ مین خیر مقدم

جسوقت ہز مجسٹی کیمپ مین داخل ہوے اُسوقت لگاتار بارش ہو رہی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی کی پیشینگوئی صادق آئیگی۔ برٹش گارڈ آف آنر نے فوراً اسلامی دی اور اکتیس توپون کی شلک سلامی سر ہوئی سر لوئیس ڈین خارن سکرٹری اور حضور والیسراے کے پرسنل اسٹاف کے دوسرے افسر اور ممبر ہز مجسٹی امیر کے منتظر تھے۔ ہز مجسٹی اور سر لوئیس ڈین سے نہایت دوستانہ اور اخلاق کے ساتھ ملاقات ہوئی جانبین سے معمولی طریقے سے مزاج پرسی ہوئی۔ ضیافت کا ۲۱ ہزار روپیہ ہز مجسٹی کیخدمت مین پیش کیا گیا۔

ہز مجسٹی نے ذاتی طور سے والیسراے کو ایک پیام بھیجا جس مین تمام امور پر جو ظاہر ہوے تھے اظہار مسرت کیا گیا تھا اسکے بعد اسی زبانی پیام کو تحریر کر دیا۔

جسوقت سر آلفریڈ گیسلی ہز مجسٹی امیر سے رخصت ہونے کے لیے آئے تو امیر نے فرمایا کہ میری وجہ سے جنرل کو بھی تکلیف ہوئی۔ مین سپاہی ہون آپ کی اور آپ کی فوج کی قدر کرتا ہون

اگرچہ گاڑی پر میرا اوورکوٹ موجود تھا مگر مین نے اُسے اس خیال سے نہین پہنا کہ فوج اپنے باران کوٹ نہین پہنے تھی اور باران رحمت مین اُن کے ساتھ شریک تھا اس لیے کہ اُن کی کارگذاریون کا مین معترف ہون۔ اِسکے بعد ہز مجسٹی کو مقررہ خیمون مین لے گئے جس مین ملاقات کا کمرہ بہت ہی پرتکلف تھا۔ پھر برٹش افسر رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔

معلوم ہوا کہ چند روز اُدھر جو عمدہ موسم کی امید کی گئی تھی وہ تو بر نہ آئی مگر ہز مجسٹی کا استقبال اس عنوان سے کیا گیا کہ وہ محظوظ ہوے اور جن لوگون کو بذاتہ ہز مجسٹی سے کچھ تعلق ہوا اُن کے نقش دل ہو گیا کہ ہز مجسٹی امیر کیسے متین و خلیق ہین اور وہ ہر شخص سے کس طرح دوستانہ طریقے سے بات چیت کرتے ہین اور جتنے امور دیکھے اس مین دلچسپی حاصل کی ان مین یہ وصف ہے کہ بہت ہی جلد اپنا دوست بنا لیتے ہین اور متانت مین فرق نہین آتا ان کے مہربانی آمیز برتاؤ پر لوگ محو ہو جاتے ہین۔

ہز مجسٹی اور فوج

جنرل سر آلفریڈ گیسلی نے فوج کے نام یہ خاص حکم نافذ کیا۔

"ہز مجسٹی امیر نے جنرل کمانڈر مشرقی کمان سے چاہا ہے کہ وہ تمام فوج سے کہدین کہ صبح کو میرے آنے کی وجہ سے جو فوج صف بستہ تھی مجھے افسوس ہے کہ وہ پانی سے بھیگ گئی۔ فوج کے سپاہیانہ برتاؤ کی ہز مجسٹی بہت قدر و منزلت کرتے ہین اور اُسکے ساتھ ہی ہز مجسٹی بھی ان کی اس تکلیف مین شریک رہے اور چونکہ فوج اپنے باران کوٹ نہین پہنے تھی اِس لیے ہز مجسٹی نے بھی باران کوٹ نہین پہنا"

۱۰ جنوری کو ابر گھرا ہوا تھا مگر برسا نہین اگر دو ضروری باتون یعنی امیر کی والیسراے سے اور والیسراے کی امیر سے ملاقات بازدید کے وقت بارش ہوتی تو جیسی ۹ جنوری کو پریشانی ہوئی تھی ویسی ہی آج بھی ہوتی۔

ہز مجسٹی امیر مع خاص خاص سردارون کے والیسراے کے باڈی گارڈ کے ساتھ اپنے کیمپ سے

گاڑی پر سوار ہو کر ویسرائے کشور ہند کے کیمپ مین گئے۔ کیمرونین پلٹن اور نوین گورکھا پلٹن کے سپاہی پھاٹک کے پاس سے راستے پر صف بستہ تھے اور مکان کے پاس کیمرونین پلٹن کا گارڈ آف آنر مع نشان اور بینڈ کے موجود تھا جسوقت ہز مجسٹی امیر روانہ ہوے اسوقت اکتیس توپون کی سلامی سر ہوئی جسوقت ہز مجسٹی امیر وہان پہونچے بینڈ نے سلامی اُتاری اور افغانی دعائیہ گت بجائی۔

کیمپ ویسرائے کے ایک حصے کے طور پر دو بڑے بڑے شامیانے جو نصب کیے گئے تھے وہین ہز مجسٹی اور ہز اکسلنسی مین ملاقات ہوئی۔ شامیانے مین اعلی درجے کے افسر تھے مگر یہ اصحاب خاص طور پر قابل ذکر ہین۔

سر جان ہیوٹ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ بالقابہ۔ لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند بالقابہ۔ جنرل سر الفریڈ گیسلی بالقابہ۔ سر چارلس ریواز لفٹنٹ گورنر پنجاب بالقابہ۔ لارڈ ونلاک ۔ ایڈمرل پو۔ ممبران اگزکٹو کونسل ویسرائے حال وارد آگرہ۔ سر فرانس سیکلین ۔ سر ہرلڈ ڈین ۔ بہت سے افسران محکمہ پولٹیکل و افسران اسٹاف فوج۔

باہر کے شامیانے کے دروازے پر ہز اکسلنسی ویسرائے نے ہز مجسٹی امیر کا استقبال کیا اور جلوس قائم ہوا۔ ویسرائے کے پرسنل اسٹاف کے افسر اور ہز مجسٹی کے ہمراہی موجود تھے دوسرے شامیانے کے تلے دو چاندی کی کرسیان رکھی ہوئی تھین ایک پر ویسرائے اور دوسرے پر ہز مجسٹی نے نشست کی۔ ویسرائے کے داہنے ہاتھ سر لوئیس ڈین تھے اور سر ہنری سیکمین ہز مجسٹی امیر کے داہنے بازو پر تھے برٹش ہندوستانی اور افغانی عمدہ عمدہ وردیان پہنے ہوے تھے اور نہایت نفشدل ہونے والی چمک دمک تھی جب ویسرائے اور اُن کے نامی گرامی مہمان مین ملاقات ہوئی تو تمام رسوم ادا ہوے۔

لوگون کا پیش ہونا

سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کوئی معمولی طریقہ کا دربار نہین تھا اِسی وجہ سے اِس ملاقات مین ذاتی واخلاقی باتین ہوئین۔ جب سب بیٹھ چکے تو لوگون کے پیش ہونے کی رسم ادا ہوئی۔ ہز مجسٹی کے

خاص خاص سردار یکے بعد دیگرے آتے گئے ہز مجسٹی اُن کے نام کی فہرست پڑھتے گئے اور ہز اکسلنسی اُن سے ہاتھ ملاتے گئے (فہرست مین اُن برٹش اور ہندوستانی افسرون کے نام بھی ہین جو ہز مجسٹی کے ساتھ سیاحت مین رہتے ہین) افغانی سردار اور فوجی افسر نہایت پر تکلف زری کار وردی پہنے ہوے تھے اور بھاری بھاری جُبّے تھے۔ ہز مجسٹی کی استراخانی ٹوپی مین مرصع بالماس ستارہ بنا ہوا تھا اور جرنیلی وردی پہنے ہوے تھے۔ ہز مجسٹی کی وردی ویسرائے کی وردی سے بہت مناسبت رکھتی تھی اس لیے کہ ہز اکسلنسی بھی جنرل افسر کی وردی پہنے ہوئے تھے۔

جسوقت لوگ پیش ہو چکے تو بائین طرف جاکر کرسیون پر بیٹھے اس موقع پر جس تہذیب کی ضرورت تھی ہز مجسٹی اُس سے خوب ماہر تھے۔ ہز مجسٹی نے متانت کے ساتھ (ہر شخص کو) نام بنام پیش کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی دربار مین حکمرانی کے عادی ہین۔ ہز مجسٹی نے بغیر کسی دقت کے یہ کام انجام دیا اور بہت جلد اس سے فرصت ہو گئی اسوقت بینڈ باجہ چیدہ چیدہ گتین بجاتا رہا۔

غیر معمولی گفتگو

جب یہ رسم ختم ہو چکی تو ایک کابلی افسر ترجمان کے ذریعے سے ویسرائے اور ہز مجسٹی امیر مین گفتگو شروع ہوئی امیر نے خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ فرمایا کہ مین اچھی طرح انگریزی نہین بول سکتا لارڈ منٹو نے جواب دیا کہ "آپ نے انگریزی مین جو گفتگو کی وہ بہت اچھی ہے"

لارڈ منٹو کے اِس کہنے سے ہز مجسٹی بہت خوش ہوے پھر فارسی زبان مین گفتگو شروع کی کبھی کوئی فقرہ انگریزی مین بھی کہدیتے تھے یہ بات اِسوجہ سے تھی کہ ویسرائے نے ابتدا مطلع صاف ہو جانے کی امید ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ اگر اور پانی برسا تو خیمون مین تکلیف ہوگی۔ اِسکے بعد ویسرائے نے کہا کہ ہندوستان مین "ہز مجسٹی کے استقبال کا سب مجھے بڑا اشتیاق تھا۔

ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ "ہز اکسلنسی سے ملنے کا مجھے بھی بڑا اشتیاق تھا اور جانبین کی یہی خواہش تھی"

والیسرائے نے کہا کہ "اطمینان کے ساتھ گفتگو کرنے کے ابھی بہت سے موقعے ہون گے۔

ہز مجسٹی امیر نے دوستانہ طور سے جواب دیا کہ "میری بھی خواہش ہے کہ سرکاری رسوم کے علاوہ بہت سی ملاقاتین ہون"

اِس کے بعد بڑے بڑے شکارون اور اُنمین کامیابی کا ذکر آیا۔

ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ "مجھے بھی شکار کا بہت زیادہ شوق ہے مگر میری پہلی خواہش یہی تھی کہ مین اپنے دوست والیسرائے سے ملاقات کرون۔ شکار کا کھیلنا اور جابجا کی کیفیت دیکھنا بھی بہتر ہے"

لارڈ منٹو نے کہا کہ مین بہت خوش ہوا کہ ہز مجسٹی کلکتے مین بھی رونق افروز ہونگے ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین اُس مقام کو دیکھا چاہتا ہون۔

ابتدائی پروگرام مین کلکتے کا نام نہ تھا مگر ہز مجسٹی کے ایما سے کلکتہ بھی داخل پروگرام کیا گیا۔

ہز اکسلنسی نے کہا کہ "ابتدائی فہرست مین کلکتے کے نام اسوجہ سے نہ تھا کہ شاید وہان کے سفر سے ہز مجسٹی کو اپنے دورے مین تکلیف ہوتی" ہز مجسٹی نے انگریزی مین کہا کہ "میرے خیال مین اِس سے مجھے کوئی دقت نہ ہوتی"

اِسکے بعد چاء آئی۔ والیسرائے کشور ہند نے ہز مجسٹی کو پیالی دی اور خود چینی کا ظرف لیے رہے اِسی طرح امیر نے والیسرائے کو چاء پلائی۔

ہز مجسٹی امیر نے اپنے ترجمان کے ذریعے سے کہا کہ "مین نے ٹرین مین بڑے آرام سے سفر کیا اور کیمپ مین بہت راحت سے ہون۔ ہز اکسلنسی کے حکم سے بہت اچھا انتظام ہے" والیسرائے نے کہا کہ "ہندوستان مین ہز مجسٹی کے داخل ہونے سے شاہ و شہنشاہ بہت زیادہ خوش ہوے"

اِس اطلاع سے امیر بہت خوش ہوے اور کئی مرتبہ گرمجوشی سے شکریہ ادا کیا۔

آخر مین جب والیسرائے نے کہا کہ "مین سہ پہر کو ہز مجسٹی کے کیمپ مین آؤنگا تو گفتگو ختم ہوئی۔

ہز مجسٹی نے ترجمان کے توسط کا انتظار بھی نہ کیا اور کہا کہ "اگر یور اکسلنسی میرے کیمپ مین آئینگے تو مین بہت خوش ہونگا"

پھر جلوس قائم ہوا اور ہز مجسٹی کے چلتے وقت اکتیس ضرب کی سلامی سر ہوئی شامیانہ کے اندر سے دیکھنے والون کے لیے یہ رسوم بہت ہی دلکش تھے جہان لیڈی منٹو اور دوسری لیڈیان تھین سب کو ہز مجسٹی کی خوشگوار باتون سے ہز مجسٹی کی مہربانی ظاہر ہوتی تھی۔ ہز مجسٹی کی صاف گوئی۔ سادگی اور متانت کے ساتھ اپنی طبیعت پر قابو رکھنا ایسے امور مین جنپر سب کی توجہ ہوتی ہے۔ ہز مجسٹی امیر نے انگریزی الفاظ مین جو گفتگو کی تو اس لحاظ سے کی کہ اُن کے خیالات بخوبی سمجھ مین آجائین اور گرمجوشی کے ساتھ فارسی زبان مین جو بات چیت کی وہ اِس امر کے بارے مین جسے وہ ظاہر کرنا چاہتے تھے قطعی تھی۔ ہز مجسٹی کے لمحہ بھر کسی بات مین توقف و تامل نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی اپنی طبیعت سے خوب واقف ہین اور اظہار مطلب کے لیے فوراً چیدہ چیدہ الفاظ زبان سے ادا فرماتے ہین سب کو معلوم ہو گیا کہ اسوقت صبح کی ملاقات سے ہز مجسٹی نہایت خوش ہین اور والیسرائے سے اُن کا رخصت ہونا بہت دوستانہ تھا بیشک یہ ایسے مہمان ہین کہ جو امور ان کے لیے پیش کئے گئے ان کی یہ بڑی قدر کرینگے وہ سمجھتے ہین کہ اپنے دوستون مین ہین۔

ملاقات بازدید

تین بجے سہ پہر کو ہز اکسلنسی والیسرائے کشور ہند نے ہز مجسٹی امیر سے بازدید کی ملاقات کی۔ ہز مجسٹی امیر کے باڈی گارڈ کا فقط ایک حصہ والیسرائے کا گارد تھا ان مین سب خاندان امیر کے کیڈٹ اور عالی نسب نوجوان ہین۔ یہ سب سُرمئی رنگ کی وردیان پہنے تھے اور نہایت عمدہ گھوڑون پر سوار تھے یہ خاص بات تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی امیر اپنے میزبان کا اعزاز

کرنا چاہتے تھے۔ دورے کے مکان سے اس ترتیب کے ساتھ جلوس قایم ہوا تھا آگے کی گاڑی مین رزیڈنٹ میسور۔ راجپوتانہ۔ وسط ہند اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ کے تینون ایجنٹ گورنر جنرل تھے۔ ان کے بعد سر آلفرڈ گیسلی۔ ایڈمرل پو۔ سر ڈنزل ابٹسن اور سر آول ریچرڈ تھے بعد ازان ممبران کونسل اور چیف جسٹس بنگال لفٹنٹ گورنر پنجاب۔ لارڈ کچنر۔ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ گاڑیون پر تھے ہر ایک کے ساتھ اُن کے اسٹاف افسر اور گارد تھے۔ والیسرائے کی گاڑی مین امیر کے خاص سردار۔ سر لوئیس ڈین اور ایک ایڈیکانگ سوار تھے۔ عقب کی گاڑیون مین والیسرائے کے پرسنل اسٹاف اور مسٹر کلارک ڈپٹی سکرٹری صیغہ خارجہ اور اُس ڈیپوٹیشن کے ممبر تھے جو ہز مجسٹی کے پاس سے آیا تھا دروازے سے امیر کے کیمپ تک دورویہ افغانی فوج صف بستہ تھی اور اسی فوج کا گارد آف آنر تھا۔ جسوقت والیسرائے کی جماعت پاس آئی اسوقت اُنھون نے معمولی سلامی دی۔ شامیانے کے دروازے پر ملاقات کے کمرے مین ہز مجسٹی امیر مع اپنے ہمراہیون کے منتظر تھے جب ہز اکسلنسی وہان پہونچے تو امیر استقبال کرکے دو ایک منٹ تک باتین کیا کیے بعد ازان دربار کے خیمے مین لے گئے یہان ویسی ہی رسم ادا ہوئی جیسی صبح کو ہوئی تھی والیسرائے نے اپنے اعلی افسرون۔ فوجی اور پولٹیکل افسرون کو جو ساتھ تھے ہز مجسٹی کے سامنے پیش کیا اسکے بعد چاء اور شیرینی آئی اور مسٹر مولا بخش اٹاچی فارن آفس کے توسط سے گفتگو ہوئی۔ اسوقت بھی امیر نے افسوس کے ساتھ کہا کہ مین انگریزی مین بات نہین کرسکتا سولہ[16] برس ہوے مین نے فقط چار مہینے یہ زبان سیکھی تھی مجھے امید ہے کہ ہندوستان سے واپس ہونے کے قبل مین عمدگی کے ساتھ یہ زبان بولنے لگونگا ہز مجسٹی نے ایک فارسی مقولہ بیان کیا کہ "انسان مین زبان سے نہین بلکہ دلی دوستی سے اتحاد پیدا ہوتا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ جب غیر معمولی اور پرایوٹ باتین ہونگی تو اچھی طرح انگلش زبان بولنے لگون۔

اسکے بعد جلوس قائم ہوا اور والیسرائے کی جماعت وہان سے دورے کے مکان کو واپس آئی جاتے آتے وقت اکتیس اکتیس ضرب کی سلامی ہوئی۔

گارڈن پارٹی

سہ پہر کو والیسرائے اور لیڈی منٹو نے دورے کے مکان کے خوشنما احاطے مین گارڈن پارٹی کا جلسہ کیا بہت سے یوروپین اور ہندوستانی نامور اور حکمران رؤسا درباری اور ہندوستانی افسر جو آگرے مین تھے شریک ہوے۔ اگرچہ آفتاب نظر نہین آتا تھا مگر یہ شام کا وقت بہت اچھا تھا رُوسا زرق برق پُر تکلف پوشاکین اور لیڈیان نفیس نفیس لباس پہنے ہوے تھین۔ پانچ بجے ہز مجسٹی مع اپنے چند ہمراہیون کے تشریف لائے ہز مجسٹی فقط انگلش مارننگ لباس جسم مین اور استراخانی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ والیسرائے نے لیڈی منٹو اور اپنے خاص دوستون سے امیر کا تعارف کرایا۔ ہز مجسٹی بہت خوش ہوے اور قریب مغرب تک اِدھر اُدھر پھرا کیے اور ان لوگون سے باتین کیا کیے ہز مجسٹی اول ہی مرتبہ اس سوشیل مجمع مین شریک ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ بہت محظوظ ہین اس روز کئی ضروری امور بلا توقف و دقت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پائے۔

۱۰ جنوری کی شب کو والیسرائے اور لارڈ کچنر نے دعوتین کین ان دعوتون مین بہت سے مہمانون کو مدعو کیا تھا۔

۱۱ جنوری کو مطلع صاف ہوگیا اور ۱۲ جنوری کی عظیم قواعد کے لیے بہت اچھا انتظام ہوا۔ ۱۰ جنوری کو ابر گھرا ہوا تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی بارش کا اندیشہ تھا مگر پانی نہین برسا سڑکون پر البتہ کیچڑ تھی اور موٹر کار کسیقدر دقت کے ساتھ آتی جاتی تھین۔ سہ پہر کو ابر کھل گیا اور دھوپ نکل آئی۔ مہمانون نے اس تھوڑے سے کھل جانے کی بڑی قدر کی اور والیسرائے نے گارڈن پارٹی کا جلسہ اپنے مہمان کے اعزاز مین کیا۔

پیشی

گارڈن پارٹی کے جلسہ مین ہز اکسلنسی والیسرائے نے ہز ہائنس نوابصاحب رام پور کو امیر کے سامنے پیش کیا۔ ہز مجسٹی نے ہز ہائنس سے مہربانی کے ساتھ گفتگو کی اور دریافت کیا کہ آیا آپ پشتو جانتے ہین نوابصاحب نے کہا کہ جی نہین۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ "مین نے رام پور کی تاریخ

پڑھی ہے چونکہ آپ پٹھان ہین آپ کو پشتو زبان جاننا چاہیے۔

اسکے بعد بیگم صاحبہ بھوپال پیش کی گئین ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین نے آپکے نہایت عمدہ انتظام کے حالات اخبارون مین دیکھے ہین چونکہ آپ عورت ہین اسلیے یہ امر بہت زیادہ قابل لحاظ ہے۔

بیگم صاحبہ نے نہایت شستہ و رفتہ زبان فارسی مین جواب دیا کہ یہ تمام کامیابی برٹش راج کی بدولت ہے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا یہ سچ ہے مگر جو نظیر آپ نے قائم کی ہے ہر عورت یہ نہین کر سکتی یہ کہکر ہز مجسٹی امیر نے یہ شعر پڑھا۔

نہ انجیر شد نام ہر میوۂ　　　نہ مثل زبیدہ است ہر بیوۂ

تنقل و تفکہ کے بعد ہز مجسٹی نے مہاراجہ کشن گڈھ سے استفسار کیا کہ آپ فارسی زبان بول سکتے ہین۔ مہاراجہ نے کہا کہ "سمجھ لیتا ہون مگر بول نہین سکتا"

ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ "مین کچھ انگلش اور عربی و روسی زبان جانتا ہون اور فارسی و پشتو مین گفتگو کر سکتا ہون۔ جو شخص غیر ملک کی زبان مین مشاقی کرنا چاہتا ہے اُسے آزادی کے ساتھ بولنا اور اپنی غلطیون پر شرمانا نہ چاہیے مین جانتا ہون کہ انگریزی زبان بُری طرح بولتا ہون مگر مجھے کسی کے ہنسنے کی پروا نہین ہے جو مجھے ہنسیگا مین اُسپر ہنسونگا "کسیکہ بر بر زبان من خندہ کند من بر زبان او خندہ کنم"

شیر کے شکار کی گفتگو کے وقت ہز مجسٹی نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔

اِن باتون سے سب کے دل پر بڑا اثر ہوا۔

ہز مجسٹی کے بریگیڈیر جنرل سے ایک شخص سے گفتگو ہوئی تو بریگیڈیر جنرل نے کہا کہ ہم لوگ بہت راحت سے ہین اور اپنے سفر مین بہت محظوظ ہو رہے ہین کیمپ کا انتظام مکمل ہے اِس سوال پر کہ جب یہان آئے تو تمھارا کیا خیال تھا جواب دیا کہ ہم لوگ متحیر ہو گئے تھے مین نے کبھی افغانستان کے باہر قدم بھی نہین نکالا تھا یہان کی ریلوے۔ فوج اور لوگ بہت ہی نقشدل ہوے سب سے زیادہ مجھے اِس بات کی حیرت ہے کہ برٹش گورمنٹ کا کیسا

مکمل انتظام ہے۔ ہمارا ملک تعلیم مین بہت پیچھے ہے اسکے اصلاح و درستی کی بہت ضرورت ہے۔ خصوصاً اِس صدی مین قومی ترقی کے لیے تعلیم کی بہت زیادہ ضرورت ہے مگر افغانون کے لیے تعلیم مفید نہ ہوگی اس لیے کہ وہ ہمہ تن جنگ آور ہین شاید اسیوجہ سے اُنھین تعلیم پسند نہین ہے اور جب اُنھین زیادہ تعلیم دیجائے گی تو اُن کے جنگی اوصاف باقی نہ رہینگے۔ ریفرشمنٹ کیوقت جب اُن سے سوال کیا گیا کہ انگریزی لیڈیون کی لسنبت تمھارا کیا خیال ہے تو کہنے لگے کہ مین نے اپنی تمام عمر مین اسقدر کثرت سے لیڈیان آج پہلے پہل دیکھی ہین اور مین اُنھین دلکش اور خوش سیر خیال کرتا ہون۔

برٹش فوج کی لنسبت اُنھون نے صاف صاف گفتگو کی اور عمدہ انتظام کی تعریف کی اور کہا کہ کابل کی فوج بھی عمدہ قواعد دان ہے مگر ابھی اُسے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ بریگیڈیر جنرل تیس سال کی عمر کے ہین اگر ہز مجسٹی امیر کے پاس ایسے عقیل و ہوشیار افسر ہین تو آئندہ زمانے مین افغانستان کی بہبود اور سرسبزی بہت بڑھ جائیگی۔

سبزے کے میدان مین بہت سے ہندوستانیون نے امیر اور اُن کے ہمراہیون کے ساتھ نماز مغرب جماعت کے ساتھ پڑھی۔

آگرے کے حالات

۱۱ جنوری کی صبحکو نو بجے تک بشدت کہر اگرا پھر مطلع صاف ہوگیا اور خوب دھوپ نکل آئی جو ہر کس و ناکس کو بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ مزروعہ اراضی پر ڈیرون اور خیمون مین جو فوج مقیم تھی وہان بڑی کیچڑ ہو گئی تھی اِس لیے دھوپ کا نکل آنا اچھا ہوا۔

اُس روز سوائے اسکے کہ راجہ صاحب نابھ والیسرائے کی ملاقات کو آئے اور ہز اکسلنسی نے اُن کی بازدید کی اور کوئی سرکاری کام نہین ہوا۔

صبح کو ہز مجسٹی قلعے کی سیر کو تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز پڑھنے جامع مسجد گئے۔ شہر مین ہز مجسٹی کے سلام کرنے کو بہت لوگ جمع ہوے تھے۔ سہ پہر کو ہز مجسٹی تاج کی سیر کو

گئے اور وہان سے پارک مین رونق افروز ہوے۔ یہان ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ہاکی کے میدان مین جمخانہ کے کھیل کا انتظام کیا تھا۔ وایسرائے۔ لیڈی منٹو اور اُن کے ہمراہی بھی اپنے کیمپ سے آکر شریک ہوے معمولی احترام کے ساتھ ہز مجسٹی کا استقبال کیا گیا ہز مجسٹی ایسے وقت تشریف لائے کہ پندرہوین ہوزار رسالے کے گورون کی شہسواری باجے کے ساتھ ملاحظ فرماسکے ایک بلندی پر چھوٹا سا شامیانہ نصب تھا وہین ہز مجسٹی امیر اس کرتب او ربازی کو مع اپنے ہمراہیون کے ملاحظ فرماتے رہے۔ سرنگ اور سبزہ رنگ کے گھوڑون پر نہایت خوبی کے ساتھ شہسواری دکھائی گئی۔ گھوڑون کے اِدھر اُدھر گھومنے مین بہت اچھی کیفیت نظر آتی تھی۔ ہز مجسٹی اُسے دیکھ کر بہت محظوظ ہوے اور کرنل ہیٹن کو اس کام پر مبارکباد دی اسکے بعد لیڈی منٹو نے نہایت خوبصورت انعام تقسیم کیے۔

سہ پہر کی اِس کارروائی مین ہز مجسٹی نے بڑی دلچسپی ظاہر کی اور انعام حاصل کرنیوالون سے کچھ باتین کین۔ اُسی روز صبح کو لارڈ کچنر قواعد کے میدان کو دیکھنے اور وہان سے بنگال سفرمینا کے کیمپ مین گئے موجودہ کمپنیون نے کرنل سینڈیا کے زیر کمان قواعد کی اور نواب علی جمعدار کو رایل ہیومن سوسائٹی کا تمغہ دیا گیا اِس لیے کہ جب میجر برتھرٹن مہم تبت کے زمانے مین دریاے برہمپتر مین ڈوبنے لگے تھے تو جمعدار نے بڑی بہادری سے اُن کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ لارڈ کچنر نے نوازش آمیز الفاظ مین نواب علی کی تعریف کی اور کہا کہ مجھے اِس بات کی بڑی خوشی ہے کہ اپنے ہاتھ سے تم کو تمغہ دیتا ہون۔

گورا فوج کا بینڈ سواے اتوار کے روزانہ ہز مجسٹی کے کیمپ مین نغمہ سرائی کیلیے مقرر کیا گیا۔

سرکاری دعوت

۱۱ جنوری کی شام کو ہز اکسلنسی وایسراے نے ہز مجسٹی امیر کی دعوت کی۔ بہت زیادہ یورپین شریک تھے خاص خاص نام یہ ہین۔

سر جان پرسکاٹ ہیوٹ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ۔ لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند۔

مسٹر چارلس ریواز لفٹننٹ گورنر پنجاب۔ سر فرانسس میکلین چیف جسٹس بنگال۔ سر ڈنزل ابٹسن۔ مسٹر ایچ۔ ارل ریچرڈ۔ میجر جنرل سی ایچ اسکاٹ۔ مسٹر ہارڈی ایڈمسن۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر۔ ہز ہائینس میجر جنرل مہاراجہ سر پرتاب سنگھ بہادر والی ایدر۔ ہز ہائینس نواب صاحب بہادر رامپور۔ ڈیوک آف منچسٹر۔ بیرن ونلاک۔ وایس ایڈمرل۔ سر ایڈمنڈ پو سر جان اسٹلی۔ جنرل سر الفریڈ گیسلی۔ میجر سر ہنری میکمہن۔ میجر ہیو بیلی۔ مسٹر ای۔ جی کالون۔ مسٹر ایس یم۔ فریزر۔ رزیڈنٹ میسور کنور سر رنبیر سنگھ پٹیالہ۔ میجر ریچ۔ ڈبلو۔ ڈبلو رینالڈ کمشنر آگرہ آنریبل منشی مادھو لال صاحب۔ سر لوئیس ڈین فارن سکرٹری۔ سر ہربرٹ رسل ہوم سکرٹری۔ میجر جنرل سر جے ولکاکس۔ میجر جنرل جے اسپنس۔ مسٹر اے ڈبلو کروک شینک سی ایس۔ مسٹر راس اسکاٹ جوڈیشل کمشنر اودھ۔ مسٹر جے۔ ڈبلو ہوز فینانشیل سکرٹری صوبجات متحدہ۔ مسٹر جے۔ یم ہوس چیف سکرٹری صوبجات متحدہ۔ کرنل آر ڈی مرے انسپکٹر جنرل سول اسپتالات صوبجات متحدہ رایٹ آنریبل جی پامر سی۔ بی کونٹ سالاراٹاچی فرانسیسی سفارت لندن۔ مسٹر اے۔ ای ڈبلو میسین ممبر پارلیمنٹ۔ کپتان دی آنریبل گای بارنگ ممبر پارلیمنٹ۔ نواب صاحب لوہارو۔ سر ہارلڈ اسٹوارٹ ڈائرکٹر سررشتہ مخبری فوجداری۔ راجہ سر ہرنام سنگھ۔ راجکمار میجر سر بکرم سنگھ۔ سردار بہادر بھائی پرتیم سنگھ۔ سردار محمد امیر خان۔ سردار محمد یوسف خان۔ سردار محمد سلیمان خان۔ سردار علی احمد خان۔ برگیڈیر محمد نادر خان۔ فتح محمد خان۔ سردار محمد رفیق خان۔ سردار محمد اسمعیل خان سفیر سردار محمد عزیز خان۔ سردار محمد عالم خان۔ محمد ہاشم خان۔ صاحب علی خان۔ احمد شاہ خان۔ محمد خان میجر برڈ انڈین میڈیکل سروس۔

کھانے کے بعد ذیل کے والیان ریاست تشریف لائے۔

مہاراجہ جے پور۔ بیگم صاحبہ بھوپال۔ مہاراجہ صاحب دتیا۔ مہاراجہ صاحب کشن گڈھ۔ مہاراج رانا دھولپور۔ مہاراجہ صاحب بنارس۔ راجہ صاحب ٹیرھی۔ راجہ صاحب چمبہ۔

اسپیچ

ہز مجسٹی شاہ و شہنشاہ کا جام تندرستی نوش ہونے کے بعد ہز اکسلنسی وائسرائے نے ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام تجویز کرتے وقت فرمایا کہ۔

"یور مجسٹی۔ یور اکسلنسیز۔ یور ہائینسز۔ مائی لارڈ اور جنٹلمین ! آج کی شب ہم ہمسایہ ملک کے ایک لایق حکمران کی رونق افروزی کا اعزاز کر رہے ہین۔ ملک مذکور ایک دوست کا ہے جنکا ملک معظم نے (اور ملک معظم کا مین اس یادگار موقع پر آگرے مین قائم مقام ہونے پر نازان ہون) پہلے پہل ہندوستان مین تشریف لانے پر دلی خیر مقدم کیا ہے۔ بہت سال ہوے کہ ایک امیر افغانستان وائسرائے ہند کے مہمان ہوے تھے۔ مین خوش ہوا کہ ہز مجسٹی چند روز کے لیے اپنے ملک کے تفکرات سے سبکدوش ہوے اور ہندوستان کی دعوت قبول فرمائی۔ جو حتی الامکان خوب ہوگی مجھے امید ہے کہ جبتک وہ ہمارے ساتھ ہین اُس زمانے مین وہ بہت سے دلچسپ امور دیکھین گے اور اُن کے آرام و آسائش کی ہم نے جو ہر طرح کوشش کی ہے اُس مین کامیابی ہوگی سب سے زیادہ یہ امر ہے کہ جب وہ ہم سے علحدہ ہو کر پھر افغانستان کو معاودت کرینگے تو انھین یقین ہو جائیگا کہ ہندوستان مین اُنھون نے بہت سے ذاتی اور خاص دوست پیدا کر لیے ہین اور اپنی اور اپنی رعایا کی آئندہ بہبود کے لیے نیک خواہشین اپنے ساتھ لیے جائینگے۔

"حضرات اب مین آپ صاحبون سے چاہتا ہون کہ ہمارے عمدہ نامور مہمان کا خیر مقدم کرنے مین میرے شریک ہون اور ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام تندرستی نوش کرین"

اس کے بعد ہز مجسٹی نے جواب مین ارشاد کیا کہ۔

"مین اس بات سے خوش ہون کہ مین اپنے مکان سے اپنے دوست کے گھر آیا۔ صدق دل سے مجھے امید ہے کہ مین نے اپنا اور اپنی گورمنٹ کا ایک خاص دوست پایا۔ مین بہت خوش ہون اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ میرے دوست ہز اکسلنسی نے اور دوسرے دوست جو اثناء سفر مین مجھے ملے میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا صاحبان لارڈ اور مہاراجگان اور حضار کا مین ممنون ہونگا کہ آپ سب صاحب ہز اکسلنسی کا جام تندرستی نوش کرنے مین شریک ہون"

جب یہ جام نوش ہو چکا تو ہز اکسلنسی وائسرائے نے فرمایا کہ۔

"یور اکسلنسیز۔ یور آنرز۔ مائی لارڈ اور جنٹلمین ! امیر افغانستان نے جن عمدہ الفاظ مین میرا جام تندرستی تجویز کیا ہے اُن کے شکریہ کیلیے مین کھڑا ہون مجھے امید ہے کہ اس سے دوستی کی مہر ہو جائیگی جو دونون ملکون مین ہمیشہ قایم رہے گی"

مینو پر تین کھانے افغانی قسم کے تھے جو امیر کو بہت مرغوب ہین اسوقت وائسرائے کے بینڈ نے دو افغانی گتین بجائین اور جب امیر نے وائسرائے کا جام تندرستی تجویز کیا تو افغانی گت بج رہی تھی۔ ہز مجسٹی نے جن لوگون سے بات کی منجملہ اُنکے کرنل اگانا کی جاپانی فوج کے بھی تھے۔

آگرے مین قواعد

آگرہ اور اُسکے گرد نواح مین تیس ہزار فوج خیمہ زن تھی چنانچہ ۱۳۔ کی صبحکو امین سے چند فوجون نے مقام کھریا مین یورپ کے طریق پر قواعد کی۔ موسم بہت اچھا تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور حال کی بارش سے گرد و غبار بالکل دب گیا تھا یورپین اور ہندوستانیون کا انبوہ کثیر تھا اور محفوظ مقامات پر لوگون کی کشمکش تھی اگرچہ فوج اور عوام کو آگرہ روڈ اسٹیشن کے ایک ہی راستے سے جانا آنا پڑا مگر کسی طرح کی کوئی ابتری و بدنظمی نہین ہوئی ہزارون مختلف قسم کی سواریان اور کچھ موٹر کار پریڈ کے میدان کو گئے مسٹر بریلی کی نگرانی مین پولیس کا بہت اچھا انتظام تھا فوجی اردلیون نے بھی میتی مدد دی تھی دس بجے تک تمام تماشائی جمع ہو گئے تھے اور فوج کی بہت بڑی صف ہو گئی

تھی جسکا رخ جنوبی مشرقی جانب تھا کسیقدر نشیب کی وجہ سے کل فوج تو نظر نہین آتی تھی لیکن یہ معلوم ہوتا تھا کہ تینون طرح کی فوج یہان امیر کے اعزاز مین جمع ہے۔

ٹھیک دس بجکے بیس منٹ پر ہز اکسلنسی والیسراے میدان مین آئے۔ اگرہ روڈ اسٹیشن پر ایک جلوس قائم ہوا تھا پہلے والیسراے کے باڈی گارد کے ترپ آے انکے بعد امپریل کیڈٹ کور تھے۔ کرنل سر پرتاب سنگھ اور میجر کچرن ان کے آگے آگے تھے یہ سب لوگ اپنی خوشنما وردیون کے اعتبار سے تصویر کھینچنے کے قابل تھے کیڈٹ کے سوار والیسراے اور ہز مجسٹی امیر کے آگے آگے تھے۔ ہز مجسٹی اور والیسراے جرنیلی وردی پہنے ہوے سبزہ گھوڑون پر سوار تھے لارڈ کچنر افسران اسٹاف مع افغانی کمانڈر انچیف اور افسرون کے جنمین جاپانی اٹاچی بھی تھے انکے پیچھے تھے۔ ہز مجسٹی کے باڈی گارد کے بارہ سوار اعلی درجے کے ٹٹوؤن پر تھے پھر والیسراے کے باڈی گارد کا ایک ترپ تھا۔

جیسے ہی جلوس سلامی کے نشان کے تلے پہونچا اکتیس ضرب کی سلامی سر ہوئی اور فوج کے عقب سے فوجی غبارہ بلند ہوا جسپر جھنڈیون کے ذریعے سے گفتگو کرنے والے افسر سوار تھے۔

رسالے اور توپخانے

نشان کے تلے والیسراے اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہوے ان کے بائین جانب ہز مجسٹی تھے اور لارڈ کچنر قریب تھے عقب مین اسٹاف افسر صف آرا تھے۔ اسکے بعد قواعد شروع کرنے کا حکم ہوا۔ جنرل سر الفریڈ گیسلی فوج کی کمان کرتے تھے اور ان کے اسٹاف افسر مارچ پاسٹ مین فوج کے آگے آگے تھے پھر سلامی کے نشان کے نیچے والی جماعت مین آکر شریک ہوگئے رسالے کے ترپ قدم بقدم گزرے۔ شاہی گھوڑ چڑھے توپخانے کی ڈی۔ ین۔ او باٹری آگے آگے تھی اور رسالے کا ڈویزن میجر جنرل نکسن کے زیر کمان عقب مین تھا۔ اسکے بعد تمام رسالون کے سب بینڈ باجے عقب مین عمدہ عمدہ گتین بجارہے تھے۔ اس کے

بعد حسب ذیل ترتیب سے رسالے گذرے۔

سترہوان لانسر رسالہ۔ اکتیسوان لانسر رسالہ۔ پانچوان رسالہ۔ پہلا رائل ڈریگون رسالہ۔ چھٹا رسالہ۔ نوان ہاڈسن ہارس۔ پندرہوان ہوزار رسالہ۔ اٹھارہوان ٹوانہ لانسر۔ پہلا لانسر یعنے اسکنز ہارس۔ چودہوان مرے جاٹ لانسر رسالہ۔

جسوقت یہ رسالے سامنے سے گذرے ان کی نیلی اور سرخ وردیون سے بڑا لطف آتا تھا اور اسکنز ہارس رسالے کی شوخ زرد رنگ والی وردی اور ہی کیفیت دکھاتی تھی ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار جو اس رسالے کے آنریری کرنل ہین آگے آگے تھے اس ڈویزن مین اکثر نیزہ بردار سوار تھے رائل رسالے کی اگلی صف مین بھی برچھی بردار تھے جسوقت یہ سکوادرن سوار سامنے سے گذر رہے تھے تو ان کے برچھیون کی سرخ وسفید جھنڈیان عجب رنگ دکھاتی تھین۔

اسکے بعد جنگی توپخانے کی چھ باٹریان آئین اگرچہ یہ ابھی تک جدید قسم کی توپون سے مسلح نہین ہوئی ہین مگر صورت سے چست وچالاک نظر آتی تھین اسکے بعد ہاوٹ زر توپون کا ایک برگیڈ آیا۔ پھر برٹش کوہی توپخانے کی دو باٹریان آئین جنکی توپین عمدہ اور مضبوط خچرون پر تھین اسکے بعد بھاری توپخانے کی دو باٹریان سامنے سے گذرین جنکی ہر توپ مین آٹھ آٹھ گھوڑے جتے ہوے تھے پھر سب سے بھاری توپخانہ آیا جس سے زیادہ ہندوستان مین کوئی توپخانہ نہین ہے اس مین فی توپ چھ چھ بیل جتے ہوئے تھے۔ یہ بہت آہستہ آہستہ سامنے گذرے۔ ہندوستانی دارالی بیلون کے جوؤن پر بیٹھے ہوے تھے گذرنے کیوقت ان کے منھ سلامی کے نشان کیطرف تھے جس طرح توپخانون سے ہاتھی غائب ہوگئے ہین اسی طرح تھوڑے زمانے بیل بھی نابود ہوجائین گے اسی طرح تھوڑے زمانے مین بیل بھی نابود ہوجائینگے اور ہر ایک بھاری توپخانے مین گھوڑے لگادے جائینگے۔

رڑکی سے کرنل سینڈیا کے زیر کمان سفر مینا کی چار کمپنیان آئی تھین یہ توپخانے کے

پیچھے پیچھے سامنے سے گذرین۔

پیدل فوج

اسکے بعد رسالون کے بینڈ بجنے موقوف ہوگئے اور بائین طرف ہٹ کر پیدل فوج کے بینڈون کو جگہ دی ان مین کیمرن پلٹن کے پائپر بڑے نمودی تھی پیدل فوج کا ساتوان ڈویزن میجر جنرل ہنری کے زیر کمان تھا اور جیسے ہی ریفل ڈویزن دوہری کمپنی کے قاعدے سے آگے بڑھا ویسی ہی بینڈ نے بہت تیزی کے ساتھ عمدہ گت بجائی۔ ہندوستان مین کسی نے تین بریگیڈ ریفل فوج پریڈ پر نہین دیکھے تھے اسیوجہ سے جب بارہ بٹالین روبرو سے گذرین تو بہت بڑی دلچسپی ظاہر کی گئی۔ اُنیسوان بریگیڈ میجر جنرل اسمتھ کے زیر کمان تھا اِس مین کیمرونین پلٹن۔ دوم کنگز رائفل پلٹن۔ اول رائل آئرش ریفل اور دوسرا ریفل بریگیڈ تھا بیسوین پلٹن کرنل ونسی ٹارٹ کے کمان مین اور اکیسوین پلٹن کرنل ہال کے کمان مین تھی ان پلٹنون مین صرف گورکھا سپاہی تھے۔ مقدم الذکر مین دسوین گورکھا پلٹن کی دوسری بٹالین اور تیسری اور ساتوین گورکھا پلٹنون کی پہلی اور دوسری بٹالینین تھین اور اکیسوین پلٹن مین نوین گورکھا پلٹن کی اول و دوم بٹالینین اور اڑتالیسوین پائنیر پلٹن ڈویزنل فوج تھی یہ ایسا ڈویزن تھا کہ میدان جنگ مین اسکی کمان پر ہر جنرل فوج فخر و ناز کر سکتا ہے۔

آٹھوان ڈویزن جنرل سر آی لاک الیٹ کے زیر کمان تھا اور بائیسوان بریگیڈ جنرل ولکوسب کے تحت مین تھا۔ اس مین سمرسٹ پلٹن۔ اکسفورڈ پلٹن اور ولش فیوزیلیر پلٹن کی تین بٹالینین تھین۔ فیوزیلیر پلٹن کے آگے اُس پلٹن کا بکرا تھا جسکے گلے مین چاندی کی زنجیر پڑی ہوئی تھی۔ تیئیسوان بریگیڈ جنرل ہنٹر کے زیر کمان تھا اس مین آٹھوین راجپوت پلٹن۔ دسوین جاٹ پلٹن۔ چوبیسوین پنجاب پلٹن اور نوین بھوپال پلٹن تھی۔ چوبیسوان بریگیڈ جنرل وٹیلی کے زیر کمان تھا اِس مین تیسری برہمن پلٹن۔ سترہوین پلٹن۔ پنتیسوین سکھ پلٹن اور چوتھی راجپوت پلٹن تھی اور بارہوین لانسرز ڈویزنل فوج تھی۔ نوین بھوپال پلٹن خاکی وردی پہنے تھی

اور باقی سبھون کی وردی سُرخ تھی پس جنرل ہنری کے ڈویزن کی سبز وردی کے مقابلے مین یہ نظارہ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا تھا

دلکش کیفیت

اس صورت سے اول مارچ پاسٹ ختم ہوا دوسرا مارچ پاسٹ بھی پُر کیفیت تھا گھوڑ چڑھے توپخانے اور رسالے گھوڑون کو پوئی بھگاتے ہوے نہایت خوبی کے ساتھ سامنے سے گزرے سترہوین رسالے نے نہایت عمدہ طریقے سے سامنے گذرنے مین ناموری حاصل کی پانچوان اور ہاڈسن کا رسالہ بھی اسی خوبی کے ساتھ گذرا۔

شاہی گھوڑ چڑھا توپخانہ بھی گھوڑون کو خیز دوڑاتا ہوا حسب معمول نہایت خوبی سے گذرا۔

اِسکے بعد پیدل فوج ڈویزنون کے قاعدے سے گذری یہ وہی قاعدہ تھا جسکی ورود شاہی کے زمانے مین راولپنڈی مین آزمائش ہوئی تھی۔ ہندوستان مین بریگیڈون کی پریڈ پر یہ کیفیت اُسی طرح دکھائی گئی جس طرح میدان مین جنگ ہوتی ہے فوج نہایت خوبی سے قدم اُٹھاتی تھی اور دیکھنے والون نے بڑی تعریف کی اسوقت تک توپخانہ اور رسالہ اپنے مقام پر پہونچ چکا تھا۔ بس وہان سے وہ گھوڑون کو ڈُلکی دوڑاتا ہوا نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سامنے سے گذرا اور نہایت خوبی سے قواعد ہوئی اسوقت والیسرائے اور ہز مجسٹی گھوڑون پر سوار جنرل گیسلی سے کچھ تعریفی الفاظ کہنے کو آگے بڑھے بیشک وہ قابل تعریف تھے اس لیے کہ نہایت عمدگی سے قواعد کا انتظام ہوا تھا اور کوئی ناگہانی واقعہ پیش نہین آیا۔

اسکے بعد پھر جلوس قائم ہوا اور والیسرائے اپنی فرودگاہ کو اور ہز مجسٹی اپنے کیمپ کو روانہ ہوے اعلی افسرون اور حکمران رؤسا کے غول بھی اپنے اپنے مقام کو گئے لیڈی منٹو اور بہت سی لیڈیون نے بھی قواعد دیکھی۔ سر جان پرسکاٹ ہیوٹ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ لیڈی منٹو کو پریڈ پر لے گئے تھے۔

ابھی عوام کو یہ حال نہین معلوم ہو سکا کہ ہز مجسٹی کے دل پر اس قواعد کا کیسا اثر پڑا لیکن راولپنڈی مین ہز مجسٹی نے جو الفاظ فرمائے تھے اگر اُنکا خیال کیا جاے تو غالبًا ہز مجسٹی کو توپون سے بہت بڑی دلچسپی تھی - دس پنی توپین اور کوہی توپین اور بھاری توپین ہز مجسٹی نے ملاحظہ کین پریڈ پر جدید تیز چلنے والی توپون مین سے کوئی نہ تھی فقط ایک پلٹن کے پاس کلدار توپین تھین سارا توپ خانہ قابل تعریف تھا اس لیے کہ جس خوبی سے یہ سامنے سے گذرا وہ بیان نہین ہو سکتی ان پلٹنون کے مقابلے مین رسالہ اور پیدل پلٹنین اور ہی قسم کی تھین جو پشاور - نوشہرہ اور راولپنڈی مین دیکھی تھین مختلف قسم کی پلٹنین دیکھ کر بے شک امیر کو حیرت ہوئی ہوگی ہز مجسٹی نے فوج مین بالکل نئے والون کا بھی ایک سکشن دیکھا اور خوب سمجھ گئے ہون گے ہمارے ملک مین کیسے عمدہ کام کے آدمی ہین - ہز مجسٹی نے تمام قواعد بڑی دلاویزی سے ملاحظہ کی اور جسقدر فوج سلامنے سے گذرتی گئی اُسکی سلامی قبول کرتے گئے یون تو ہز مجسٹی اپنے دورے مین مختلف مقامات پر فوج دیکھینگے مگر چونکہ یہ مراسم کا موقع تھا اسلیے اُن کو اس بات کا خیال پیدا ہوا ہو گا کہ ہندوستان کی کیسی عمدہ فوج ہے -

خاص حکم

جنرل سر آلفریڈ گیسلی نے مندرجہ ذیل خاص حکم نافذ کیا -

"جنرل کمانیز مشرقی کمان کو ہز اکسلنسی وایسراے نے حکم دیا ہے کہ اُن کی طرف سے اہل فوج کی قدر و منزلت کا اظہار کرین کہ پریڈ پر اُن کی کیسی سپاہیانہ صورت تھی اور قواعد کے لیے جو کچھ انتظامات کیے گئے تھے اُن سے ہز اکسلنسی خوشنود ہوے اور ہز مجسٹی امیر افغانستان و کمانڈر انچیف ہند نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے -

ہندوستانی تمغون کا جلسہ

۱۲- کی شب کو قلعہ کے دیوان عام مین درجہ نائٹ کے ہندوستانی تمغون کا بہت بڑا

جلسہ ہوا جس سے زیادہ تابناک رسم شاید امیر نے نہ دیکھی ہو اور اپنی سیاحت ہندوستان مین نہ دیکھین گے اگر اس کا تزک و احتشام بیان کیا جاے تو سیکڑون مرقعے کھینچ جائین اور سب محو حیرت رہجائین اسلیے ضروری باتین بیان کیجاتی ہین -

جب ان زرق برق تماشائیون کا مجمع جنھین یہان آنے کا افتخار حاصل تھا اور حکمران رؤسا آچکے تو بینڈ نے دعائیہ گت شروع کی اور ہز مجسٹی شاہی جلوس کے ساتھ مغربی دروازے سے رونق افروز ہوے - خاص خاص سردار پوری وردیان پہنے ہوے سنہری سلکھین اور بہت سے ہندوستانی و یورپین افسر اسٹاف جو ہز مجسٹی کیخدمت مین مامور ہین اُن کے ہمراہ آے - سر لوییس ڈین نے بحیثیت فارن سکرٹری ہز مجسٹی کو لیجا کر ایک تخت پر بٹھایا یہ تخت پر آب و تاب ڈیس پر وایسراے کے تخت کے پاس بچھا ہوا تھا - ڈیس کے پیچھے لیڈی منٹو اور ایلیٹ لیڈیان نہایت عمدہ و نفیس پوشاکین پہنکر تھوڑی دیر تک بیٹھین -

اسکے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی ہو گئی حتی کہ ہز اکسلنسی وایسراے مع اپنے ہمراہیون کے خاص دروازے سے تشریف لائے اور ہندوستانی نائٹون اور کمپانیون کا جلوس قائم ہوا سب کے آگے عصا بردار سرخ رنگ سنہری کارچوبی وردیان پہنے تھے اور وایسراے کا ماہی مراتب گدیون پر رکھے ہوے ہاتھون پر لیے ہوئے تھے ان کے بعد انڈر سکرٹری فارن مسٹر گبریل گدیون پر تمغون کے نشانات لیے ہوئے تھے - سر لوییس ڈین بحیثیت سکرٹری تمغہ جات ہند جبہ پہنے ہوے اور ستارہ ہند کا تمغہ لگائے ہوے تھے اسکے بعد انڈین امپایر کے دو کمپانین - اسٹار آف انڈیا کے دو کمپانین اور دونون تمغون کے ایک ایک نائٹ کمانڈر اور ایک ایک نائٹ گرینڈ کمانڈر یکے بعد دیگرے آگے بڑھے مگر نائٹ گرینڈ کمانڈرون کے عقب مین دو دو غاشیہ بردار تھے - آخر مین ہز اکسلنسی وایسراے نائٹ گرینڈ کمانڈر ستارہ ہند کا تمغہ لگاے اور جبہ پہنے ہوے تشریف لائے - اسٹاف افسر اور دو پیج جنمین سے ایک خود وایسراے کے چھوٹے صاحبزادے تھے آئے - ان لوگون کی ترتیب حسب ذیل تھی -

کمپانین انڈین امپائر

میجر آر۔ ای گمرسٹن۔ سردار بہادر ارجن سنگھ۔ لفٹنٹ کرنل ڈبلو اے۔ واٹسن۔ آنریبل رائے سرپرام بہادر۔ مسٹر ایچ۔ آر۔ سی ڈابس۔ میجر سی۔ بی رالنس۔ میجر آر۔ ہر ڈ۔ راجہ رامپال سنگھ۔ میجر سی۔ ڈبلو واڈنگٹن۔ راجہ پرتاب بہادر سنگھ۔ مسٹر ای۔ ایس۔ ایچ کلارک۔ مسٹر سی۔ ایچ۔ اے ہل۔ مسٹر اے۔ ڈی میترسی۔ مسٹر ایچ ہڈسن۔ نواب فتح علیخان قزلباش۔ رائے بہادر منشی بالمکند داس۔ دیوان بہادر رائے بہادر شیام سندر لال۔ میجر ایچ ایل شاورز۔ رائے بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد۔ مسٹر ایس۔ ایچ بٹلر۔ مسٹر ایس ایم فریزر۔ مسٹر سڈنی پریسٹن۔ کرنل سردار اوصاف علی خان صوبیدار میجر سردار خان۔ خان بہادر فریدون جی خاورجی تاراپوروالہ۔ مسٹر ایچ مارشل۔ میجر ڈی او روس کیپل۔ رائے بہادر دھنپت رائے۔ میجر کنور بیر بکرم سنگھ۔ لفٹنٹ کرنل ایس جے ٹامسن۔ مسٹر ایس سی فرار ڈ۔ راجہ بلونت سنگھ مقام آوا۔ کرنل ایچ آر۔ ڈرمنڈ۔ مسٹر لیف۔ ای ڈسٹر۔ مسٹر آر۔ ایم ڈین۔ رانا دلیپ سنگھ مقام گھات۔ منشی حافظ عبدالکریم۔ میجر جان منیر اسمتھ وی۔ سی۔ سردار بشیر احمد خان۔ رائے مہتا پنا لال اُدے پور۔ ٹھاکر بیچو سنگھ دھوپور۔

کمپانین ستارہ ہند

آنریبل مسٹر ای۔ سی کالون۔ ایچ۔ ایچ رزلی کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سر ہرالڈ اسٹوارٹ کے۔ سی۔ وی۔ او۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علیخان مقام پھاسو۔ آنریبل میجر ایچ ڈیلی۔ آنریبل سر ہارڈی ایڈمسن نائٹ سی۔ ایس۔ آئی۔ سر جے پی ہیوٹ کے۔ سی ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آنریبل مسٹر اے۔ ڈبلو کروک شینک۔ راجہ محمد تصدق رسول خان۔

نائٹ کمانڈر انڈین امپائر

میجر سر ہنری آرتھر میکمہن۔ راجہ سر رنام سنگھ آنریبل سر فرانسس میکلین۔ نوابصاحب لوہارو۔ مہاراجہ سر رامیشر سنگھ مقام گڈھوال۔

نائٹ کمانڈر ستارہ ہند

ہز ہائنس راجہ صاحب چمبہ۔ آنریبل لفٹنٹ کرنل سر ایچ۔ اے ڈین۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر۔ مہاراجہ صاحب ٹیڑھی آنریبل سر چارلس ریواز۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب دتیا۔

نائٹ کمانڈر انڈین امپائر

ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال۔ جنرل سر الفریڈ گیسلی۔ ہز ہائنس مہاراجہ سر پربھو نرائن سنگھ مقام بنارس

نائٹ گرینڈ کمانڈر ستارہ ہند

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب نابھ۔ ہز ہائنس مہاراجہ سر پرتاب سنگھ ایدر۔ رائٹ آنریبل لارڈ ونلاک۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب گوالیار۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب جیپور۔

ہز مجسٹی کا تمغہ

جس مقام پر عطاے تمغہ کی کارروائی ہونے والی تھی اس کمرے کے دروازے پر تمام جلوس پہونچا اُسوقت ٹرمپٹ بجائے گئے اور بینڈ نے گرینڈ مارچ کی گت بجائی اور تمغون کے نائٹ اور کمانڈر داہنے بائین پھر کر اپنے گرینڈ ماسٹر کو اداب بجالائے اور وہ ان کے مجمع سے ہوتے ہوے تخت پر گئے۔

ہندوستانی تمغون کا جلسہ شروع ہونے سے قبل فارن سکرٹری نے ملک معظم کا ایک خاص فرمان پڑھنے کی والسرائے سے اجازت طلب کی جسمین ہز مجسٹی امیر کو نائٹ گرینڈ کراس موست آنریبل آرڈر آف دی باہتہ مقرر کرنے کی والسرائے کو اجازت دیگئی تھی۔

فرمان پڑھ کر سر لوبس ڈین نے والسرائے کو دیا اور لارڈ کچنر جی۔ سی۔ بی اور لفٹنٹ جنرل سر چارلس ایجرٹن کو مدد کے لیے طلب کیا اس لیے کہ یہ اس تمغہ کے ممبر ہین یہ دونون صاحب ہز مجسٹی کو تخت سے جلوس کے ساتھ والسرائے کے پاس لائے۔ ہز مجسٹی امیر لارڈ منٹو کو آداب بجالائے اور ہز اکسلنسی نے ہز مجسٹی کو کالر اور تمغہ پہنایا اور ستارہ کو اُسکے مقام پر لگا کر فرمایا۔

”شاہنشاہ ہند کیطرف سے مین آپ کو باہتہ کا معزز تمغہ پہناتا ہون ملک معظم نے نوازش سے آپ کو اس معزز طبقہ کا نائٹ گرینڈ کراس مقرر کیا ہے۔“

اسوقت پھر ہز مجسٹی والیسرائے کو آداب بجالائے۔

اسکے بعد فارن سکرٹری نے جدید نائٹ گرینڈ کراس کا مندرجہ ذیل خطاب بیان کیا۔

"ہز مجسٹی سراج الملت والدین امیر سر حبیب اللہ خان نائٹ گرینڈ کراس نہایت معزز تمغہ باہتہ و نائٹ گرینڈ کراس۔ نہایت نامور تمغہ سینٹ میکل سینٹ جارج امیر افغانستان و مضافات افغانستان"۔

اسکے بعد ہز مجسٹی والیسرائے کے داہنی جانب اپنے تخت پر تشریف لے گئے۔

اسکے بعد کرنل آرتھر فیر کو اس لیے ڈلیس کے پاس لے گئے کہ ہز اکسلنسی اُنھین تیسرے درجے کا آرڈر آف دی باہتہ کا تمغہ عنایت کرین۔

ہندوستانی تمغے

اسکے بعد اِس جلسے کا خاص کام شروع ہوا یعنی ملک معظم کے حکم سے مندرجہ ذیل رئیسون سردارون اور جنٹلمینون کو تمغے دیے گئے۔

نائٹ گرینڈ کمانڈر ستارہ ہند

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر۔

نائٹ کمانڈر ستارہ ہند

سر جان پرسکاٹ ہیوٹ۔

کمپانین ستارہ ہند

آنریبل مسٹر جے۔ یم ہوسن مسٹر یل اے۔ یس پورٹر سردار بہادر سردار گورکھ سنگھ۔ آنریبل مسٹر جے۔ ڈبلو وائٹ

نائٹ گرینڈ کمانڈر انڈین امپائر

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بیکانیر۔

نائٹ کمانڈر انڈین امپائر

مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگھ بلرام پور۔ سر ہربرٹ ہوپ رسلی۔

کمانڈر انڈین امپائر

مسٹر یل ٹرن اینگر مسٹر سی۔ آر کلیولینڈ مسٹر ٹی۔ آر۔ جے وارڈ۔ آنریبل ملک عمر حیات خان مسٹر جے۔ یچ ڈویلی۔ لفٹننٹ کرنل ڈبلو۔ جے ڈنڈی۔ آنریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ۔ انریبل رائے بہادر پنڈت سندر لال لفٹننٹ کرنل کلیڈونیو کومن مسٹر آی۔ اے ڈورن مسٹر ڈبلو یس کیمبل مسٹر پولٹر۔

مختلف تمغون کے رسوم مختلف طور سے ادا ہوے اور ستارۂ ہند کا تمغہ عطا کرنے کے بعد والیسرائے اُس کمرے سے چلے گئے اور پھر پوشاک بدلکر جلوس کے ساتھ انڈین امپائر کے تمغے دینے کو واپس آئے۔

جب جلسے کا تمام کام ہو چکا اور گرینڈ ماسٹر۔ نائٹ اور کمپانین ہال سے چلے گئے تو تماشائیون کی کثرت ہو گئی اسلیے کہ جو لوگ عطاے تمغہ کے جلسے مین آنے کے مجاز نہ تھے وہ آگئے اور وہان سے خاص محل کو گئے جہان ہز اکسلنسی ویسرائے نے ایوننگ پارٹی کا جلسہ کیا اور آخر مین سپر کھانے کی دعوت ہوئی۔

ہز مجسٹی جامع مسجد آگرہ مین

آگرے مین ہز مجسٹی سراج الملت والدین کی مدارات اور مہمانداری مین جو کچھ ہوا اسکی کیفیت تو اچھی طرح اُنھین لوگون کو معلوم ہو سکتی ہے جو اس موقعے پر وہان موجود تھے اور جنھین ہر مقام پر رسائی حاصل تھی۔ ہندوستان اور انگلستان کے اخبارات نے بھی اِس کیفیت کی تصویرین کاغذی صفحون پر اُتاری ہین۔ مگر نقل مین وہ لطف کہان جو اصل مین ہے جو لوگ اِس موقعے پر موجود تھے محو حیرت تھے اور جو کچھ دیکھا نظارہ نہین بلکہ عجائب امور سے تھا۔

۱۱ جنوری (جمعہ کے روز) جیساکہ پروگرام سے ظاہر تھا ہز مجسٹی امیر فتحپور سیکری جانیوالے تھے مگر پروگرام مرتب کرتے وقت غالبًا یہ امر نظر انداز ہو گیا کہ جمعہ عید المومنین کا دن ہے اور اِس دن

مسلمان کثرت اور ہجوم کے ساتھ خداے پاک کی عبادت کرتے ہین اور کوئی کام نہین کرتے۔ جمعہ کی صبحکو ہز مجسٹی کے کیمپ سے اطلاع آئی کہ اعلیٰ حضرت آج مسجد جامع مین نماز جمعہ ادا کرینگے اور اسلام کے قدیم دستور کے مطابق امامت بھی خود ہی کرینگے۔ ساڑھے گیارہ بجے تک عالیشان مسجد کے وسیع دالان اور صحن نمازیون سے بالکل بھر گئے ہر طرف سکوت اور خاموشی کا عالم طاری تھا کہ اتنے مین فوجی بینڈ کی آواز سنائی دی یہ ہز مجسٹی کے پیدل فوج کے آنے کا نشان تھا۔ افغانی بینڈ دلکش ہے اور باقاعدہ بھی۔ شاید وہ لوگ جو اسکے ماہر ہین بتا سکین کہ اس مین اور انگریزی بینڈ مین کیا فرق ہے مگر عام طور پر کوئی فرق سمجھ مین نہ آتا تھا اور بینڈ مین وہی اثر تھا جو ہونا چاہیے کہ سننے والون پر وجدانی کیفیت طاری ہونے لگے۔ بینڈ گذر چکا اور اب افغانی سپاہی یوروپین وردی پہنے ہوے باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے آنے لگے۔ سپاہی مضبوط تھے اور متناسب اعضا۔ جلالت شان۔ خوبصورت وردی۔ زرق برق اسلحہ وسامان کے ساتھ بھلے معلوم ہوتے تھے ان سپاہیون نے اگرچہ طول طویل سفر طے کیا ہے مگر ان پر تکان سفر کا کوئی نشان نہین تھا سب کے سب نہایت بشاش اور چاق وچوبند نظر آتے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سرزمین افاغنہ مین قدرت نے کیسے جوہر ودیعت رکھے ہین اور وہان کے خمیر مین گویا یہ جذب وقدرت داخل ہے کہ سخت محنت اور جفاکشی کا اُن پر کوئی اثر نہ ہو۔ پیدل سپاہی آتے اور مسجد کے مشرقی دروازے کے سامنے صف بستہ ہوتے جاتے تھے جب سب آچکے تو ان کے کمانڈر نے فوجی قواعد کی پابندی توڑ دی اور وہ بوٹ کا صرف بالائی حصہ پہنے ہوے مسجد مین داخل ہو گئے۔

ان کے بعد سوارون کے دستے آنے لگے آگے آگے دو خوبصورت سردار۔ دونون نوجوان تھے ان کے پاس نیزے نہ تھے ہاتھون مین گھوڑون کی باگ تھی پشت پر عمدہ بندوق۔ پہلو مین سنگین۔ وردیان گو پرتکلف نہ تھین تاہم خوبصورت۔ صاف ستھری اور سجیلی تھین۔ کابلی گھوڑے اگرچہ آسٹریلیا کے گھوڑون کی طرح جسیم وشحیم نہین ہوتے تاہم نہایت مضبوط اور جفاکش ہوتے ہین۔ حال کے فوجی واقعات اور انکشافات نے ثابت کر دیا ہے کہ میدان جنگ مین باقاعدگی۔ جفاکشی۔ بہادری اور

عمدہ سامان ہی کام دیسکتے ہین اگرچہ کبھی افغانی اور انگریزی فوج حریف سے پہلو بہ پہلو لڑی تو اسوقت ظاہر ہو جائیگا کہ افغانی سپاہ جاپانیون سے کسی طرح کم نہین ہے۔ افغانی کیولری کے آگے جو دو سردار تھے اُن مین ایک زیادہ حسین اور نسبتاً کم عمر تھا اور یہی اس دستے کا کمانڈر تھا غالباً یہ سردار آصف خان کا قریبی رشتہ دار ہے اسکے دلکش خط وخال۔ قواے جسمانی کی موزونی اور خوبصورتی ترکی سلطنت کے اُس زمانے کی یاد دلاتی تھی جبکہ سرکیشین خون کی آمیزش نے ترکون کے حُسن اور بہادری دونون کو چمکا دیا تھا اور ہر ترکی دستہ فوج کے ایسے ہی خوش اندام اور خوبصورت افسر نظر آتے تھے یہ افغان سردار اگرچہ ابھی سبزہ آغاز ہے تاہم سطوت وجلال کی مجسم تصویر ہے جس شان سے وہ اپنی فوج کو لیے جا رہا تھا اُس سے ظاہر تھا کہ اسے فن جنگ سے خاص مناسبت ہے۔

افغانی سوار بھی مسجد کے قریب پہونچکر گھوڑون سے اُتر گئے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نوکر تھا جس نے گھوڑون کی باگین تھام لین اور سوار مسجد مین داخل ہو گئے۔ اِسکے بعد دیر تک سناٹا رہا اسلیے کہ ہز مجسٹی مسجد آنے سے قبل تاج کی سیر کو چلے گئے تھے جہان شاہجہان اور اُنکی محبوب ملکہ محو استراحت ہین۔ ہز مجسٹی نے دعاے مغفرت کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور ریاض جنت کے وہ پھول چڑھاے جو قران پاک کے حرفون کی شکل مین مہک رہے ہین مگر شاہجہان اور اُنکی ملکہ کے پاس کیا تھا جو اپنے عزیز اور گرامی مہمان کو ہدیہ دیتے البتہ اُن کی روحون نے افغانی تاجدار کو خلوص کے ساتھ ترقی عمر واقبال کی دعا دی ہوگی۔

فاتحہ سے فارغ ہوتے ہی ہز مجسٹی جامع مسجد کیطرف روانہ ہوے یہ وہ وقت تھا کہ حاضرین مسجد چشم براہ تھے۔ ایک بجکر کچھ منٹ گذرے تھے کہ آسمان اسلام کا ہلال نمودار ہوا اور ہز مجسٹی ایک کھلی ہوئی چوآسپہ گاڑی مین بیٹھے ہوے دکھائی دیے سامنے کرنیل محمد اسمعیل خان کے برادر بزرگ اور ایک اور سردار تھے۔ ہز مجسٹی کا لباس بہت سادہ تھا۔ ایک سیاہ فراک کوٹ اور سفید قمیص۔ گلے مین سفید کالر۔ ہاتھون مین سفید دستانے۔ کمر مین تلوار اور ایک ہاتھ مین

کھلی ہوئی چھتری تھی۔گاڑی آہستہ آہستہ آرہی تھی اور ہز مجسٹی دائین بائین سلام کا جواب دیتے جاتے تھے۔ ہز مجسٹی کے پہونچتے ہی گارد آف آنر نے سلامی دی۔بگل بجا اور اہل مسجد کی زبان پر آہستہ مگر خلوص دل سے دعائیہ کلمات جاری تھے اسکے بعد اور گاڑیان آئین جن مین ہز مجسٹی کے اول درجے کے سردار بیٹھے ہوے تھے۔

اب ہز مجسٹی کا داخلہ مسجد کی دالان مین ہوا جہان مشتاقان جمال محو نظارہ تھے۔یہان پہونچکر ہز مجسٹی نے کمر سے تلوار کھولی اور رکھدی۔کچھ لوگ ہز مجسٹی کے قریب آنے کیلیے بیتاب تھے مگر راستے کی تنگی اور آدمیون کی کثرت کے باعث نہ آسکتے تھے۔ہز مجسٹی نے دیکھا اور اشارہ کیا کہ چلے آئین کوئی ان کو نہ روکے۔اسکے بعد ہز مجسٹی امیر اُٹھے اور جبہ پہنا۔ممبر قریب تھا۔ وہان جاکے بیٹھ گئے۔ہاتھ مین عصا نہین تلوار تھی کچھ دیر تک یہ مقدس پیکر خاموش رہا۔پھر خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔یہ کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ رسم قدیم ہے۔ہز مجسٹی نے اُٹھ کر عربی مین خطبہ پڑھا جو مسلمانون کی قومی زبان ہے اور اگرچہ ہم تمام دنیا مین پھیلے ہوئے ہین اور جداگانہ زبانین بولتے ہین تاہم ہمارے لیے یہی مرکز اتصال ہے۔اِس فصیح و بلیغ تقریر مین کیا تھا۔خدا کی حمد۔ نبیؐ کی تعریف۔نوع انسانی سے ہمدردی۔معاصی سے اجتناب۔محاسن کی ترغیب۔امن کی قدر۔صلح جوئی اور صاف باطنی۔

دوسرے خطبے مین صحابہ اور اہلبیت کی مدحت۔اشاعت اسلام کے لیے دعا۔

"اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجعلنا منھم"

یہ الفاظ ہز مجسٹی کی تھرائی ہوئی زبان سے نکلے۔سامعین پر سکوت کا عالم تھا اور سب کے سب نقش بدیوار تھے مگر جیسے ہی ان الفاظ سے فضا مین گونج پیدا ہوئی خون کے ساتھ رگون مین بجلیان دوڑ گیئن۔جلیل القدر افغانی تاجدار کی دعاے نصر دین محمدؐ نے لوگون پر بہت بڑا اثر کیا۔

ہز مجسٹی کا لب و لہجہ مطلق عجمی نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ خالص عربی معلوم ہوتا تھا۔تعجب تھا کہ یہ قوت تقریر یہ عربی کی فصاحت و بلاغت یہ اثر بیان پھر یہ لب و لہجہ انھین کس طرح آگیا۔اگر وسعت نظر

نصیب ہو جب بھی یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ بولنے والا عمر بن عبدالعزیز تھا یا امیر حبیب اللہ خان۔

خطبے کے بعد قرأت بہت مختصر تھی پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ اور الم ترکیف۔دوسری مین لایلاف تاہم ہز مجسٹی کی آواز مین جو گداز تھا اور پڑھنے مین ترتیل اور قواعد علم قرات کو جس خوبی سے ادا کیا تھا اُسکا لطف بیان نہین ہوسکتا۔کوئی اُن کے دل سے پوچھے جنھین خداے واحد کی عبادت مین لذت حاصل ہوتی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم بھی پڑھتے اور سنتے ہین مگر اس طلب استعانت کا اسوقت کچھ اور ہی عالم تھا جبکہ ایک آزاد اور مقتدر بادشاہ درگاہ مجیب الدعوات مین سائلانہ طلب استعانت کرتا ہو اور وہ شاہنشاہون کا شاہنشاہ جسکا وعدہ ہے ادعونی استجب سنتا ہو الفاظ وہی ہین مگر ہمارے سینے مین دل نہین اور دل مین درد نہین۔

نماز ختم ہوئی اور اداے نوافل کے بعد ہز مجسٹی مسجد سے اُترے۔جنلوگون نے بخت و اتفاق سے ہز مجسٹی کو اُسوقت قریب سے دیکھا ہے کہہ سکتے ہین کہ اُن کے تغیر رنگ مین صاف صاف خلوص دل اور خشوع و خضوع نمایان تھا اور اُن کا چہرا پورے طور پر دل کی ترجمانی کر رہا تھا۔

دریا دلی

چونکہ یکشنبہ کو خوب دھوپ کھلی ہوئی تھی اِسوجہ سے ہز مجسٹی امیر دوسری مرتبہ تاج کی سیر کو تشریف لے گئے جہان بہت بڑی سخاوت اور دریا دلی ظاہر کی یعنی سبزی کے میدان مین سارجنٹ کا ایک بہت چھوٹا سا لڑکا کھیل رہا تھا ہز مجسٹی اُسے دیکھ کر اُسکے پاس گئے۔مہربانی کے ساتھ باتین کین اور ایک بہت قیمتی ہار اُسکے گلے مین ڈالدیا۔

۱۳ جنوری کو ہز مجسٹی جو دوبارہ تاج کی سیر کو گئے تو وہان کئی گھنٹے تک رہے۔جس وقت ہز مجسٹی اٹھارہوین ٹوانہ رسالہ کے ساتھ سڑک پر نکلتے تو لوگون کو بڑی دلچسپی ہوتی اور جس جگہہ کہین گاڑی ٹھہرتی تو جم غفیر ہو جاتا۔ہز مجسٹی کو اس طرح کی سیر و سواری مین بڑا حظ اور لطف آتا تھا۔ہز مجسٹی اسکے خواہان نہین کہ آگرہ اور اُسکے گرد کے تمام مقامات کی سیر کرین۔ وایسراے کی جماعت ۱۳ جنوری کو فتحپور سیکری گئے اور سیر کی۔

ہزمجسٹی امیر کو موٹر کار گاڑی مین سیر کرنے سے جو تامل تھا وہ ۱۳۔تاریخ کو رفع ہوگیا۔اس روز لارڈ کچنر نے تجویز کیا کہ ہزمجسٹی کے ساتھ موٹر کار پر سوار ہو کر قلعے کی سیر کو جایئن۔ہزمجسٹی امیر نے کمانڈر انچیف کے قرارداد کو منظور کرلیا اس گاڑی کو چلانے کے لیے لفٹنٹ جنکنز آر۔اے تھے جو تمام ہندوستان مین اس گاڈی کے اچھے چلانیوالے ہین۔

یہ گاڑی نہایت سُرعت سے چلائی گئی اس سے ہزمجسٹی امیر ایسا محظوظ ہوے کہ شنبہ کے روز جس میدان مین قواعد ہوئی تھی ۱۴ جنوری کو اُسی گاڑی پر سوار ہو کر اُس میدان مین مصنوعی جنگ دیکھنے کو تشریف لے گئے اور موٹر پر سوار ادھر اُدھر پھرا کیے مگر جب کھیتون مین ہو کر جانے کا موقع آیا تو گھوڑے پر سوار ہولیے چونکہ میدان کم تھا اِس لیے مختصر سی مصنوعی جنگ ہوئی جس مین رسالے اور گھوڑچڑھے توپخانے کی دو باٹریان اور جنگی توپخانے کی تین باٹریان اس جنگ مین شریک تھین۔بہت سے شلکی کارتوس چلے اور بڑا لطف آیا۔

گھوڑچڑھے توپخانے گھوڑے دوڑا کر مصنوعی جنگ مین شریک ہوگئے۔رسالون نے ایک دوسرے پر دھاوا کیا۔سوارون نے گھوڑون پر سے اُتر کر دکھا دیا کہ وہ اپنی ریفل بندوقون سے کس طرح کام لے سکتے ہین اُن کی اِس کارروائی سے ظاہر ہوتا تھا کہ رسالے اب بہت عمدہ قواعد دان ہین۔رسالون نے تمام کام نہایت گرمجوشی سے کیئے۔

اِسکے بعد ہزمجسٹی کیمپ مین فوج دیکھنے گئے اور بہت سے برگیڈون کا ملاحظہ کیا۔مختلف کیمپون مین فوجی اعزاز کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ہزمجسٹی نے بہت سی توپون کو غور سے دیکھا۔پانچ انچ فیر کی ایک توپ فیر بھی کی گئی جس سے بڑی توپ ہندوستان مین نہین ہے اور گولے کی طاقت دکھانے کے لیے ایک درخت اُس سے اُڑا دیا گیا۔مقام سوچیتا اور اگرے کے درمیان جو بے تار کے ٹیلیگراف کا سلسلہ ہے اُسے بھی ہزمجسٹی نے ملاحظہ کیا۔یہ لاج میورہڈ کے نمونے کا تھا اور اسے چند خچرون پر بار کرکے جہان جاہین لیجا سکتے ہین۔اکیسوین رسالے کے لفٹنٹ ڈیک نے اسکا کام دکھایا۔

اِسکے بعد ہزمجسٹی نے غبارے کو دیکھا اور اُسمین بیٹھے۔غبارہ زمین سے چند فیٹ بلند کیا گیا۔ہزمجسٹی نے ہرامر سے بڑی دلاویزی ظاہر کی اور بڑی دیر تک کیمپ مین رہے۔ہزمجسٹی۔اُن کے ہمراہیون اور لارڈ کچنر اور ان کے اسٹاف افسرون کا گروپ مین فوٹو لیا گیا۔ہزمجسٹی نے فرمایا کہ لوگ یہان موجود ہین اور جنکے فوٹو لیے گئے ہین سب اپنی اپنی تصویرون پر دستخط کردین۔مین اپنی تصویر پر دستخط کرکے بھیجونگا۔فوٹو لینے کا خود امیر نے بندوبست کیا اور سب کو قرینے سے بٹھایا تھا اوّل صف مین نوجوان افسر تھے اعلی درجے کے افسر پشت پر بیچ مین تھے۔ہزمجسٹی نے فرمایا کہ مین بھی فوٹوگرافر ہون لارڈ کچنر میرا ابھی کچھ کام دیکھین البتہ گروپ کی تصویر اُتارنے مین شاید دو ایک مرتبہ غلطی ہو۔

خاص حکم

جنرل سر الفریڈ گیسلی نے مندرجہ ذیل خاص حکم نافذ کیا۔

"جنرل کمانیز مشرقی کمان کو ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف ہند نے حکم دیا ہے کہ ہزمجسٹی امیر آج صبحکو فوج ملاحظہ کرکے بہت خوش ہوے اور تمام امور سے بیحد محظوظ ہوے"

دعوت

۱۳ جنوری کی شب کو لارڈ کچنر نے ہزمجسٹی امیر کی دعوت کی جسمین سر لوئیس ڈین اور برٹش ممبران اسٹاف افسر شریک تھے۔اِس دعوت مین ہزمجسٹی امیر نے کمال اظہار دوستی کیا۔کبھی ایک افسر سے باتین کین کبھی دوسرے سے گفتگو مین مشغول ہوے اور بیان کیا کہ وہ بہت خوش ہوے۔

پولو کا آخری کھیل

چونکہ ہزمجسٹی امیر کئی گھنٹے تک کیمپ مین ہرشے کو دیکھا کیے اسلیے پولو کا کھیل شروع ہوتے ہوے نہ دیکھ سکے اور اُن کی آمد کے قبل کئی کھیل ہوچکے تھے پندرہوین ہوزا اور رسالے نے سنٹرل ہارس رسالے کے دو گول کے مقابلے مین چار گول جیتے۔

ہزمجسٹی موٹر کار پر سر ہنری میکمہن کو ساتھ لیے یہان آئے اور ہزمجسٹی کے بہت سے ہمراہی بھی موٹر گاڑیون پر سوار تھے۔والیسرائے نے ہزمجسٹی کا استقبال کیا یہان لیڈی منٹو۔الیٹ لیڈیان اور بہت

سے مہمان موجود تھے ہز مجسٹی کے تشریف لانے پر سنٹرل انڈیا بارس رسالے نے بازی جیتی جو بڑی گرمجوشی سے کھیلی گئی تھی ہز مجسٹی نے بہت سے لوگوں کے ساتھ یہ بازی دیکھی جس سے بہتر بازی تمام ٹورنمنٹ میں نہیں ہوئی تھی۔

مغرب کے بعد روشنی اور آتشبازی کا انتظام ہوا۔ قلعے میں بڑی روشنی تھی۔ زمینوں میں چراغوں کی قطار بنائی گئی تھی۔ ٹھنڈی سڑک۔ تاج کے راستے اور دوسرے راستوں پر ہزاروں رنگین قندیلیں روشن تھیں۔ ہز مجسٹی اس عمدہ اور بے بہا روشنی سے بہت خوش ہوئے۔

لفٹننٹ گورنر کی طرف سے دعوت

۱۴ جنوری کی شب کو سر جان پرسکاٹ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ہز مجسٹی امیر کے کھانے کی دعوت کی۔ ہز آنر کے کیمپ میں چینی قندیلیں اور رنگارنگ کے لیمپ روشن تھے۔ چودہ سردار ہز مجسٹی کے ہمراہ تھے۔ ہز مجسٹی امیر اگر لفٹننٹ گورنر کے داہنی جانب بیٹھے۔ سر چارلس ریواز۔ جنرل اسکاٹ۔ لارڈ ڈونلاک سر ہرالڈ ڈین۔ سر ہنری میکمین۔ سر اے لاک الیٹ اور اسٹاف افسروں کے علاوہ برٹش ممبر بھی موجود تھے۔ اور سر لوئیس ڈین۔ آنریبل مسٹر کروک شینک۔ آنریبل مسٹر رینالڈز۔ آنریبل مسٹر راس اسکاٹ۔ آنریبل مسٹر سدرلینڈ۔ آنریبل مسٹر ہوز۔ آنریبل مسٹر گریون۔ آنریبل مسٹر ہوسن۔ آنریبل مسٹر میکر ابرٹ۔ میجر جنرل سر جیمس ولکاکس۔ بریگیڈیر جنرل ملیلی۔ بریگیڈیر جنرل پارکر۔ کرنل کول۔ کرنل انجلو۔ کرنل وٹنی ٹارٹ۔ کرنل ہربرٹ۔ ڈبلو جی ماسی۔ کرنل اسٹریچ۔ کرنل ہٹینس۔ کرنل پیٹن۔ لفٹننٹ کرنل میگرٹ۔ کرنل ایس آئی ٹامسن۔ کرنل ریچرڈسن کرنل بون۔ کرنل کینر۔ کرنل ڈی بی۔ کرنل بھیکرے۔ لفٹننٹ کرنل ڈلر۔ لفٹننٹ کرنل پیج روز نیوکومن۔ لفٹننٹ کرنل اناگاکی جاپانی افسر۔ میجر سی ڈیوس۔ میجر ڈی کیمرن۔ میجر سمال اوڈ۔ میجر کرولی۔ میجر کوکسن۔ کپتان آر۔ او ینلر۔ مسٹر ونٹر۔ مسٹر ٹنکینسن۔ مسٹر ڈالیس۔ مسٹر براون۔ مسٹر ڈیوکین اسمتھ۔ مسٹر ایل سی پورٹر۔ مسٹر ڈی لافوز مسٹر ایل مرسر۔ مسٹر ڈبلو۔ اے ورنگ۔ مسٹر ویمبس۔ مسٹر آرتھر راجرز۔ مسٹر یم ٹرنر اور ڈاکٹر ہنکن مہمان تھے۔

دعوت کے خاتمہ پر ہز آنر نے شاہ وشہنشاہ ہند اور ہز مجسٹی امیر کا جام صحت تجویز کیا اور کہا کہ۔

"آگرے میں مجھے ہز مجسٹی کے خیر مقدم کا بہت بڑا افتخار حاصل ہوا اور میں بہت خوش

ہوں کہ آج شب کو ہز مجسٹی کی دعوت کی تشریف آوری کے مراسم اور سوشیل امور اب خاتمہ پر ہیں اور امید ہے کہ ہمارے معزز مہمان نے آگرے میں ہر طرح کا لطف اٹھایا (نعرہ تعریف) اور باقیماندہ دورہ ہند میں پورا پورا لطف وحظ حاصل کرینگے اور دلچسپی ظاہر فرمائینگے (زور سے نعرۂ تعریف)"

ہز مجسٹی کا جام صحت بڑے گرمجوشی سے نوش کیا گیا اور بینڈ نے افغانستان کی قومیہ دعائیہ گت بجائی۔

ہز مجسٹی جب جواب دینے کو کھڑے ہوے تو اُن کے چہرے سے مسرت مترشح تھی اور فارسی زبان کے منتخب وچیدہ فقرے استعمال فرماتے تھے۔ فرمایا کہ۔

"آگرہ ایک پرانا شہر ہے مگر میرے لیے نیا ہے اس لیے کہ یہاں دوستی کی تجدید ہوئی ہے اور میں نے اپنے اور اپنی سلطنت کے بہت عمدہ عمدہ دوست یہاں پائے۔ میں آگرے کی پوری تعریف نہیں کرسکتا اور میں اسے ہمیشہ خوشی کے ساتھ یاد رکھونگا اس لیے کہ یہاں میرے بہت سے دوست تھے۔ (زور سے نعرہ تعریف)"

اسکے بعد ہز مجسٹی مصنوعی نمائیشی نہر کے گرد روشنی کی سیر دیکھنے گئے یہاں سب سے نمودار چیز ٹرینیس پیریسنی تھی جسکا رنگ کبھی آبی اور کبھی سرخ ہو جایا کرتا تھا اور یہ فارسی شعر لکھا ہوا تھا۔

اے آمدنت باعث آبادی ما ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما

ہز مجسٹی بڑی آزادی کے ساتھ افسروں سے باتیں کیا کیے اور رائل فیوزیلر پلٹن کے بینڈ پیانو اور بنجو باجے سے محظوظ ہوے اور بہت خوشی خوشی یہاں سے رخصت ہوے۔

آگرے کی روشنی

۱۴ جنوری کی شب کو ہز مجسٹی کے اعزاز میں لاثانی روشنی ہوئی تھی جس راستے پر ہز مجسٹی امیر تشریف لے گئے تھے وہ اور ٹھنڈی سڑک پر میلوں تک لاکھوں قندیلیں روشن تھیں قلعے میں بھی روشنی ہوئی تھی شفق پھولنے کے وقت دریا پار کی بہت عمدہ کیفیت نظر آتی تھی۔

آتشبازی

مغرب کے بعد قلعے پر سرخ روشنی ہوئی اس سے یہ مراد تھی کہ ولایت کے کارخانہ وارسی ریف براک کمپنی اب دریا کے کنارے آتشبازی چھوڑیگی - یہی کمپنی پرنس آف ویلز کے موقع آمد پر آتشبازی کی ٹھیکہ دار تھی ہر قسم کی اعلی درجے کی آتشبازی تیار کی تھی - تاج مین بھی خوب روشنی ہوئی پہلے اٹھارہ اٹھارہ انچھ کے اکتیس گولون سے شلک سلامی سر ہوئی ان سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے ہیرے اور جواہر کا مینھ برس رہا ہے -

اِسکے بعد چالیس بڑے بڑے بان چھوڑے گئے جن سے مختلف قسم اور رنگ کے بے شمار ستارے پیدا ہوے جب اٹھارہ انچھ والے بم کے گولے چھوٹتے تھے اُسوقت بھی یہی کیفیت نظر آئی - اُن سے چمیلی کے نازک پھولون کی دو سو گز لمبی چادر پیدا ہو گئی -

اسکے بعد پچیس پچیس انچھ والے بم کے گولے ایک ساتھ چھوڑے گئے جنسے ہر طرف روشنی کے سانپ دوڑتے ہوے نظر آئے اور گویا زمرد و یاقوت کا مینھ برس رہا تھا -

پھر خاص بانون سے ہر طرف وایلٹ پھول کی کیاریان کھل گئین اور کہین سبزے کے تختے نظر آتے تھے -

دوسرے گولون سے انواع واقسام رنگون کی تین سو فیٹ چوڑی ایک چادر نمودار ہوئی -

کچھ گولون کے چلنے سے موتیون کی بارش ہونے لگی -

بعض گولون سے ہز اکسلنسی والیسرائے اور لیڈی منٹو کی بڑی بڑی تصویرین دکھائی دین -

کچھ گولون کے چھٹنے سے آسمان پر مختلف رنگ کے پھولون کا ایک باغ ہو گیا اور صبح صادق کا سمان نظر آنے لگا -

چند گولون سے ساٹھ فیٹ کی بلندی پر بڑے بڑے درخت پیدا ہوے -

کچھ گولون سے شام کا سا دھندلکا ہو گیا اور کچھ گولون سے ایک ایک سو اسّی فیٹ لمبے پر نکل آئے -

دوسرے اٹھارہ اٹھارہ فیٹ کے گولون سے لیلی مجنون کے درخت پیدا ہوے جن پر ہزارون جگنو چمک رہے تھے -

اڑتیس انچھ والے گولون سے سنہرے پر نکلے - بادل گھر آے - بجلی چمکنے لگی اور فارسی زبان کا ایک لطیفہ بر آمد ہوا -

بعض گولون سے جواہر کا ایک بہت بڑا ہار بنگیا -

اڑتیس انچھ کے دو گولون سے ایک آتشین بگولہ نمودار ہوا اور گولون مین بہت سے چھوٹے چھوٹے گولے نکلے اور ہز مجسٹی امیر کی ایک تصویر نمودار ہوئی -

اسکے بعد گولون سے گلاب اور وایلٹ پھول کے تختے کھل گئے کچھ گولون سے نیلگون اور چاندی کے رنگ کا ابر پیدا ہوا -

پچیس انچھ کے گولون سے ایک بہت بڑی چادر ظاہر ہوئی اور الہ دین کے جواہر کا صندوقچہ نکلا کچھ گولون سے آتشین زنبور پیدا ہوے اور ہر رنگ کے پھول نکلے - شہنشاہی شامیانہ نمودار ہوا -

ایک گولے سے چار ہزار پانچسو فیٹ مکعب کی ایک آبشار پیدا ہوئی -

بڑے بڑے بانون سے طاؤس کے پر نکلے -

اٹھارہ انچھ کے چند گولون سے سُرخ اور سُنہرے رنگ کا ابر نمودار ہوا -

کچھ گولون سے جابجا روشنی ہوئی اور مہتاب کی ایسی چمک پیدا ہو گئی -

کچھ گولون سے ملک معظم اور ملکہ محترمہ کی شبیہہ نظر آئی -

چند گولون سے گینڈے اور دوسرے پھولون کے چمن بنگئے اور پرستان کا سا سمان معلوم ہونے لگا -

۱۵ جنوری کی صبحکو ہز مجسٹی امیر نے اپنی فرودگاہ پر لارڈ اور لیڈی منٹو سے غیر سرکاری طور پر

ملاقات کی اور ہز مجسٹی نے افغانستان اور کوتل مین خود جسقدر فوٹو لیے تھے اُنھین اپنے ساتھ لیتے گئے تھے وہ سب والیسرائے کو دکھا کر اُن مقامات کے تفریحی حالات بیان کیے اور ایک مصوّر کی حیثیت سے اپنے تجربات بیان کیے۔

اِسکے بعد ہز مجسٹی فتحپور سیکری گئے اور وہان جاکر کچھ استراحت کی۔

۱۵ جنوری۔ زمانہ غدر کے چار بوڑھے سپاہی جو آگرے مین رہتے تھے ہز مجسٹی کے حضور مین باریاب ہوے اور جلالتمآب نے ان سے تلطف آمیز گفتگو کی۔

۱۴ کی شب کو کمانڈر انچیف نے جو امیر کی دعوت کی یادگار رہیگی اسلیے کہ جب محض امیر کے اظہار اعزاز کے لیے بہت سے اہل فوج جمع ہوے تو ہز مجسٹی کو بہت مسرّت حاصل ہوئی دوسرے مہمانون کا کیمپ عمارت کلب کے حوالی مین تھا اور ان لوگون کی راحت وآرام کا چارج میجر پینی کے ہاتھ مین تھا ان کے اہتمام مین کھانے کا جو بندوبست تھا اُس سے سب بہت خوش ہوے۔

والیسرائے۔ ہز مجسٹی امیر۔ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ اور کمانڈر انچیف ہند کے کیمپون مین برقی روشنی تھی۔ کپتان ایلس اور لفٹننٹ پارکر کو اس کا خاص کام سپرد تھا۔ روشنی مین کسیوقت بھی ناکامی نہین ہوئی۔ محکمہ تعمیرات فوج کے لوگون کا کام قابل تعریف تھا۔

مشرقی کمان کے اسٹاف افسرون کو بہت سے سرکاری کام سپرد تھے مگر سب کام نہایت عمدگی سے انجام پاے۔ ادنی درجے کے افسر سے لیکر جنرل گیسلی تک ہر شخص محنت ومشقت مین مصروف تھے۔ بہت بڑے بڑے کیمپ تھے اور لوگون کی بڑی جمعیت تھی اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ کسی موقع پر کوئی اتفاق ناگہانی نہین ہوا۔ موٹر کار گاڑیون اور گھوڑے گاڑیون کی آمد ورفت عمدہ طریقے سے ہوئی اور ان کی خوب نگرانی کی گئی تھی۔ قیام امن وانتظام کے لیے پولیس کی جو جمعیت طلب کی گئی تھی اُس مین ایک سپرنٹنڈنٹ۔ چھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ۔ سولہ یوروپین انسپکٹر اور سارجنٹ ایکہزار یوروپین سپاہی وافسر تھے۔ مسٹر بریلی کو انتظام پولیس کا چارج تھا۔ ۱۵ جنوری کو والیسرائے اور لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے مسٹر بریلی اور اُن کے ماتحت افسرون کی تعریف کی کہ کس خوبی و

عمدگی سے کام کیا۔ گیارہ یوروپین انسپکٹر۔ چار سارجنٹ اور ڈیڑھ سو سپاہی ریلوے اسٹیشنون پر موجود تھے مسٹر شارپ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور مسٹر ٹروپ ان کے نگران تھے۔ لوگون کے آنے جانے کیوقت اُن کو کئی کئی مرتبہ کام کرنا پڑتا تھا۔ ۱۵ تاریخ کو بہت سی اسپشل ٹرینین آئی تھین لیکن مسٹر ورنگ جنرل ٹریفک منیجر ایسٹ انڈیا ریلوے اور اسپشل اسٹاف افسرون کے موجود ہونے سے سب کام بہت خوبی اور عمدگی سے ہوا۔

فوج کی نسبت مندرجہ ذیل اسپشل آرڈر جاری ہوا۔

"جنرل افسر کمانڈنگ فراہمی فوج آگرہ تمام افسرون اور نان کمیشنڈ افسرون اور سپاہیون کا اپنی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ امیر کی تشریف آوری کیوقت تمام امور کس طرح انجام پاے ہز اکسلنسی والیسرائے اور ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف کی جانب سے تو اہل فوج کی قدر ومنزلت ظاہر ہو چکی ہے ریویو کے قواعد اور تمام رسومی مواقع پر کامیابی حاصل ہوئی اور نہایت سرگرمی ظاہر کی گئی اور سر الفرڈ گیسلی نہایت خوشی کے ساتھ دیکھتے ہین کہ فوج کے تمام لوگون نے اپنے زمانہ قیام آگرہ اور اُسکے گرد وپیش مین کیسا اچھا برتاؤ کیا"

ہز اکسلنسی والیسرائے

۱۵ جنوری کو گیارہ بجے دن کیوقت ہز اکسلنسی نے آگرے سے کلکتہ مراجعت کی روانگی پریوٹ تھی والپسی سے قبل ہز اکسلنسی اور امیر مین پریوٹ طور کی گفتگو ہوئی۔ ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ۔ کمانڈر انچیف اور اعلی درجے کے افسر قلعے کے اسٹیشن پر والیسرائے سے رخصت ہونے کیلیے موجود تھے۔

کیمپون کا ملاحظہ

۱۴ کی سہ پہر کو ہز مجسٹی امیر نے کیمپون کا ملاحظہ فرمایا اور سنٹرل بارکون کے ورزش خانے مین جو میدان مین ہے لارڈ کچنر کے ساتھ جاکر رائل فیوزلیر پلٹن کے جوانون کی ورزش دیکھی۔ سارجنٹ میگرٹ ورزشی جوانون کے سرگروہ تھے لوگون کو ہندوستانی مگدر بھی ہلاتے دیکھا اور ویلش پلٹن کے کارپورل اسٹاک اور رائل آئرش پلٹن کے کارپورل ڈیر کی گھونسہ بازی اور فٹ بال کی بھی ایک بازی ملاحظہ کی۔

ہز مجسٹی نے لارڈ کچنر سے دوستی بہت بڑھائی ہے اُس روز حسب ایماے ہز مجسٹی شملہ کے کارخانہ داران مسٹر سن فیلڈ نے ہز مجسٹی ۔ لارڈ کچنر اور اُن کے اسٹاف کی تصویرین لین۔

شام کو ہز مجسٹی امیر پریوٹ دعوت مین لفٹننٹ گورنر کے یہان تھے شرکت دعوت مین یہ ایک خفیف سا امر ہوا کہ ہز مجسٹی پولو کے کھیل مین گئے تھے اور چاہا تھا کہ دعوت کی پوشاک پہنکر سیدھے کھانے پر چلے جائین مگر اس مین نو بجگئے اور ملازم دوسری پوشاک نہ لائے پس ہز مجسٹی اور اُن کے سردارون نے مارننگ ڈریس ہی مین کھانا تناول کیا معلوم ہوا کہ امیر کے ملازم تین گاڑیون پر سوار کرا کے ساڑھے چھ بجے شام ہی کو روانہ کردیے گئے تھے مگر وہ آتشبازی دیکھنے چلے گئے اور پولیس کے انتظام وبندوبست کے باعث پہونچ نہ سکے اور ہز مجسٹی کو صبح ہی کے لباس مین آنا پڑا۔

سہ پہر کو ہز مجسٹی امیر نے اپنے کیمپ مین کمانڈر انچیف ہند اور لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ کو ٹی پارٹی دی ۔ ہز آنر اور ہز اکسلنسی دونون اپنے اسٹاف افسرون کے ساتھ اس جلسے مین شریک ہوے افغانی باڈی گارڈ کے جوانون نے بگل کی آواز پر قواعد اور بندوق فیر کرنے کی ورزشین بہت عمدگی اور چستی وچالاکی سے دکھائین اور باجے پر قواعد کی۔

اعلیحضرت علیگڈھ مین

ہز مجسٹی ۱۶ ۔ جنوری آٹھ بجے صبح کو آگرے سے روانہ ہو کر گیارہ بجے علی گڈھ مین رونق افروز ہوے۔

جب سے یہ مشہور ہوا تھا کہ ہز مجسٹی امیر کے قیام دورہ ہندوستان کی کسی تجویز مین کوئی حکمت عملی نہین ہے اُسی زمانے سے لوگ یہ سوال کرتے تھے کہ پھر ہز مجسٹی کے تشریف لانے سے کونسا غیر پولیٹیکل نتیجہ پیدا ہونے کی امید ہے ۔ پس ۱۶ جنوری کو ہز مجسٹی کا علیگڈھ تشریف لیجانا ایسے سوالات کا قابل لحاظ جواب ہے شاید آئندہ اور بڑے بڑے جوابات حاصل ہون مگر اُن چند گھنٹون مین جو حیرت انگیز امور ہوے اگر محض انھین کا خیال کیا جاے تو فرمانرواے افغانستان کے اس فرصت کے دورے مین

وہ بہت ہی پُر معانی ہین اُسوقت جب سب مین خبر مشہور ہوگئی تو علیگڈھ مین جو افشاے راز ہوے ہین اُن پر تمام دنیا کے مسلمان متحیر و متعجب ہونگے۔

مدرسۃ العلوم کو ابتدا سے ابتک بہت سے ذی رتبہ حکام اور رؤسا کی تشریف آوری کا فخر حاصل ہوا ہے اور اکثر لفٹننٹ گورنرون ۔ گورنر جنرلون اور دیسی والیان ریاست کا مدرسۃ العلوم مین خیر مقدم کیا گیا اور گزشتہ سال مین اسے ہز رائل ہائینسز پرنس و پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کا بے بہا اعزاز بھی حاصل ہوچکا ہے جو ہمیشہ فخر کے ساتھ یاد رہیگا ان سب واقعات نے علیگڈھ کو ایک تاریخی اور مشہور مقام بنادیا ہے۔

یہ اوّل موقع ہے کہ اسلامی کالج کو ایک قوی شوکت ذی اقتدار خود مختار تاجدار کی تشریف آوری کا لاثانی اعزاز نصیب ہوا اور اُسکے گرامی قدر مہمانون کی طویل فہرست مین ہز آنر ۔ ہز اکسلنسی ۔ ہز ہائینس اور ہز رائل ہائینسز کے ساتھ لفظ ہز مجسٹی کا قابل افتخار اضافہ ہوا۔

نہ صرف اس لحاظ سے بلکہ کئی وجہ سے ہز مجسٹی شاہ افغانستان کی تشریف آوری کالج کی تاریخ مین ایک یادگار واقعہ شمار ہوگی۔

اِس موقع پر یہان جو مجمع دور و نزدیک کے مسلمانون کا دیکھنے مین آیا اُس سے قبل کسی موقع پر نہین دیکھا گیا تھا ۔ ہند و سندھ ۔ پنجاب و دکن ۔ مدراس و بنگال کوئی صوبہ ایسا نہ ہوگا جہان سے مسلمان شہنشاہ ہند کے گرامی قدر مہمان کو دیکھنے نہ آئے ہون غرضکہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے مسلمانون کی بکثرت صورتین یہان نظر آتی تھین صرف اُن کے نامون کی فہرست سے بہت بڑی مجلد کتاب تیار ہوسکتی ہے جو لوگ اِس کالج کیطرف کبھی متوجہ نہ ہوتے تھے انھون نے بھی شاہ افغانستان کی زیارت کے لیے علیگڈھ ہی کو سب سے بہتر موقع تجویز کیا ۔ کئی روز پیشتر سے لوگون کی آمد شروع ہوگئی تھی ۔ چار دن تک شب و روز جو چہل پہل آرائش و زیبائش اور انتظامات حدود کالج کے اندر اور بیرون کالج اسٹیشن تک نظر آئے اُن کی مختصر تفصیل بھی بہت بڑی گنجائش چاہتی ہے ۔ طلبا کے کمرون ۔ کالج کے مکان اور گرد و نواح کی کوٹھیون مین جب مہمانون کے ٹھہرانے کی جگہ باقی نہ رہی تو کالج کی میدانون

اور کوٹھیون کے احاطون مین خیمون کے کیمپ قائم کئے گئے اسپر بھی شہر مین کرایہ پر مکانات لیکر مہمانون کو فروکش کرانے کی ضرورت پیش آئی۔

آرائش اور تیاریان

ہز مجسٹی کی تشریف آوری کی تیاریون کا سلسلہ ریلوے اسٹیشن سے شروع ہوا تھا اور کالج تک سڑک کے دونون جانب عارضی چبوترے بنا کر اُن پر سائبان ڈالے گئے تھے جو پھول پتیون سے خوبی کے ساتھ آراستہ کیے گئے تھے ہر ایک کی آراستگی و رونق مین ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کیگئی تھی اور رنگ برنگ کی جھنڈیون اور پھریرون سے عجب خوشنما گلزار معلوم ہوتا تھا کالج کے باہر کی یہ تیاریان رؤسا و اہل شہر کیطرف سے تھین اور اندرون کالج آرائش کا انتظام صاحبزادہ آفتاب احمدؔ۔ کالج اسٹاف اور طلبا نے کیا تھا۔ کالج کے دروازے اور سڑکون کو رنگا رنگ بیرقون اور پھول پتیون سے آراستہ کیا تھا۔ ظہور گیٹ کی محراب جہان سے ہز مجسٹی کی سواری احاطہ کالج مین داخل ہونیوالی تھی خاص طور پر خوشنما اور قابل تعریف تھی اس مین بہت روشن اور جلی مخمل کے حروف کتر کر لکھا تھا۔

اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما ذکرِ تو بود زمزمۂ شادیِ ما

اور صدر دروازے کے باہر ایک زرد نارنجی رنگ کے مستطیل کپڑے پر سرمئی حرفون مین لکھا تھا۔

زقدر و شوکتِ سلطان نہ گشت چیزے کم
کلاہ گوشۂ کالج بہ آسمان رسید

یہ کتبے نہایت خوشخط تھے اور اس طرح لگائے گئے تھے کہ ہز مجسٹی کی نگاہ اُن پر ضرور پڑے۔ صدر دروازے کی سیڑھیون سے اسٹریچی ہال تک اور اسٹریچی ہال کے دونون جانب کالج کی عمارتون کے سامنے ایک طرف مسجد تک اور دوسری جانب مہدی منزل تک تمام راستے عارضی ستونون پر سقف اور سرخ و سفید کپڑون سے منڈھے ہوئے تھے۔ اسکے دونون طرف خوشنما و شاداب گملون کی قطار تھی اِس طویل راستے کے ہر در مین رنگین چینی قندیلین اور قمقمے لٹکتے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔

اِس راستے پر اسٹریچی ہال مسجد اور پرنسپل ہال تک اور پرنسپل ہال سے تمام پختہ بارک کے برآمدے مین سفید فرش پر سرخ قند بچھایا گیا تھا۔ ہز مجسٹی کی استراحت و آرام کے لیے نہایت سادگی سے بیک منزل آراستہ کی گئی تھی اسکے لیے نہایت بیش قیمت فرنیچر اور نفیس ایرانی قالین مہیا کیے گئے تھے اسی طرح لٹن لائبریری جہان ہز مجسٹی کا لنچ اور ڈنر ہونیوالا تھا اور نظام میوزیم و دیگر مکانات جہان ہز مجسٹی کے ہمراہی سردار ٹھہرائے گئے تھے یا جہان ہز مجسٹی ملاحظہ کے لیے تشریف لیجانیوالے تھے نفیس۔ سادہ اور عمدہ فرنیچر سے آراستہ اور قیمتی قالینون سے سجائے گئے تھے شب کیوقت کالج کے عمارات اور احاطہ بورڈنگ پر روشنی کا اہتمام ہوا تھا۔ صدہا دیوارگیر اور چینی لالٹینون کے علاوہ متعدد کٹسن لیمپ کالج کے کمرون اور احاطون مین جابجا آویزان تھے کالج کی عمارت کے برآمدون کے آگے بہت خوشنمائی کے ساتھ زمین پر چمن بنا کر اُن مین روشین بنائی گئی تھین جن سے عمارت کی زیب و زینت مین بہت لطافت پیدا ہو گئی تھی۔ مسجد کے صحن مین بھی اجلا فرش بچھایا گیا تھا اسٹریچی ہال مین ہز مجسٹی کی خدمت مین اڈریس پیش ہونے والا تھا زیادہ سے زیادہ نشست کی گنجائش نکالی گئی تھی اور نہایت قرینے و انتظام کے ساتھ اندر ہال مین اور اوپر نیچے کی گیلریون اور پس پشت برآمدون مین قریبًا بارہ سو نشستون کا سامان تھا جو بہت زیادہ مہمانون کے لیے کافی ہو سکا اور کالج کے اکثر طلبا جلسہ اسٹریچی ہال کی کیفیت دیکھنے سے محروم رہگئے یہ سب انتظامات ١٦ جنوری کی دس بجے صبح تک ہر طرح مکمل ہو چکے تھے اور اس قابل ہو گئے تھے کہ اپنے گرامی قدر مہمان کے روبرو ناچیز محنت کا نتیجہ پیش کر سکین۔

انتظار

دس بجکر چالیس منٹ پر ہز مجسٹی کا اسپشل علیگڈھ پہونچنے والا تھا وقت مقررہ سے پیشتر صاحب کلکٹر ضلع و صاحب کمشنر میرٹھ مع چند معزز عہدہ دارون اور رؤسائے شہر کے اسٹیشن پر موجود تھے۔ کالج کیطرف سے مسٹر آرچبولڈ پرنسپل۔ نواب محسن الملک سکرٹری۔ نواب ممتاز الدولہ فیاض علیخان بہادر و پریسیڈنٹ اور ٹرسٹیون مین نواب عبدالسلام خان۔ نواب سعید الدین احمد خان۔ نواب محمد اسحاق خان۔ مولوی حبیب الرحمن خان۔ خان بہادر مولوی مزمل اللہ۔ خان بہادر سید اشرف الدین احمد

اور سید محمد احمد بہادر استقبال کے لیے موجود تھے۔

اسپشل کی آمد

ٹھیک وقت پر ہز مجسٹی کا اسپشل علیگڈھ مین داخل ہوا۔

اعلیحضرت کے شاہی سیلون سے برآمد ہونے پر جملہ یوروپین و ہندوستانی اپنے اپنے طریقے پر آداب بجالاے۔ سرہنری میکمہن نے نواب فیاض علیخان بہادر کو ہز مجسٹی کے سامنے پیش کیا اس لیے کہ یہ کالج کے پریسیڈنٹ ہین اور نوابصاحب نے موجودہ ٹرسٹیون کو پیش کیا سب کے انٹرڈویوس ہونے کے بعد ہز مجسٹی نے گارڈ آف آنر کو ملاحظ فرمایا جو دسوین پنجابی پلٹن سے مرتب کیا گیا تھا اسکے بعد ہز مجسٹی چوگڑی مین سوار ہوکر اسٹیشن سے کالج کو روانہ ہوے۔ کالج کے طلباے رائڈنگ اسکول کا ایک دستہ اور آٹھوین نیزہ بردار رسالہ اور افغانی رسالون کا ایک دستہ جلو مین تھا۔ سڑک کے دونون جانب خلقت کے ہجوم نے "خوش آمدید" کے نعرے بلند کیے اور ہندوؤن نے "امیر کی جے" کی صدائین بلند کین ان بلند اور پرجوش نعرون سے امیر کی تشریف آوری پر دلی عقیدت اور شادمانی کا اظہار ہوتا تھا ان تمام تکلفات اور آرایش مین سے گذرتی ہوئی امیر کی شاہانہ سواری ظہور گیٹ سے احاطہ کالج مین داخل ہوئی۔

استقبال

نواب فیاض علیخان - نواب محسن الملک - مسٹر آرچبولڈ اور ٹرسٹی جنھون نے ریلوے اسٹیشن پر استقبال کیا تھا ہز مجسٹی کی سواری سے پیشتر صدر دروازے پر پہونچکر باقاعدہ استقبال کے لیے موجود ہوگئے تھے۔ ہز مجسٹی کے گاڑی سے اُترکر اندر تشریف لانے پر نواب محسن الملک نے ٹرسٹیون کو پھر سٹاف کے یوروپین اور ہندوستانی پروفیسرون کو نام بنام ہز مجسٹی کی خدمت مین پیش کیا حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی کی انٹروڈیوس ہونے پر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ

"مین نے ان کے والد کا ذکر سُنا ہے اور ان کے متعلق بھی مجھے معلوم ہے کہ دہلی کے نامور یونانی طبیب ہین۔"

صدر دروازہ

انٹروڈکشن کا سلسلہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ ہز مجسٹی کا وہ مکالمہ شروع ہوگیا جس سے فوراً منکشف ہوگیا کہ شاہ افغانستان محض تماشا دیکھنے اور تماشا دکھانے کی غرض سے نہین آئے بلکہ انکا خاص مقصد کالج کے متعلق اصل حالات کی تحقیقات اور عین الیقین حاصل کرنا ہے۔

ہز مجسٹی کی تشریف آوری ایک بھولے بھالے مشرقی حکمران کے آنے سے جو ظاہری تکلفات اور صورت سے خوش و مطمئن ہوجاتا ہے یا ایک یوروپین وزیٹر کی آمد سے جو قدرتی طور پر مغربی تعلیم کے طرز اور طریقون سے مانوس ہوتا ہے بالکل مختلف اور جداگانہ قسم کی تھی اسکے علاوہ کالج کے خلاف باتون سے ہز مجسٹی کے کان اسقدر بھرے جاچکے تھے کہ کالج کے مسلمہ اصول و فوائد کا ہز مجسٹی کے ذہن نشین ہونا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ ہز مجسٹی نے اثناے انٹروڈکشن ہی مین فرمایا تھا کہ

"مین نے کالج کے متعلق بہت سی باتین سُنی ہین بعض ان مین سے موافق ہین اور بعض مخالف لیکن مخالف باتین زیادہ ہین مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سچ اور جھوٹھ مین چار انگل کا فاصلہ ہے جیسا آنکھ اور کان مین۔ کان سے تو مین نے سُن لیا اب آنکھ سے دیکھنے آیا ہون۔"

نواب محسن الملک نے اسکے جواب مین کالج کے فوائد کا اظہار کرنا چاہا لیکن ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ہز مجسٹی نے پھر فرمایا کہ

"مجھ سے اِس کالج کی بہت سی برائیان بیان کی گئی ہین"

نواب محسن الملک نے اسکے جواب مین یہ شعر پڑھا۔

قیل ان الالہ ذو ولد   قال ان الرسول قد کہنا
ما نجی اللہ والرسول معا   من لسان الوری فکیف انا

یعنی لوگون نے خدا پر بھی بہتان عائد کیے ہین کہ وہ صاحب اولاد ہے اور حضرت رسول اللہ کو بھی

نعوذ باللہ جادوگر کہا ہے جبکہ خدا اور رسول بدگویون کی زبان سے نہ بچے تو ہم کس گنتی اور شمار مین ہین۔

اسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ سچ ہے لیکن جبتک کہ ہر چیز کا معائنہ اور ہر شخص کا امتحان مین موازنہ کر لون کالج کی نسبت ایک لفظ نہین کہہ سکتا اُسکے بعد میری جو راے ہوگی ظاہر کرونگا مگر شاید میری راے تمھین پسند نہ آئے۔

نواب محسن الملک نے جوابدیا کہ شب کی تاریکی کے بعد آفتاب کی روشنی کون نہ پسند کرے گا

ہز مجسٹی نے فرمایا "الاخفاش" نواب محسن الملک نے عرض کیا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس گفتگو کے بعد بقیہ انٹروڈکشن پھر شروع ہوا اور مولوی فدا حسین صاحب معلم دینیات مذہب شیعہ پیش ہوے ہز مجسٹی نے یہ سُنکر کہ یہ شیعون کے عالم ہین فرمایا کہ

"لوگ مجھے متعصب سُنّی کہتے ہین لیکن شاید تمھین معلوم ہو کہ بقرعید کے موقعے پر دہلی کے مسلمانون نے امسال قربانی مین معمول سے زیادہ تعداد گایون کی ذبح کرنی چاہی تھی لیکن مین نے اُسکو سخت ناپسند کیا اِس لیے کہ مین ہندوؤن کی دلازاری کرنے سے نفرت کرتا ہون کیا اِسپر بھی تمھین خیال ہے کہ شیعہ مجھے ہندوؤن سے کم عزیز ہین میری رعایا مین سُنّی شیعہ ہندو یہودی اور آتش پرست ہر مذہب کے لوگ ہین مگر مین سب کی صلاح و فلاح کا یکسان خیال رکھتا ہون اور سب کو برابر سمجھتا ہون البتہ مین تینون خلفا کو بُرا کہنا پسند نہین کرتا اگر ایسے سنّی کو متعصب کہتے ہین تو مین خود کہتا ہون کہ مین ایک متعصب سُنّی ہون۔"

قریباً پچیس منٹ تک یہ دلچسپ اور ضروری گفتگو صدر دروازے پر ہونے کے بعد ہز مجسٹی مسقف راستے سے طلبا کا آداب قبول کرتے ہوے جو دونون جانب ترکش کیپ اور سیاہ لباس مین صف بستہ تھے اور اسٹریچی ہال کے سامنے سے جہان اولڈ بوائز کا ہجوم تھا اور بیک منزل کے آگے سے جہان ہر صوبہ و شہر کے مسلمان جو اِس تقریب مین آئے اور راستے کے دونون جانب صف بستہ

تھے اور ہر طرف سے "السلام علیکم یا سراج الملت والدین" کی متواتر و مسلسل صدا بلند تھی گذرتے ہوے اپنے کمرہ استراحت یعنی بیک منزل مین ہز مجسٹی داخل ہوے ہز مجسٹی کا تمام لباس سیاہ تھا یعنی سیاہ کوٹ سیاہ بوٹ اور سیاہ استراخانی ٹوپی۔ تمام پوشاک سادہ اور چہرے سے شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ رحم و کرم اور فہم و فراست کے آثار نمایان تھے۔

پاؤ گھنٹے کے قریب آرام فرمانے کے بعد ہز مجسٹی نے نواب محسن الملک کو بیک منزل مین یاد فرمایا اور پون گھنٹے تک کالج کے مختلف حالات دریافت فرماتے رہے۔ کالج کی گذشتہ تاریخ۔ اُس کے مقاصد و اغراض۔ معاونین کے نام۔ ان کے عطیون کی تعداد۔ کالج کا طریق تعلیم۔ علی الخصوص تعلیم دینیات کے متعلق بہت سے دقیق سوالات کیے اور نواب محسن الملک ہر سوال کا خاطر خواہ جواب دیتے رہے۔ سائنس اسکول کی ضرورت اور اُسکا حضور شہزادہ ولیعہد و ولیعہد بیگم کی یادگار مین قائم ہونا۔ ہز ہائنس سر آغا خان کی تجویز اور ۳۵ ہزار نقد چندہ کے علاوہ مستقل سالانہ عطیہ کی تعداد مین اضافہ اور سر آدم جی پیر بھائی ملک التجار بمبئی کی فیاضی جملہ حالات گوش گذار کیے یہ بھی گذارش کیا گیا کہ گورنمنٹ ہند نے اپنے دو ہزار ماہوار کے عطیہ مین ایک ہزار ماہانہ کا اضافہ ابھی حال مین کیا ہے جو تعلیم عربی پر صرف ہوگا۔ ہز مجسٹی نے اِس تمام کیفیت کو بہت توجہ اور دلچسپی سے سُنا اور عربی تعلیم کی نسبت استفسار فرمایا کہ۔

"کس قسم کی تعلیم دیجائیگی۔"

نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ گریجویٹ عربی علوم و فنون اور فلسفہ و ادب مین کمال حاصل کیا کرینگے اور عربی علم و ادب اور تاریخ کے خزائن کی تحقیقات مین مصروف ہونگے۔ ہز مجسٹی نے اسپر فرمایا کہ۔

"عربی کی تعلیم کے لیے پڑھنے والے کہان ملین گے اور اسکی خواہش کسکو ہے اور اس سے دنیاوی معاش مین کیا مدد ملیگی۔"

نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ یہ سچ ہے اور اسی خیال سے پڑھنے والون کی ترغیب کے لیے پچیس روپیہ ماہوار وظیفہ ہر طالب علم کو دیا جائیگا اور اسکے لیے اکثر فیاض دل اور نیک مسلمانون نے امداد

کرنے کا وعدہ کیا ہے اور چندہ دیا ہے ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"ایسی تعلیم تو شاید صرف چند خاص طالب علم حاصل کرسکین گے عام درسگاہون اور انگریزی خوانون کے لیے تو ضرورت اِس بات کی ہے کہ اُن کو دینیات کی اس قدر تعلیم دیجاے کہ وہ اسلامی اصول۔ اسلامی عقائد اور اسلامی احکام سے جو عبادات کے متعلق ہون واقف ہون اور اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اُن کو یقین ہو تاکہ وہ مسلمان رہین اور اسلامی مذہب پر ثابت قدم رہ سکین"

نواب محسن الملک بہادر نے عرض کیا کہ اِسکا انتظام پہلے ہی سے موجود ہے اور اسپر عمل ہوتا ہے، ہز مجسٹی نے فرمایا۔

"جبتک مین بذات خود امتحان نہ کرون اور بچشم خود ہر ایک چیز کی تحقیق نہ کرون کوئی راے ظاہر نہین کرسکتا مین دو حیثیت سے کالج کو دیکھ سکتا ہون ایک بطور ممتحن دوسرے بطور سیاح۔ پہلی حیثیت سے ضرور ہے کہ ہر بات کی تحقیق و تفتیش اور طلبا کا امتحان کرکے مین اپنی خالص راے ظاہر کرون۔ دوسری حیثیت سے ایک سیاح کی طرح معمولی اور رسمی طور سے کالج کو دیکھ کر رخصت ہوجاؤن تم ان دونون باتون مین سے کسکو پسند کرتے ہو مگر چونکہ تمھین خوف ہوگا کہ معلوم نہین مین کیسی راے ظاہر کرونگا اِس لیے شاید تم یہ زیادہ پسند کروگے کہ مین خاموشی کے ساتھ کالج کی سیر کرکے چلا جاؤن"

ہز مجسٹی نے باربار زور دیا۔

"میری اچھی یا بُری راے جو کچھ ہوگی وہ پورے امتحان لینے کے اوپر منحصر ہوگی اور وہی صاف صاف ظاہر کرونگا بلکہ اپنی راے تمھین لکھکر دیجاؤنگا تاکہ اُس مین کسی غلط فہمی اور شبہہ کی گنجائش نہ ہوسکے"

یہ سوال بہت ٹیڑھا اور اہم تھا اور ہر شخص محسوس کریگا کہ اسوقت کالج کی آئندہ قسمت شاہ افغانستان

کی راے پر منحصر ہوگئی تھی سراج الملت والدین کا اِس کالج کی نسبت بُری راے ظاہر کرنا اولڈ فیشن اسلامی دنیاے ہندوستان کے لیے جو ابھی اسکی طرف پوری متوجہ بھی نہین ہوئی کالج کی نسبت نہ صرف پورے طور پر بدظن ہوجانے کیلیے کافی تھا بلکہ اُسکے حق مین اگر موت کا حکم نہین تو فالج کا اثر ضرور رکھتا چنانچہ جس جس نے اِس موقعے پر نواب محسن الملک کو ہز مجسٹی کے دقیق اور اہم سوالات اور ریمارک کے خاطرخواہ جواب دیتے ہوے دیکھا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کالج کے صحیح و اصلی صورت حالات کو ہز مجسٹی کے ذہن نشین کرنا اور ہز مجسٹی کے دل پر کالج کا اچھا نقش پیدا کرنا نواب محسن الملک ہی کا کام تھا۔ ہز مجسٹی کے اہم سوالات کا نواب محسن الملک بہادر نے جواب دیا کہ

"کالج کے تمام ٹرسٹی نہایت خوشی سے اِس بات کو پسند کرینگے کہ اعلیحضرت بحیثیت شاہ افغانستان اور مذہبی عالم ہونے کے پورا امتحان لین اگر حضور نے کالج کو قابل اطمینان پایا تو جو راے حضور ظاہر کرینگے کالج کے لیے بہت مفید اور ایک بے بہا سند ہوگی اور تمام ہندوستان مین پھر کوئی اِس کالج کی تعلیم دینیات پر غلط الزام لگانے اور اسکے بدنام کرنے کی جرأت نہ کریگا اور اگر اعلیحضرت کی نظر مین نقص معلوم ہو تو اُن کا اظہار بھی آئندہ اُن کو دور کرنے کے لیے فائدہ سے خالی نہ ہوگا اِس لیے ہم سب یہی چاہتے ہین کہ اعلیحضرت اچھی طرح تعلیم دینیات کا امتحان لین اور جو راے قائم ہو اُسے صاف صاف جیسا کہ اعلیحضرت کا منشا ہے ظاہر فرمائین"

قصائد

اِسکے بعد نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ بہت سے لوگون نے قصائد لکھے ہین آیا اعلیحضرت اُن قصائد کے پڑھے جانے کی اجازت دینگے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"افغانستان مین ایک شاعر میرے لیے قصیدہ لکھ کر لایا جس مین حاتم کی سی سخاوت رستم کی سی شجاعت اور نوشیروان کی سی عدالت میری طرف منسوب کی گئی تھی۔ قصیدہ بہت طویل تھا مین نے دو ایک ہی شعر پڑھ کر واپس کردیا اور اپنے مداح

شاعر سے کہا کہ۔

"یہ قصیدہ میری شان میں تو ہو نہیں سکتا اِس لیے کہ اس میں جو اوصاف ممدوح کے لکھے گئے ہیں وہ میں خود میں نہیں پاتا یہ صفتیں جس میں موجود ہوں اُسکو تلاش کرکے اپنا قصیدہ سُناؤ تمھارا ممدوح میں نہیں ہوں جسکی شان میں یہ قصیدہ کہا گیا ہے دوسرا کوئی ہوگا۔

اِس سے تمھیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں قصائد کو ناپسند کرتا ہوں اور اس لیے معافی چاہتا ہوں"

اِسکو سُنکر حاضرین کے دل پر ہز مجسٹی کی منکسر المزاجی اور راست پسندی کا جو اثر ہوا وہ مدت العمر نہ بھولیگا۔ رخصت ہونے سے پیشتر نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ گزشتہ تشریف آوری کے موقع پر حضور شاہزادہ ویلز اور پرنسس آف ویلز نے کالج کے ٹرسٹیوں کے ساتھ لنچ تناول فرمایا تھا امید ہے کہ اعلیحضرت بھی یہ افتخار ٹرسٹیوں کو عطا فرمائینگے۔ ہز مجسٹی نے اِسکے جواب میں فرمایا۔

"بالفعل میں اس درخواست کو قبول نہیں کر سکتا میں کوئی ایسی بات نہ کرونگا جس کے یہ معنی لیے جا سکیں کہ میں نے کالج اور اُسکے طریقہ تعلیم کو اور اُسکے متولیوں کی کارروائی کو پسند کیا تاوقتیکہ میں بخوبی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال نہ کرلوں اگر میری تجویز میں کالج پسند کے قابل ہوا تو میں خوشی سے تمھارے ساتھ شریک طعام ہونگا اِس سے قبل ایسا نہیں ہو سکتا"

یہ سادہ اور صاف صاف جواب سُنکر نواب محسن الملک حیرت زدہ رخصت ہوے اور ہز مجسٹی نے صرف اپنے چودہ سرداروں کے ساتھ رونق افروز ہوکر لٹن لائبریری میں کھانا نوش فرمایا۔ بقیہ سرداروں اور سپاہیوں افسروں اور اہلکاروں نے پرنسپل ہال اور اُسکے قریب کمروں میں کھانا کھایا۔

کالج کا ملاحظہ

لنچ سے فارغ ہونے کے بعد اعلیحضرت نے کالج ملاحظہ کرنے کے لیے تشریف لے چلنے کی خواہش

ظاہر فرمائی نواب محسن الملک اور خان بہادر مزمل اللہ خان۔ پرنسپل صاحب اور چند ٹرسٹی ہمراہ تھے سب سے پہلے پختہ بارک کے اوّل دو کمروں میں تشریف لائے اور دفتر حساب کو ملاحظہ فرمایا۔ حساب کتاب کے رجسٹر اور حساب رکھنے کا طریقہ دیکھا۔ پھر پختہ بارک کے چند کمروں میں تشریف لے گئے اور جس طریقے و سلیقے سے طلبا رہتے ہیں اُسے ملاحظہ فرمایا باقی کمروں کو باہر سے دیکھتے ہوے سالار منزل یعنی کھانے کے کمرے میں تشریف لائے۔ سر سالار جنگ کے عطیے اور امداد کی یادگار میں جو فارسی کتبہ نصب ہے اوّل سے آخر تک اُسے پڑھا کتبے کے آخر میں سرسید کے دل سے نکلا ہوا یہ شعر سر سالار جنگ کی شان میں کندہ ہے۔

اجرش دہد خداے کہ کرد ست یاوری

با آن کسان کہ ناصر و یاور نہ داشتند

اِس شعر کو پڑھکر اعلی حضرت بہت متاثر ہوے۔ ڈائننگ ہال سے نکلکر اعلیحضرت نے سر ہنری مکمین اور نواب محسن الملک کو اپنی گاڑی میں بٹھایا اور ظہور گیٹ کے راستے سے انگلش ہوس کو روانہ ہوے۔ راستے میں مکڈانل بورڈنگ ہوس اور ممتاز بورڈنگ ہوس کے قریب سے گذرتے ہوے ہز مجسٹی سے عرض کیا کہ مکڈانل بورڈنگ ہوس کی تعمیر میں گورنمنٹ نے بیس ہزار روپیہ عنایت کیا ہے اور ممتاز بورڈنگ ہوس نواب فیاض علیخان پریسیڈنٹ کالج کی عطیہ پچاس ہزار سے تعمیر ہوا ہے۔ ممتاز بورڈنگ کی خوبصورت وضع اور نوابصاحب کی فیاضی پر ہز مجسٹی نے اظہار مسرت فرمایا۔

انگلش ہوس

یہاں مسٹر ریس ہوس ماسٹر اور مس ہیرس لیڈی سپرنٹنڈنٹ حاضر تھے۔ ہز مجسٹی نے بچوں کے سونے کھانے۔ نماز غسل اور سبق یاد کرنے کے کمرے ملاحظہ فرمائے اور انگریزی طریق پر بچوں کے رہنے سہنے کو دیکھکر ارشاد فرمایا کہ

"لوگ اِس طریقے پر مسلمان بچوں کے رہنے سہنے پر اعتراض کرتے ہیں مگر میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا اور میں خود اسی طریق پر رہا ہوں جو بات دیکھنے اور خیال کرنے کے

لائق ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان بچے اپنے اسلامی عقائد سے واقف ہون اور ارکان اسلام کے پابند ہون پھر جو چاہین پڑھین اور جسطرح چاہین ہین اسمین کوئی ہرج نہین۔

اِسکے بعد بچون کے سبق یاد کرنے کے کمرے مین تشریف لے گئے۔ مسٹر ریس نے وہ الماری جس مین بچون کے پڑھنے کے سپارے اور قران شریف رکھے جاتے ہین ہز مجسٹی کو ملاحظہ کرائی اعلیحضرت نے فرمایا کہ۔

"مین قران شریف کو بالاے طاق دیکھنے نہین آیا ہون بلکہ اسبات کا متلاشی ہون کہ بچے اُسے پڑھتے بھی ہین یا نہین اور اگر پڑھتے ہین تو قران کے اخلاق کا اُن کی طبیعت پر اثر ہے یا نہین"

اِسپر مسٹر ریس نے چار لڑکون کو پیش کیا کہ ان کا امتحان لیا جاے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"مین اِس طرح منتخب لڑکون کا امتحان نہین لینا چاہتا مین اگر امتحان لونگا تو خواہ ایک یا دو کلاس یا پوری جماعت کا مگر انتخاب خود کرونگا اور جس سے جو سوال چاہونگا پوچھونگا"

اِسکے بعد ہز مجسٹی نے باورچیخانہ اور بچون کے حمّام کا ملاحظہ فرمایا اور اُن کی صفائی دیکھ کر خوش ہوے اِسکے بعد گاڑی پر سوار ہو کر کالج کے صدر دروازے سے پختہ بورڈنگ ہوس مین داخل ہوے اور مسقّف راستے سے ظہر کی نماز کے لیے مسجد مین تشریف لائے۔

(لطیفہ) ایک کمرے مین مولوی زین العابدین خان مرحوم کی نواسی جسکی عمر شاید چار برس کی ہوگی شیشے مین سے جھانکتی ہوئی دکھائی دی ہز مجسٹی نے اُسکو بلوایا اور پوچھا تمھارے باپ کا نام کیا ہے اور بھی دو چار باتین کر کے ایک اشرفی جیب سے نکالکر مرحمت فرمائی اور رخصت کیا۔

(لطیفہ) ظہر کی نماز کے لیے مسجد تشریف لیجاتے ہوے ہز مجسٹی کی نظر ایک درخت کے گملے پر پڑی اور اُسکا پھول بہت پسند آیا۔ نواب محسن الملک سے فرمایا کہ۔

"یہ درخت افغانستان مین نہین ہوتا بہت خوبصورت ہے اگر اِسکا بیج مل سکے تو مین افغانستان لیجانا چاہتا ہون"

نواب محسن الملک نے مالی کو آواز دی اتفاقاً مالی بھی وہین کھڑا تھا۔ ہز مجسٹی نے اُس سے زبان اُردو مین ارشاد فرمایا کہ

"اِس کے بیج ہون تو ایک ذرا لیاؤ"

اتنی ہی بات سے۔ کلاہ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید۔ مالی کی مسرت قابل دید تھی وہ دوڑا ہوا گیا اور بہت سے بیج ایک کاغذ مین لاکر ہز مجسٹی کی نذر کیے۔

مسجد مین نماز

یہ ظہر کی نماز بھی مسجد کی تاریخ مین مدت تک یاد رہیگی۔ صدہا مہمان اور طلبا وضو کیے ہوے شاہ افغانستان کے ساتھ جماعت مین شریک ہونے یا یون کہو کہ اپنے ساتھ ایک بادشاہ کو بھی حضرت عزوجل مین سربسجود دیکھنے اور تھوڑی دیر کی برابری حاصل کرنے کے انتظار مین کھڑے تھے۔ علما۔ فضلا اور بہت سے صوفیہ کرام بھی موجود تھے۔ ہز مجسٹی اور اُن کے سردار بے تکلف بوٹ پہنے ہوے مسجد مین داخل ہوے جسکو دیکھ کر اکثر لوگ حیران ہو گئے اور سرسید نے جوتا پہنے نماز پڑھنے کے جواز مین جو مضمون لکھا تھا اور جسپر علما نے اُن کو نہایت بُرا بھلا کہا اور نیچری بنایا تھا ایک مسلمان بادشاہ اور اُسکے ہمراہیون کو اسپر عمل کرتے دیکھکر دم بخود رہگئے۔ ہز مجسٹی نے خود نماز پڑھائی اور دو رکعت نماز فرض قصر اور سنّتین پڑھ کر مسجد سے واپس نظام میوزیم کیطرف تشریف لائے۔

(لطیفہ) جب اعلیحضرت مسجد سے نماز پڑھ کر واپس تشریف لارہے تھے تو ایک بزرگ جو صوفیہ کانفرنس کے قائم کرنے والے ہین قصیدہ لیے جرأت کر کے امیر کے قریب آئے اور کہا "یا امیر عرضے دارم! عرضے دارم!!" اور جب امیر متوجہ ہوے تو قصیدہ دکھایا اور کہا کہ اِسکے پڑھنے کی اجازت ہو۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ

"مسجد خانہ خدا و جاے نماز ہست جاے قصیدہ خوانی نیست"

(لطیفہ) ہز مجسٹی کے ایک ہمراہی سردار نے کالج اسکول کے ایک طالب علم سے دریافت کیا کہ تم نے نماز پڑھی تھی۔ طالب علم نے کہا ہان۔ سردار نے کہا آج ہی امیر کے دکھانے کو پڑھی تھی یا کل بھی

پڑھو گے۔ طالب علم نے برجستہ جواب دیا کہ آج تو مین نے اپنی خوشی سے پڑھی تھی چونکہ سب امیر کی آمد مین مصروف تھے کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا بھی نہ تھا لیکن اگر کل نہ پڑھونگا تو جرمانہ ہوگا اور مار بھی پڑیگی

نظام میوزیم

مسجد سے واپس آنے پر ہز مجسٹی نے پرنسپل مسٹر آرچبولڈ سے خواہش ظاہر فرمائی کہ پروفیسرون کا طریقہ تعلیم اُن کو ملاحظہ کرایا جاے چنانچہ جسقدر طلباے بی۔اے کلاس اُس وقت فراہم ہوسکے مسٹر ٹول اُن سب کو لیکر نظام میوزیم مین حاضر ہوے مسٹر آرچبولڈ نے ایک اطلس منڈھی ہوئی کرسی صدر مین رکھنا چاہی لیکن ہز مجسٹی نے ایک معمولی کرسی خود اپنے ہاتھ سے اٹھائی اور دیوار کے قریب لیجا کر رکھی۔ دیوار کی طرف رخ کرنے مین نظام میوزیم مین جو پرانا کتبہ نصب ہے ہز مجسٹی کی نگاہ اُسپر جا پڑی اور اُس کے عربی عبارت کو جو نہایت ادق خط طغرا مین منقوش ہے اچھی طرح نہایت روانی اور آسانی کے ساتھ اوّل سے آخر تک پڑھ لیا اِسکے بعد کرسی پر تشریف فرما ہوے اور مسٹر ٹول کا لکچر پولٹیکل اکانومی کے مسئلہ تجارت بین الاقوام پر شروع ہوا اعلیحضرت ترجمان کے ذریعے سے ایک ایک حرف نہایت توجہ اور غور سے سنتے رہے۔ مسٹر ٹول کا لکچر ختم ہونے پر مسٹر ریش کرافٹ چھوٹے بچون کی جماعت لیکر حاضر ہوے اور ڈائرکٹ میتھڈ (یعنی بلا امداد کتاب فقط گفتگو کے ذریعے سے زبان سکھانے کے طریقے) سے پڑھانے کا طریقہ دکھایا۔ مسٹر ریش کرافٹ کا طریقہ تعلیم دکھانے کے بعد ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"یہ بہت اچھا ہی مگر مین زیادہ تر دینیات کی تعلیم دیکھنا چاہتا ہون"

مسٹر آرچبولڈ نے عرض کیا کہ لڑکون کے جمع کرنے مین دیر لگیگی۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"ہم جبتک چاہو مین انتظار کرسکتا ہون یہ کام سب پر مقدم ہے"

چنانچہ مولوی عباس حسین صاحب پروفیسر دینیات شیعہ ایک جماعت شیعہ لڑکون کی لیکر حاضر ہوے اور کتاب کا درس دینا شروع کیا اُسوقت کا درس کتاب المعاملات پر تھا چند جملے سُنکر ہز مجسٹی نے ارشاد فرمایا کہ

"یہ بحث معاملات کی ہے اور اگرچہ یہ بھی فقہ کا ایک حصہ ہے لیکن اسکی ضرورت

قاضیون اور مفتیون کو ہوتی ہے جنکا کام فصل مقدمات ہے لڑکون کو بالخصوص جو انگریزی پڑھتے ہین اسکی چندان ضرورت نہین ہے اسلیے کہ اسکے نہ جاننے سے اسلام مین خلل نہین آتا لڑکون کو تو زیادہ ضرورت عقاید اور عبادت جاننے کی ہے جسکے بغیر وہ مسلمان نہین رہ سکتے نہ اسلام کی حقیقت کو سمجھ سکتے اور نہ فرائض اچھی طرح ادا کر سکتے ہین اگر مین عقاید اور عبادت کے متعلق سوال کرون تو کیا یہ لڑکے جواب دے سکتے ہین"

طلبا نے کہا "ہان" ہز مجسٹی نے فرمایا "زور سے کہو" سب نے زور سے کہا "جی ہان عرض کرینگے"

ہز مجسٹی نے ایک طالب علم سے سوال کیا کہ

بناے مسلمانی چند است بگو

لڑکے نے جواب دیا۔ پانچ۔ توحید۔ عدل۔ . . . . یہین تک کہنے پایا تھا کہ ہز مجسٹی "عدل" کا لفظ سُنکر متعجب ہوے نواب محسن الملک نے عرض کیا کہ "یہ جماعت شیعہ طلبا کی ہے" ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"مین عقاید شیعہ سے واقف نہین ہون ممتحن وہ ہو سکتا ہے جو اُن چیزون سے واقف ہو جسمین امتحان لے سُنی طالب علم پیش کیے جائین"

اسپر مولوی عبداللہ صاحب انصاری ناظم دینیات اہل سنت والجماعت طلبا کو لیکر حاضر ہوے اور ہز مجسٹی نے سب کو ایک حلقہ مین کرسیون پر بیٹھنے کی اجازت دی۔

امتحان دینیات

اس جماعت سے اپنی مرضی کے موافق ایک ایک طالب علم کیطرف اشارہ کرکے اپنے پاس بلایا اور اُس سے خود سوال کیے ایک گھنٹے تک ہز مجسٹی مختلف طلبا سے سوال کرتے رہے جنکو امتحان کا ذرا بھی ذاتی تجربہ ہے اعتراف کرینگے کہ زبانی امتحان لڑکون کے لیے تحریری امتحان سے زیادہ مشکل ہے ہر سوال کا فی البدیہہ جواب دینا ہوتا ہے سوچنے یا بات بنانے کی مطلق مہلت نہین ملتی اور بسا اوقات طالب علم پر معمولی ممتحن کا بھی اسقدر رعب غالب ہو جاتا ہے کہ مُنھ سے بات نہین نکلتی اور جو کچھ یاد ہوتا ہے اُسوقت

بھول جاتا ہے لیکن اس زبانی امتحان مین اور ایسے ذی شان ممتحن کے حضور مین کہ اُس سے زیادہ کسی کا رعب ہونا مشکل ہے مگر طلبا نے سوا ے دو ایک سوالات کے کہ جنکی نسبت خود ہز مجسٹی نے یہ فرمایا کہ "خیلے سخت است"۔ باقی سب کے جوابات صحیح اور درست دیے اور اپنے کالج کی کشتی کو اس نازک موقع کی منجدھار سے جسکے لیے پیشتر سے کوئی تیاری نہ کی گئی تھی صحیح و سلامت نکال لے گئے بعض سوال معمے کے طور پر تھے جنکو شرعی پہیلی کہہ سکتے ہین مثلاً ہز مجسٹی نے ایک طالب علم سے سوال کیا کہ

وہ کیا چیز ہے جو تیمم مین فرض ہے وضو مین فرض نہین۔

اگر مٹی نہ ملے تو تیمم کس چیز سے کرین۔

ایسے سوالون کے صحیح جواب سُنکر اعلیٰ حضرت "درست" اور "شاباش" کہکر اپنی خوشنودی ظاہر فرماتے تھے مسائل اور عقاید کے بعد وہ سورتین اور دعائین وغیرہ جو نماز کے مختلف ارکان مین پڑھی جاتی ہین طلبا سے پڑھوانی چاہین اور ایک طالب علم کو بلوایا اُسوقت تک ہز مجسٹی کے سوالات کے جواب دینے کا یہ طریقہ تھا کہ طالب علم اپنی کرسی سے اُٹھ کر آتا اور ہز مجسٹی کے سامنے کھڑا ہو کر جواب عرض کرتا مگر اب ہز مجسٹی نے ایک کرسی منگوا کر اپنے سامنے رکھوائی اور طالب علم سے جسکا نام "علی الدین" تھا فرمایا کہ۔

"یہ خوب نہین کہ ہم بیٹھے رہین اور تم کھڑے ہو کر قرآن سُناؤ۔ تم بھی بیٹھو اور قرآن مجید مین سے جو یاد ہو سناؤ"

امتحان کا آخری سین

کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ علی الدین کا ساجز و ضعیف شیر افغانستان کو زار و قطار رُلا کر اُٹھیگا اُس نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ اعوذ اور بسم اللہ کے بعد صاف آواز اور خالص مصری مگر شیرین تر از نبات لہجہ اور قرأت مین۔

ان فی خلق السموات و الارض اختلاف اللیل و النہار لآیات لاولی الالباب (الخ)

سورۂ آل عمران کا یہ رکوع سُنانا شروع کیا وہ چاہی آیتون نے نظام میوزیم مین ایک سمان

باندھ دیا اسکی آواز۔ عمدہ قرات۔ مصری لہجہ۔ ان آیات کی بلیغ معنی اور کلام پاک کی فصاحت اور موقع کی عظمت ان تمام باتون کے مجموعی اثر نے حاضرین کو محو اور اُن پر وجد کیحالت پیدا کر دی جو کھڑے تھے نقش بدیوار اور جو کرسیون پر بیٹھے تھے بت بنے ہوے تھے سب سے زیادہ متاثر وہ ہوا جو اُس مجمع مین سب سے زیادہ بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ قوی شوکت تھا یعنی خود اعلیٰحضرت ہز مجسٹی امیر پر اسقدر رقت طاری ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری تھے اور مسلسل قطرات اشک آنکھون سے داڑھی تک آرہے تھے جب تک یہ رکوع ختم ہو دو رومال آنسوؤن سے بھیگ گئے۔ رکوع کے ختم ہونے پر تمام حاضرین نے ایک روحانی سناٹا محسوس کیا اور سب سے پہلے ہز مجسٹی کی یہ آواز سنائی دی۔ الحمد للہ ! الحمد للہ !!

یہ کہکر اعلیٰ حضرت اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے اور نہایت زور و جوش کے ساتھ بار بار زبان مبارک سے کبھی اُردو مین فرماتے تھے کہ۔

"جو کچھ بدگوئی اس کالج کی لوگون نے مجھ سے کی سب غلط۔ سب جھوٹھ ہے"

کبھی انگریزی مین ہز ہنری میکمہن کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ

They are liars

کبھی فارسی مین زور دیکر فرماتے تھے کہ

"ہمہ دروغ است و کذب و بدگوئی"

نواب محسن الملک کی اس سخت پر خطر آزمایش سے ایسی کامیابی کے ساتھ عہدہ برا ہونے کی مسرت و خوشی کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو اسوقت موجود تھا اور نتیجہ دیکھنے کے لیے بیچین و مضطرب تھا۔

آخر کار ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مجکو جو کچھ اپنا خیال ظاہر کرنا ہے مین بیان کرتا ہون۔

"جس شخص کو اپنے دین سے پختہ خبر ہو اُسکو کیون نہ اجازت ہو کہ علوم معاش حاصل کرے دین کی واقفیت کے متعلق ہم نے طلبا کا امتحان کر لیا اور تشفی کر لی۔ ہمارا جواب ہے کہ "سب اچھا" اور "ہم بہت خوش"

کچھ اور فرمانے والے تھے کہ نواب محسن الملک نے عرض کیا اعلیٰحضرت کے انتظار مین صدہا مسلمان

جو ہندوستان کے مختلف حصص سے شوق زیارت مین آئے ہین اور اسٹریچی ہال مین جمع ہین اعلیحضرت وہین قدم رنجہ فرمائین اور اُن کے سامنے ان خیالات کا اظہار ہو تو عین نوازش ہے ہز مجسٹی نے اسے فوراً منظور فرمایا اور اسٹریچی ہال مین تشریف لانے کے لیے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے۔

(لطیفہ) امتحان ختم ہونے کے بعد سر ہنری میکمہن نے ہز مجسٹی سے کہا کہ کوئی شک نہین آپ عمدہ ملّا ہین اسکے جواب مین فوراً ہز مجسٹی نے انگریزی مین کہا کہ

”درست ہے۔ مین تین چیز ہون۔ مین ملّا ہون۔ مین سپاہی ہون اور مین بادشاہ ہون“

سوالات امتحان پر ہز مجسٹی کی راے

جب ہز مجسٹی نظام میوزیم کے برآمدے مین آئے اُسوقت صاحبزادہ آفتاب احمد خان موجود تھے اُن سے مخاطب ہو کر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

”مین نے طالب علمون کا امتحان لیا اور مین بہت خوش ہون کہ وہ سب امتحان مین کامل اور پورے نکلے اور اکثر میرے سوالات ایسے تھے کہ اچھے لکھے پڑھے مسلمان بمشکل پانچ سوالون مین سے دو سوالون کا جواب دیسکتے تھے مگر اِس کالج کے طالب علمون نے سب کا صحیح جواب دیا۔

نظام میوزیم سے ہز مجسٹی اسٹریچی ہال مین تشریف لاے تمام حاضرین سروقد کھڑے ہو گئے اور ہز مجسٹی ڈیس پر نقرئی چوکی پر رونق افروز ہوے۔

ایڈریس

خان بہادر مزمل اللہ خان نے اجازت حاصل ہونے پر ایڈریس سُنانا شروع کیا۔ ہز مجسٹی نے نہایت غور و توجہ سے سُنا لیکن صرف اُسی حد تک جہان سے تعلیم دینیات کا ذکر شروع ہوتا ہے سُنکر بلند آواز سے فرمایا کہ۔

”اسکے پڑھنے کی اب ضرورت نہین ہے مین خود بھی دینیات کا امتحان لے چکا ہون اور مجھے اسکی پوری حالت معلوم ہو چکی ہے اور ہر طرح مین نے اطمینان کر لیا ہے

شنیدہ کے بود مانند دیدہ“

اسکے بعد اعلیحضرت اپنی کرسی سے کھڑے ہوے اور یہ تقریر فرمائی۔

تقریر ہز مجسٹی شاہ افغانستان

اکثر مردم درباب این کالج قسم قسم سخنہا می گفتند لاکن ما آمدیم براے علم آوری و ما شکرگذاریم از گورنمنٹ انڈیا کہ اجازت داد این را کہ درین کالج کہ اکثر مردم اسلام کہ درین جا آمدہ اند ببینیم۔ حالا آمدیم بر سر مطلب۔ امروز کہ ما آمدیم بقسم بسیار درست وانچہ معلوم بود از اصول دین ما سوال کردیم از شاگردان کہ درین کالج بودند و شکر میکنیم کہ این شاگردان در عقائد اسلامی خود کامل و مکمل اند اول کسیکہ دہن بدگویان بزبان بند کند او ”من“ خواہم بود۔ ما کلامے نہ خواہم گفت کہ کسے از علوم یورپ نخواند۔ بخواند۔ بخواند۔ وبخواند! وبخواند!! لاکن بعد تکمیل مسلمانی۔ چنانچہ خود ما در افغانستان یک کالج حبیبیہ بنا کردہ ایم۔ درو ہم جاری کردہ ایم علم مغرب زمین۔ لاکن بعد ازین کہ شاگردان ”پورا“ مسلمان شوند و این شاگردان کہ امتحان ہمہ در اصول دین درست و کامل اند لاکن ما افسوس میکنیم کہ ما امداد کالج مکمل در ینجا کردن نمیتوانیم چونکہ در دولت خود از براے این کار محتاجیم۔ سر ازین و با این ہم ما ہمیشہ ہمیشہ ماہے پنجصد روپیہ میدہیم و نصیحت ما خواہد بود کہ مسلمان اول ہمین قدر تعلیم دینی دادہ شود۔ بعد بہر طرف رو گردانند۔ گردانند و حالا یکمشت ”ایکدم“ کہ این سالانہ نیست بست ہزار روپیہ میدہیم۔ ما میخواہیم کہ چند طلباے این کالج بہ حبیبیہ کالج روند و بعض طلباے حبیبیہ کالج ہور ینجا بیایند۔ سلام۔

دگر از ہمہ مسلمانان کہ در ینجا حاضر ہستند ہمہ را بامان خدا می سپاریم و وداع میکنیم و حالا بجاے خود میرویم و امشب با متولیان (ٹرسٹیان) کہ بست و پنج کس می باشند با ہم نان میخوریم و میرویم۔ سلام۔

ہز مجسٹی کی اسپیچ کے درمیان حاضرین کا شور و جوش باربار ظاہر ہوتا تھا اور اگرچہ اول اول جیرز سے

احتراز کیا گیا لیکن دو چار جملے سننے کے بعد حاضرین ایسے وارفتہ ہوے کہ ہز مجسٹی کو دوسرا جملہ کہنے کے لیے انتظار کرنا پڑتا اور ترجمان نے جو ہز مجسٹی کے قریب کھڑا ہوا حاضرین کو سُناتا جاتا تھا کئی مرتبہ ہاتھ کے اشارے سے حاضرین کے شور اور جوش کو روکنا چاہا آخر ہز مجسٹی نے ترجمان کو روک دیا اور فرمایا کہ۔

"منع نہ کرو جس طرح پر انکا جی چاہتا ہے چیرز دینے دو"

اسپر چیرز اور نعرہ ہاے تعریف کا وہ شور ہوا کہ کئی منٹ تک اسٹریچی ہال گونجتا رہا۔

ایڈریس کو ایک نقرئی صندوقچہ میں رکھکر نواب ممتاز الدولہ فیاض علیخان نے پیش کیا۔ جو دہلی کی کاریگری اور سادہ کاری کا اعلیٰ نمونہ تھا اور اُسکی شش جہت مین کالج کی عمارتین مسجد صدر دروازہ۔ اسٹریچی ہال اور مقبرہ سید کی تصویرین اور دولت افغانستان کے نشان محراب و ممبر اور کالج کے ہلال کھجور اور تاج کی تصویر جو ہاتھی دانت پر دستی بنائی گئی تھین اور بیضوی شفاف شیشون مین جھلک رہی تھین اور اندر سید۔ نواب فیاض علیخان پریسیڈنٹ اور محسن الملک سکرٹری کی تصویرین بنی ہوئی تھین۔ ایڈریس کئی مطلا و مذہب صفحون پر قلمی نہایت خوشخط لکھا ہوا تھا اور ایک نہایت خوش وضع زرین کارچوبی خریطے مین ملفوف تھا۔ اسپیچ کے بعد ہز مجسٹی اپنی جاے قیام یعنی ہیک منزل کو تشریف لے گئے اور گارڈن پارٹی مین کسل کیوجہ سے آنے سے عذر فرمایا۔

گارڈن پارٹی

کرکٹ فیلڈ مین ایک وسیع و پرتکلف پیمانے پر پندرہ سو آدمیون کے لیے گارڈن پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا تمام میدان محرابون اور حدود سے محدود تھا جو اچھی آرائش تھی جابجا متعدد شامیانے اور خیمے قرینے کے ساتھ نصب تھے اور قسم قسم کے نشان اور رنگ برنگ کی جھنڈیان ہوا مین لہرا رہی تھین مسجد سے گارڈن پارٹی کے دروازے تک جو عروس بہار کا زیور پہنکر خوشنمائی کے ساتھ سجایا گیا تھا ہز مجسٹی کی تشریف آوری کے لیے شاہراہ بنائی گئی تھی مختلف اور نفیس قسم کے میوہ جات اور مٹھائیان وغیرہ سفید پوش میزون پر قرینے اور حسن انتظام کے ساتھ موقع بہ موقع

چنی ہوئی تھین اور تمام لوازمات و سامان خورونوش حسب حیثیت موقع پر تکلف تھے۔ کرکٹ پویلین کے قریب فوجی بینڈ افغانی گت بجا رہا تھا جلسہ اسٹریچی ہال اور نماز عصر کے بعد گارڈن پارٹی کا وقت مقرر تھا۔ تمام مہمان اور طلبا اسوقت کرکٹ فیلڈ مین آچکے تھے ان کے علاوہ بہت سی لیڈیان انگریز۔ صاحب کمشنر۔ صاحب کلکٹر اور دوسرے یورپین حکام اور انگلش اخبارات کے نامہ نگار بھی مدعو کیے گئے تھے۔ اکثر ہندو معززین بھی بلائے گئے تھے اور اُن کے لیے علیحدہ سامان تھا جو لوگ مختلف مقامات سے آئے ہوے اسٹریچی ہال مین اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے تھے وہ یہان ہر طرف اب چل پھر رہے تھے اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور باہم گفتگو کرتے نظر آتے تھے ان کے مختلف وضع اور مختلف لباسون سے جلسے مین خاص دلچسپی پیدا تھی اور اس تمام رونق مین اگر کچھ پھیکا پن تھا تو صرف یہ کہ پویلین مین ہز مجسٹی کی خاص کرسی خالی نظر آتی تھی۔

شام کے بعد

شب کو تمام کالج کی عمارتون اور احاطہ بورڈنگ کے چارون طرف روشنی کی گئی تھی اور شاہراہ یعنی مسقف راستے کے ہر طرف چینی لالٹینون اور قمقمون کی روشنی سے صحن کالج بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ دن اگر عید گذرا تو رات دیوالی کا سمان دکھا رہی تھی۔ ساڑھے سات بجے ڈنر کا وقت مقرر تھا۔ اس سے پیشتر ہز مجسٹی نے نواب فیاض علیخان۔ نواب محسن الملک اور چند ٹرسٹیون کو باریاب فرما کر دست خاص سے ۲۰ ہزار عطیہ یکمشت اور چھ ہزار نقد ایک سال کے عطیہ دوامی کی بابت پیشگی عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک سے وہ تحریری راے جسکا وعدہ فرمایا تھا لکھ کر حوالے کی۔ یہ کالج کی نہایت بیش قیمت سندات مین آب زر سے لکھے جانے اور ہمیشہ ملحوظ رہنے کے قابل ہے۔

نقل سند ہز مجسٹی شاہ افغانستان

ہو اللہ

نشان محراب و ممبر

بتاریخ یوم چہارشنبہ غرہ ماہ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری مقدس مطابق شانزدہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء

جہت ملاحظہ علیگڈھ کالج آمدم اگرچہ از زبان بعضے مردم درباب کالج موصوف شنیدہ بودم کہ در عقائد اسلامیہ درست نمی باشند الا خود من بحضور خود و بزبان خود از شاگردان کالج موصوف امتحان بعضے عقائد ضروری اسلام و مسائل نماز و روزہ را گرفتیم۔ تمام سوالہائے مرا بطریق عقاید اہل اسلام جواب گفتند و سررشتہ تعمیر کالج مذکور و طریقہ بود و باش طلبا را ہم ملاحظہ کردم خیلے موزون و درست است بعد ازان کہ اطفال اہل اسلام بہ عقائد اسلامی ضروری فرائض اسلام دانستہ شوند۔ ہرگاہ شروع درس مروجہ یورپ را بہ کنند ہیچ عیبے نیست۔

(دستخط اشرف) سراج الملت والدین

لٹن لائبریری مین ڈنر

اسکے بعد ہز مجسٹی نے لٹن لائبریری مین رونق افروز ہو کر بمفصلہ ذیل ٹرسٹیون کے ساتھ ڈنر نوش فرمایا۔

نواب محسن الملک۔ خان بہادر مولوی سید فرید الدین احمد۔ مرزا عابد علی بیگ۔ نواب وقار الملک ممتاز الدولہ نواب محمد فیاض علیخان۔ سید محمد میر۔ سید محمد علی سی۔ ایس۔ سید محمد احمد۔ میر عاشق علی۔ مولوی نظام الدین حسن شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ مولوی علی الحسن خان بہادر سید شرف الدین احمد۔ خواجہ یوسف شاہ۔ سید زین الدین۔ مولوی محمد حبیب الرحمن خان نواب مرزا سعید الدین احمد خان۔ نواب محمد اسحق خان۔ نواب محمد عبد السلام خان۔ حکیم حافظ محمد اجمل خان خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد۔ راجہ نوشاد علی خان۔ شیخ محمد عبد اللہ۔

مذکورۂ بالا ٹرسٹیون کے علاوہ نواب میر سردار علی خان (بمبئی) نواب احمد سعید خان (بھیکم پور) بھی شریک طعام تھے۔

ڈنر کے بعد ہز مجسٹی نے ٹرسٹیون کا شکریہ ادا کیا اور اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی۔ پھر بیک منزل مین تشریف لا کر نماز عشا ادا فرمائی اسکے بعد نواب محسن الملک۔ نواب فیاض علیخان اور مولانا حالی کو طلب فرمایا شمس العلما حالی نے اس موقع پر اپنا قصیدہ سُنایا جس کو سنکر اعلیحضرت نے تعریف کی

اور مولانا سے اُن کے فارسی دیوان بھیجنے کی خواہش ظاہر فرمائی اسکے تھوڑی ہی دیر بعد ہز مجسٹی بہ قصد روانگی بیک منزل سے طالب علمون اور مہمانون کی قطارین سے گذرتے ہوئے صدر دروازے پر تشریف لائے اور الوداع کہکر اسٹیشن روانہ ہوئے۔

برکت قدوم میمنت لزوم

اس عنوان سے ہماری مراد کالج کا مالی فائدہ ہے چھبیس ٢٦ ہزار روپیہ جو ہز مجسٹی نے نقد عطا فرمایا اسکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے پانچسو ماہوار عطیہ دوامی کے فلسفے پر اگر غور کیا جاے تو یہ رقم چھ ہزار سالانہ ٣ ½ فیصدی سالانہ منافع کے اعتبار سے ایک لاکھ اکہتر ہزار روپیہ سے بھی زیادہ قدر رکھتی ہے۔ اس قسم کے عطیات کی قدر و قیمت کا اندازہ معاملات مین آجکل اسی طریق سے کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازین اس تاریخ مین جو اور فتوحات کالج کو نصیب ہوے اُن کا تذکرہ بھی اسی ذیل مین کرنا مناسب ہے۔ جب ہز مجسٹی تقریر فرما چکے تو نواب محسن الملک نے اعلان کیا کہ حاجی احمد سعید خانصاحب رئیس بھیکم پور نے دسہزار روپیہ دینے کا ارادہ کیا ہے کہ جس سے ہز مجسٹی کی تشریف آوری کالج کی کوئی یادگار قائم کیجاے۔

اسیوقت دوسرا اعلان نواب محسن الملک نے نواب سید سردار علیخانصاحب رئیس بمبئی کی طرف سے کیا کہ وہ سات ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کرتے ہین جس سے اعلیحضرت کے نام پر ایک اسکالرشپ قایم کیا جاے اسوقت اعلیٰ حضرت کی تقریر کا لوگون پر ایسا جوش اور اثر تھا کہ بہت لوگ اس اعلان کو نہ سُن سکے ہونگے۔ حاجی احمد سعید خانصاحب کی مجوزہ یادگار کے متعلق منشا دریافت کرنے پر ہز مجسٹی نے نواب محسن الملک کو جواب دیا کہ۔

"اس روپیہ کی آمدنی فقہ کی تعلیم پر صرف کی جاے"

اُسی دن راجہ نوشاد علی خانصاحب نے تین ہزار کا عطیہ تعلیم نسوان کے لیے دینے کا وعدہ کیا۔ اس تفصیل سے ہز مجسٹی کی تشریف آوری کے دن گویا کالج کو دو لاکھ سترہ ہزار سے زیادہ کی آمدنی ہوئی۔

کالج کی جانب سے جو ایڈریس پیش کیا گیا تھا حسب ذیل ہے۔

ایڈریس ٹرسٹیان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور اعلی حضرت سراج الملت والدین امیر سر حبیب اللہ خان

جی سی ایم جی امیر افغانستان وحدود متعلقہ آن خلد اللہ ملکہ و دولتہ

اعلیحضرت

همانا ورود مسعود همایون بخاک هندوستان جنت نشان نه همین مایه خوش بختی و سبب خوش وقتی ما اخلاص کیشان گردیده است بلکه سایر مسلمانان این کشور را شرف و افتخار بخشید ما اخلاص کیشان که در ظل عاطفت دولت بهیه برطانیه ادام الله ملکها با من و امان و خیریت و اطمینان هرچه تمامتر شب را سحر میکنیم و عمر بسر می بریم بر خوش نصیبی خود می نازیم که یکے از اجل فرمانروایان ملت بیضائے اسلام که با این دولت علیه رابطه یکجہتی و اتحاد و رسم خلوص و وداد مستحکم دارد امروز به مهمانی دولت ما از قدوم میمنت لزوم ما را شرف فرموده

	واندرین گلشن بهار بے خزان آید همی		مژده اے یاران که در تهنا روان آید همی
	ابر رحمت بهر ما تشنه لبان آید همی		شاه افغانان همی آید درین دار العلوم

اعلیحضرت سلسله ترقیات ملی و سیاسی که در مملکت قوی شوکت خداداد افغانستان از عهد حکومت اعلیحضرت خلد آشیان ضیاء الملت والدین امیر عبد الرحمن خان مغفور متمکن شده بود امروز در عهد معدلت مهد حضور والا به تکمیل رسید و میرسد در هر مرکزے آثار ترقیات روز افزون عیان است و در هر اداره صورت صلاح و فلاح نمایان و درین مدت قلیل تنظیم نیک در ان مملکت بظهور آمده به اعتقاد ما مخلصان سرکار محض نمونه الیست از ان نعمهاے بهیه و آلاے علیه که در ازمنه مستقبله جلوه بروز و ظهور نمودنی است

اعلیحضرت - حالت مسلمانان هندوستان بغایت عبرت خیز است قرو نے چندان نه گزشته که

حامل لواے علوم و فنون و محافظ این خزینه بر کت مشحون در عالم و عالمیان همین مسلمانان بودند و حکمت و فلسفه و هیئت و هندسه و اخبار و آثار قدیمه و جدیده بوجود فیض آمود این قوم زنده و دار العلوم هاے مشهور و دبستان هاے معروف صفحهٔ دنیا از برکات این طائفه پائنده بود و در ازمنه سابقه که تاریکی جهل عالم را فرا گرفته بود انوار تعلیم و اشعه تهذیب و تمدن از ینان ساطع و لامع بود و لے بحسب فطرت دنیاے دون و گردش گردون بوقلمون اختر اقبال شان که باوج کمال رسیده بود بیک چشم زدن روبه حضیض ادبار نهاد و بالآخر بکلی غروب شد چنانچه امروز حالت ما به پایانے رسیده است نه آشناے محیط علمیم نه قدم فرساے وادی هنر نه آتش در کاسه داریم نه زر در کیسه به گرداب جهل و تعصب گرفتاریم و با ذلت و نکبت همکنار اگر بر آئینه دولت بهیه برطانیه از بخت ما بر تخت جلوس نمی فرمود و نعمت امن و امان و دولت خیریت و اطمینان انعام نمیکرد درین ملک جز اسمے و رسمے از ما باقی نمی ماند و مثل حرف غلط از صفحه هستی محو میشدیم - دولت بهیه برطانیه نه همین امن جان و مال و آزادی حال و مقال ما ارزانی فرمود بلکه ذرائع بیشمار و وسائل هزار در هر اه جهت ترقی ما مهیا نمود که عمده و افضل آن طریق تعلیم و تربیت عمومی است که بغیر نشو نماے ملی که لبسته به فرار و ے عقلی و اخلاقی و تمدنی است صورت نمی پذیرد - جمیع اقوام هند از ان برکات بهره یافتند و ازین خوان نعما لقمه بر داشتند و در تحصیل علوم و فنون جدیده چندان تیز گامی کردند که از ناکامی رستند و لے هزار افسوس که ما مسلمانان بجاے اینکه همپاے دیگران رفتار کنیم و مثل همرهان در حصول معارف بکوشیم در هیچو موهبت عظمی بچشم تنفر نگریستیم و از خود پسندی و تعصب پاے درین رهگذر نه نهادیم و چون درین روزگار در همه کارهاے ملکی و دولتی از زبان انگریزی و علوم جدیده گریز نیست - ما را هر روز مصیبتے تازه روے می داد و زحمتے نو بروے کار می آمد - اقران و امثال ما گوے سبقت در عرصه ترقیات بردند و یاس و ناکامی به ما سپردند - ولے خداوندیگانه که مدبر این کارخانه است از الطاف رحیمانه خود مردے هوشمند و فرزانه را بر انگیخت که بکنه این خطرات که باعث هلاکت و بربادی ما بود در رسید - رگ حمیتش بجنبید و دلش بدرد آمد و این اندیشه در خاطر او استوار گردید که تا مسلمانان علوم و فنون مغربی را نیاموزند

دشوار بلکه محال است که از قعر مذلت خلاص یابند و بمدارج علیاے معارف و تهذیب ارتقا جویند
هر چند که از لطف عمیم حکومت بهیه برطانیه مدارس و مکاتب و دار العلوم هاے متعدد در تمام
هندوستان قائم و جاری و خود بزرگوار موصوف معترف سودمندی آنها بود ولے در اندیشه و
دوربینیش این امر جاگزین شده بود که هیچ قومے در تحصیل علوم تهذیب و اخلاق بدرجات شائسته
و بایسته نمی تواند رسید تا وقتیکه صعب ترین مراحل این رهگذر را بپامردی خود طے نکند و براے
پیش رفت مقاصد دینی و دنیوی بناے دار العلوم مخصوص و علحده براے خود ننهد خصوصاً در چنین زمانے که باد
موافق از طرف دولت روان ست و نیسان حریت و ترقی در تمام ملک باران. نبودن اسلامی دار العلوم حیف بود
و بر همین قصد و نیت بزرگوار مومی الیه که مراد از سر سید احمد خان ست رحمه الله و جعل الجنة مثواه این کالج را بر
بنیان محکمے کار گذاشت و هر چند در حصول مقصود مخالفتهاے بیشمار و مزاحمتهاے بسیار دید ولے از
پاے ننشست تا دست بدامن مقصود نه رسانید. بمرور زمانه هم کیشان سر سید مغفور که در بدو کار بامر کوز
ست او ناساز گار بودند قدر زحمات او دانستند و کمر همت براے آبادانی این مدرسه چست کردند تا اینکه
امروز بدرجه رسیده است که فی الجمله سزاوار ملاحظه عالی گردیده و اگرچه در اول این مدرسه محض تحت حمایت
دولت بهیه برطانیه قائم گردیده ولے متعاقب بعون خداوندی مساعی جمیله افراد قوم بکفالتش رسید که
از تماشاے این عمارات عالیشان و طلاب فراوان امروز از نظر همایون میگذرند و بجهت تعمیر عمارات و اعانت
طلباے این مدرسه که بار مصارف تعلیم را متحمل نبودند و دیگر کارهاے ضروری زائد از شانزده لک روپیه از
همدردان قوم بهم رسید که بغیر آن استقرار و استحکام این درسگاه ممکن نبود بالجمله از جمیع نقاط هندوستان هر کسیکه
درد مارا فهمید از دم و درم دریغ نکرد خاصتاً فرمانروایان و والیان ریاستهاے ملکی که همت به اعانت
این کار گماشتند و قوم را رهین منتها ساختند.

چند از تفصیل این اجمال عرضه میشود که درین زمان سعادت توامان ماهیے تقریباً سه هزار
روپیه از دولت بهیه هندوستان بمدرسه میرسد و سرکار نظام الملک فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن خلد الله ملکه
ماهیے دو هزار روپیه مرحمت میفرماید و علی هذا والیان ریاستهاے رامپور و بهاولپور و جاوره و مالیر کوٹله

و مهاراجه پٹیاله نیز بعطیه و ام معاونت می نمایند و جمله مداخل این مدرسه سالیانه یک نیم و لک روپیه می شود
که تمامش در تعلیم و تربیت و امداد شاگردان از هشت صد بیشتر اند بکار میرود و هنوز بقدر ضرورت این
مدرسه و بجمعی با اخلاص کیشان باشد نه شده چه بسیار طلاب مسلمان از کمی بضاعت مالی نتوانند از تعلیم
و تربیت اینجا استفاده نمایند و با اینکه پانزده هزار روپیه در وظائف خرچ میکنیم اینقدر هم کفایت نمیکند
و در همین سال و بست نفر را که با نجابت و اصالت خاندانی پرتو قابلیت ذاتی و استعداد فطری از جبین
شان آشکار بود ولے افلاس و ناداری مانع تحصیل علم و کمال ایشان را نه توانستیم امداد بدهیم ناچار در خود سینها
را فرو کردیم و بر محرومی شان بسیار افسوس خوردیم بر راے مهر ضیاے همایونی مستور و محتجب نماند که ابتداے
این درسگاه اسلامی بسنه ۱۸۷۵ء است و در سنه ۱۸۷۸ء گویا از طفولیت به رشد رسید و بنام کالج نامزد گردید و پس
از ان آغاز تعلیم درجه اعلی ایم. اے که در دار العلوم هاے هندوستان جاری و متداول ست از سنه ۱۸۸۴ء بظهور
پیوست و درس قانونی ملکی در سنه ۱۸۹۱ء شروع گردید چون تمام این مراتب طے شد و این مدرسه من حیث
فراهمی اسباب درس انگریزی و فروغ آن چنانکه در مدارس بزرگ این ملک مے باشد به تکمیل رسید. نظر
بهر دو غایات اصلی و مقاصد دلی یعنی ترقی دینی و دنیوی که از اول در بناے این مدرسه متصور بود ما مخلصان
سرکار والا خواستیم که تکمیل اعلی درجه علوم عربی که فوائد آن مخصوصاً بسته بمقاصد دینی ما مسلمان است بنمائیم و در
ترویج آن بکوشیم تا نونهالان امت مرحومه محمدی از گلزار پر بهاران علوم مقدس گلے به چینند و زیب دستار
فضیلت خود نمایند و ریاضتهاے علماے سلف بهدر نه رود و گنجینه معارف و خزینه تهذیب که
بزرگان ملت از براے ما گزاشته اند ضائع نشود بجهت حصول این مقصود دولت دولت علیه
هندوستان که ما نمی توانیم سر از بار منت و احسان آن برداریم ماهیے یکهزار روپیه براے این کار
به اعانت دوامی خود افزوده و بزرگان ملت براے اعانت طلب نه هزار روپیه سالانه بصورت وظائف
بذمه خود گرفتند تا که شاگردان از بار مصارف تعلیم سبکدوش گردیده در تحصیل و تکمیل علوم عربی مشغول
باشند.

ثانیاً چون درین زمان تعلیم سائنس که مراد از درس فنون طبعیه علمیه و عملیه ست از براے

پیش رفت دینوی لازم وضروری ست وترقیات مادی هر قوم بغیر آن صورت نه پذیرد وورین مدرسه هم درس ابتدائی آن علوم شش سال ازپیش ازین برقرار بود ولیکن در سنه گزشته یعنی سنه ۱۹۰۶ء بیادگار تشریف آوری والاحضرت شاهزاده ولیعهد بهادر دولت بهیه دولت برطانیه وعلیاحضرت شاهزاده خانم انتظام مخصوص برائے تکمیل وتوسیع سائنس بر روے کار آمد وعالیجناب هز هائنس آغا سر سلطان محمد شاه آغاخان جی سی-آئی-ای امداد کافی وکمک وافی فرموده مبلغ سی وپنج هزار نقد مرحمت فرمودند وبر عطیه شش هزار سالانه خود دو هزار دیگر سالانه افزودند ویکے از هم کیشان بمبئی سر آدم جی پیر بهائی که بهمت عالی وکشاده دستی انصاف دارند مبلغ یک لک ده هزار روپیه یکمشت عطا فرمودند وازین آسانی که برائے تعلیم سائنس بنهاده بعد ورس اعلاے آن جاری خواهد شد ولیکن بغیر فراهمی آلات وتعمیر عمارات وجمع آوری اجل اساتذه این کمال که مصارف کثیر لازم دارد به تکمیل نه خواهد رسید۔

دولت علیه هندوستان بست هزار روپیه برائے خرید کردن آلات عطا فرموده واز فضل خداوندی امیدواریم که چندان که بجهت این کار درخواست از دیگر وسائل هم نصیب ما خواهد گردید۔

اینست مجملے از ترقیات این مدرسه که در حضور والا بغرض همایون رسانیدیم اکنون میخواهیم که از بابت درس دینیات وفقه وحدیث که درین مدرسه میشود حرفے بسامع والا معروض داریم۔

اعلیحضرت مقصود از بنا نهادن مدرسه مخصوص از برائے مسلمانان این بود که هم علوم متداوله انگریزی را بیاموزند تا شسته کیش ومذهب اسلام هم از دست نروند وعلوم مذهبی را آنقدر فرا گیرند که مهمات وضروریات مسائل بهره وافی اندوخته باشند نظر بران درین مدرسه بزرگانے چند از علماے ملت به سائر شاگردان موعظت فرمایند ودرس معقولات ومنقولات شرعیه میدهند وهم از بابت تکلیات واجبه اسلامیه مثل صوم وصلوة وغیره مواظبت کلی می نمایند وغیر ازین علما که بالمره مصروف تلقین وتدریس هستند علماے کرام از دیگر جاها می آیند وامتحان شاگردان این مدرسه میگیرند واز افاضات خود مستفیض میفرمایند۔

اعلیحضرت - درین زمان اصول تربیت وتعلیم در اکناف واطراف عالم چنان رو به ارتقا آورده است که هر طائفه که همپاے سابقین این مضمار رفتار نه کند هر آئینه در حضیض پستی خواهد ماند وبرائے حصول این مطلب واداره درس اعلاے کامل که بامدارس عمومیه فرنگستان دم مساوات وهمسری زند مایه کثیر ومصارف کلی لازم ست وباوجود بذل جهد ومساعی که از خیر اندیشان این خطیب جلیل بر روے کار آمده هنوز دست ما کوتاه است واین درسگاه بذروه علیا وغایت قصوی که مطلب ومقصود باشد نرسیده - اما بمصداق لا تقنطوا من رحمة الله ما از مراحم خداوند عالم مایوس نمی شویم وامیدواریم که روزے تیر امید ما به هدف مراد خواهد رسید واین دار العلوم بدان پایه رفیع ارتقا خواهد نمود که قوم را بدان احتیاج است وروزے به آبیاری بخت وپایمردی خیر اندیشان ملت وحصول پول کافی بذل جهد وافی بدرجه وحیثیت یونیورسٹی ارتقا خواهد نمود وبفحواے سالے که نکوست از بهارش پیداست - این ورود میمنت آمود همایونی به اعتقاد ما اخلاص کیشان آیتے از آیات وامارتے از امارات حصول مطالب وانجاح مآرب ماست که از الطاف ایزد متعال بظهور آمده۔

خوشا نصیب ما که از زیارت همچو نیر سعادت بهره اندوز شدیم وشب تیره خود را بروز روشن آوردیم۔ شک نیست که اینهمه ازان ست که اتفاق دولتین بمیان است ایزد توانا این اتفاق را قائم واین اتحاد را دائم دارد که در سود گروه اسلام است وبهبود ملت خیر الانام اگر چنین نبود این آفتاب عالمتاب افغانستان بر ما کے جلوه می فرمود۔

دیر است که سمع مبارک وهمایون را زحمت شنفتن میدهیم اکنون باید که دست ازین زحمت برداریم وبه دعا بر آریم۔

تامدار کار باشد بر عمل — عار باشد تا جوانان را کسل
درجهان تا علم را باشد نشان — بر هنرها تا کنند نازش جهان
تا ریاست راست گیتی در وجود — تا سیاست راست در عالم نمود
شخص تو محفوظ باشد از گزند — چارهٔ درد از تو جوید دردمند

مولانا حالی کی نظم

اِس نظم کو شمس العلما مولانا الطاف حسین صاحب حالی نے محمڈن کالج علیگڈھ مین ہز مجسٹی شاہ اسلام کو سُنایا اور ہز مجسٹی نے اُسے سُنکر پسند فرمایا اور تعریف فرمائی۔

میرسد گر فرق عزت بگذرد از فرق دان	میزبانے را کہ شاہے چون تو باشد میہمان
گر برقص آید در و دیوار کالج دور نیست	زین طرب کامد بدیدارش امیر کامران
دولتِ بیدار بختِ ما کہ شد مہمان ما	چون تو مہمانِ عزیزِ قیصرِ ہندوستان
کاش بودے زندہ اکنون بانئے این درگاہ	تا بدیدے پایہ اش بالاتر از وہم و گمان
تاہمہ اسید ہا کاندر دلِ خود بستہ بود	از قدومِ شہ بچشمِ خویشتن دیدے عیان
اے سراج ملت و دین اے امیر ابن امیر	اے چو باب نامدار خویش شاہِ کاروان
سنگہا کاندر رہِ تعلیم قوم آمد بہ پیش	داستان عبرت انگیزش نہ گنجد در بیان
قصہ کوتہ جہل و دانش سالہا در جنگ بود	جہل میکوشید تا نگزارد از دانش نشان
فضل ایزد گر نہ بودے حامیِ این درسگاہ	کوشش بانی ہمہ برباد رفتے بے گمان
شکر للہ کز میان برخاست آن جنگ و خلاف	جملہ بربستند بر امداد این کالج میان
عاقبت مقبولِ کالج بدین غایت رسید	تربیت گاہِ غریبان شد گذرگاہِ شہان
شکر این کہتر نوازی کز قدومِ خویشتن	اہل کالج را فزودی آبرو و عز و شان
گر نویسید پارۂ زان نیست یارا اے قلم	ور بگویید اندکے زان نیست یزدے زبان
پس ہمان بہتر کہ گردد بر دعا ختم سخن	زانکہ نبود جز دعائے خواجہ کارِ بندگان
تا ز تعلیم ست و تلقین دین و دنیا را فروغ	تا بود وابستہ با علم و عمل نظم جہان
ملت افغان ز تدبیر تو اندر علم و فن	گوئے سبقت بردہ باد از جملہ ابنائے زمان
آنچنان کز نوع خود در عزم جرأت برتر است	ہمچنان در علم و حکمت باد ممتاز از جہان
تا بود خیر و صلاح خلق در صلح و وفاق	تا نہال دوستی بار آورد امن و امان

اتحاد دولت ہند و خداداد امیر	باد مستحکم بسان اتحاد جسم و جان

ہز مجسٹی کانپور مین

ہز مجسٹی ۱۷ جنوری کی صبحکو کانپور روانہ ہوے اسپیشل ٹرین جو آئی تو ٹھنڈی سڑک کے پھاٹک کی طرف چلی گئی وہان چاہیکر آٹھ بجے ٹرین سے اُترے۔ جسم مبارک پر جودھپور کا بھورے رنگ کا جوڑا اور سر پر سیاہ رنگ کی استراخانی ٹوپی تھی۔

مسٹر میکلم رائیٹ کلکٹر اور مسٹر ٹڈبال جج ضلع نے استقبال کیا۔ اسٹیشن پر فوجی افسر بھی تھے کانپور کے والنٹیرون کا ایک گارد زیر کمان میجر ایڈمسن سفید اور نیلے رنگ کی وردی پہنے حاضر تھا۔

جس پلیٹ فارم پر امیر ٹرین سے اُترے خوب آراستہ کیا گیا تھا سرخ اور سبز ٹپاپٹی کا شامیانہ تھا بہت سے پھریرے اور جھنڈیان تھین۔ فرش کے ایک طرف بہت سے گملے دھرے تھے تمام راستہ بھی خوب آراستہ تھا دونون طرف ہزارون تماشائی موجود تھے۔ فارسی زبان مین کئی ایڈریس ہز مجسٹی کی خدمت مین پیش کیے گئے منجملہ اور موزون و مناسب کتبون کے مسٹر س ایم۔ کیس۔ ڈی سنرونا نے فارسی اور پشتو زبان مین جو کتبہ لگایا تھا قابل توجہ تھا۔

"اُستراہوشتی سراج الملت والدین امیر افغانستان"

اسٹیشن کے قریب مسٹر س مرے کمپنی کی دُکان بھی نشان اور پھریرون سے خوب سجی ہوئی تھی۔

کارخانہ اولن مل

لوگون کے پیش ہونے کے بعد ہز مجسٹی مع سر نہری مکمین اور چند خاص خاص افغانی سردارون کے کئی ملون اور کارخانون کی سیر کے لیے فوراً تشریف لے گئے۔ پہلے کانپور اُولن مل کے کارخانے مین گئے جو مشہور لال املی کے تجارتی مارکہ کے پروپروائٹر ہین ٹھیک نو بجے بیس منٹ پر کارخانے مین داخل ہوے آنریبل مسٹر میکر ابرٹ نے اِس مقام پر ہز مجسٹی اور سردارون کا استقبال کیا اُسوقت اُن لوگون کے چار چار پانچ پانچ آدمیون کے کئی گروہ ہوگئے آنریبل مسٹر میکرابرٹ نے امیر کو سیر کرائی اور کارخانہ کے اسٹاف افسر سردارونکو

کارخانہ دکھانے کے لیے لے گئے اس سے یہ غرض تھی کہ مختلف کلون سے اونی کپڑا بننا اچھی طرح دکھایا جائے خام اون سے کپڑے کی تیاری تک تمام کام دکھایا گیا جسوقت تک ہز مجسٹی امیر سیر کیا کیے برابر گھنٹے بجا کیے انجن گھر کے دروازے پر بڑے بڑے فارسی حرفون مین لکھا ہوا تھا۔

"قدوم میمنت لزوم حضرت خاکوی سراج الملت والدین مبارک باد"

ایک دروازے پر لال رنگ کے دوسوتی کپڑون پر اون سے کڑھا ہوا تھا۔

"لال املی یور مجسٹی کا خیر مقدم کرتی ہے"

ہز مجسٹی امیر ہائیسٹ (جس تختے پر چڑھ کر لوگ کل کے ذریعے سے اوپر چلے جاتے ہین) کے ذریعے سے بالائی منزل پر تشریف لیگیے اس طریق پر کوٹھے پر جانے سے افغانی ایسے خوش ہوے کہ کئی مرتبہ اوپر آئے گئے جس کمرے مین لوگ اس ذریعے سے جاتے ہین وہ بھی خوب سجا ہوا تھا مقناطیسی روشنی تھی۔ نیچے کی منزل مین بہت سے ریشمی اور اونی تھان رکھے ہوے تھے۔ تمام کلین خوب دیکھی گئین اس مقام پر سوت کاتا اور لپیٹا جاتا تھا۔ اوپر کی منزل مین سوت کاتنے اور بننے کی جو کل تھی اُسے ہز مجسٹی خوب غور سے دیکھ رہے تھے اسوقت ایک زبردست کنگھے والی سب کلون سے زیادہ ہز مجسٹی کو اچھی معلوم ہوئی ہز مجسٹی کو ایسی دلچسپی ہوئی کہ بہت سے استفسارات کیے (مسٹر میکرابرٹ کا بیان ہے کہ "بے انتہا سوالات کیے تھے۔ تفصیلات سے بہت بڑی واقفیت اور گرمجوشی حیرت انگیز تھی"۔

اسکے بعد ہز مجسٹی ہوزیری کے صیغے مین گئے جہان کل کے ذریعے سے از خود مضبوط فوجی جرسیان اور موزے بنے جاتے تھے اسوقت جرسی کا اوپر حصہ تو تیار ہو چکا تھا آستینین بنی جا رہی تھین میسٹر کی بنی ہوئی ایک کل کیطرف خاص غور سے خیال رجوع ہوا۔ اس کل سے بھورے رنگ کے سادے سادے موزے بنے جا رہے تھے۔ کل اس پھرتی اور ہوشیاری سے کام دے رہی تھی جیسے ہاتھ کی انگلیان جلدی جلدی کام دیتی ہین ہز مجسٹی کو اس قسم کے گرم کپڑے بننے سے بڑی دلچسپی تھی اسکے بعد ہز مجسٹی کو چار آدمی دکھائے گئے جو کانپور کے بنے ہوے کپڑون کی وردیان پہنے ہوے تھے ان چارون مین ایک سوار تھا اور ایک سپاہی جو موسم سرما کی وردی اور برف پر

چلنے والے بوٹ پہنے ہوے تھے اور ایک سپاہی خاکی رنگ کی ایسی وردی پہنے تھا جسے پہنکر میدان جنگ مین جاتے ہین۔ ایک پولیسمین خاکی رنگ کی وردی پہنے اور سر پر لال صافہ باندھے تھا۔ یہ سب اونی چیزین لال املی کی بنی ہوئی تھین ہز مجسٹی امیر نے کمال دلچسپی سے سب چیزون کو ملاحظہ کیا اور موسم سرما کی وردی خوب غور سے دیکھی اور قیمتی تجربے کے سبب کچھ تجویزین کین کہ جو بوٹ پہنکر برف پر چلتے ہین اُن مین کچھ اور عمدگی ہونی چاہیے۔ ہز مجسٹی امیر کے ہمراہ جو انجنیر تھا اُس نے کہا کہ ہماری کلین باتین کرنے کے سوا اور سب کام کرتی ہین (مگر ان کلون نے فی الواقع امیر سے باتین کین ہونگی) امیر نے مسٹر میکرابرٹ سے فرمایا کہ سال گذشتہ کابل مین ایک کارخانہ جاری کرنے کا میرا قصد تھا مگر اب وہ ارادہ دہ چند بلکہ صد چند قوی ہو گیا ہے۔

اسکے بعد پارچہ بافی کے صیغے مین لیجا کر امیر کو ٹوئیان۔ جھاڑن اور بانات بنتے ہوے دکھائے گئے اور ہز مجسٹی نے ان کے تانے بانے کو خوب غور سے دیکھا۔

پھر فیتہ بننے کی ایک گول کل دکھائی گئی جو مقناطیسی قوت سے کام کرتی ہے اسکے بعد امیر کو اُس مقام کی سیر کرائی گئی جہان کپڑا بنکر تیار ہوتا اور اُس پر برش ہوتا اور ناپا اور لپیٹا جاتا ہی۔

پھر انگریزی خیاطی کے صیغے مین گئے جہان انگریز اپنا کام کر رہے تھے یہ لوگ وردی پہنے ہوے جلد جلد کپڑا سی رہے تھے اس مقام کے دروازے پر کپڑا کاٹنے کی جو کلین ہین ہز مجسٹی امیر کو بہت دلچسپ معلوم ہوئین۔ اسپات کے پتھر سے (جو خالی قوت سے چلتا ہے) کپڑے کاٹے جاتے تھے۔ چونکہ یہ پتھر ہر دفعہ چکر سے گذرتا رہتا ہے اسلیے ہر وقت اُسپر باڑھ رہتی ہے۔

لفظ "لال املی" سے جو مراد ہے وہ بھی امیر کو سمجھائی گئی کہ اس کارخا کے احا کے ایک گوشہ مین لال املی کا ایک درخت ہے اور اولن مل کے مالکون نے اُسے اپنا "تجارتی مارکہ" قرار دیا ہے کارخانے کے اسٹاف افسرون نے ہز مجسٹی سے عرض کیا کہ کانپور اولن مل مین ہر شئے خالص اون سے بنتی ہے۔

اسکے بعد ہز مجسٹی مع اپنے ہمراہیون کے موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر میور مل مین تشریف لیگئے۔

یہان سے چلتے وقت وزیٹرون کی کتاب مین "ضیاء الملت" کا فقط دستخط کردیا اسکے بعد موٹر کارگاڑیان اس مل سے دوسرے مل مین اس سرعت و تیزی سے گئین کہ ایک منٹ کا کچھ حصہ بھی رائگان نہ ہوا۔ ہز مجسٹی کو کانپور مین دس بارہ گھنٹے کے اندر تمام ملون کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا یہ خوشی کا امر ہے کہ ہز مجسٹی کانپور مین دو گھنٹہ اور صرف کرنے کیلیے دو گھنٹے قبل ہی آگئے تھے۔

میور مل

ہز مجسٹی کی تشریف آوری کی تقریب مین مسٹر بیٹی۔ مسٹر میکمین۔ مسٹر لٹلی اور مسٹر ہول کی نگرانی مین میور مل خوب سجائی گئی تھی ایک فرلانگ تک مختلف رنگون کے عمدہ اور نفیس پھریرے لگائے گئے تھے اور گوشون پر یونین جیک کا نشان تھا۔ بہت سے خوشنما پھریرے خوبصورت درخت پام کی ناندون مین لگے ہوے تھے۔ ہر قسم کے سیکڑون خیمے تھے اور سفید و زرد رنگ کے جنگی مصرف کے خیمے کی قطارین بھی تھین گلابی اور سفید رنگ کی پٹیون کے شامیانے۔ سوئیس کاٹج خیمے۔ شکاری اور کابلی خیمے نصب تھے ایک طرف چالیس فیٹ بلند تھیٹر کا بہت بڑا خیمہ تھا جسکی عمدہ عمدہ قناتین اور پردے تھے یہ خیمہ لکھنؤ کی ایک یوروپین ڈرمیٹک کمپنی کے لیے بنایا گیا ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے اس طرح کا خیمہ ہندوستان مین پہلے پہل بنایا گیا ہے۔ میور مل مین کیمپ کی آرائش کا جو سامان تیار ہوتا ہے وہ بھی نمایان کیا گیا تھا بہت سی عمدہ عمدہ دریان تھین جنکی نسبت اس مل کو دعوی ہے کہ اس سے بہتر مشرق مین کہین نہین بنائی جاتین۔

داخلے کیوقت مسٹر لیس۔ یم جالنسن مینجنگ ڈائرکٹر اور افسران اسٹاف نے ہز مجسٹی امیر کا استقبال کیا۔ لوگون کی میٹھی اور مہربانی آمیز کلام کے بعد امیر کی جماعت کئی گروہ مین تقسیم ہوگئی مسٹر جالنسن نے امیر کے گروہ کو سوت کاتنے اور کپڑا بننے کے مقامات کی سیر کرائی۔ یہان بیچ مین ایک شامیانہ نصب کیا گیا تھا وہان مسٹر سی۔ ایف پوپ کی چھوٹی بیٹی (مینجنگ ڈائرکٹر اور سکرٹری ان کے ساتھ تھے) نے ایک کشتی امیر کی تشریف آوری مین نذر کی۔

اسکے بعد ہز مجسٹی اپر انڈیا چیمبر آف کامرس کی عمارت مین ٹفن نوش فرمانے تشریف لے گئے

یہان مندرجہ ذیل اشخاص موجود تھے۔ سر ہنری میکمین۔ مسٹر پیچ۔ لیس ڈابز سی۔ آئی۔ ای۔ میجر برڈ آئی۔ یم۔ یس۔ میجر وکٹر بروک بی۔ یس۔ او۔ کپتان ریمزے۔ افسران ہمراہی امیر۔ آنریبل مسٹر میکرابرٹ پریسیڈنٹ چیمبر آف کامرس۔ کرنیل گلیڈونیو گومن میجر کافن آر۔ ای۔ میجر ایڈمسن۔ میجر فارسٹر واکر۔ کپتان جننگز۔ مسٹر لیس۔ یم جالنسن۔ مسٹر سی۔ ٹی۔ ایلن۔ مسٹر سلور۔ مسٹر اے ڈبلو للی۔ مسٹر آر۔ ڈبلو۔ میکسول۔ مسٹر کرک۔ مسٹر گوڈ۔ مسٹر پنگٹین۔ مسٹر ایش ڈون۔ مسٹر سکپیر۔ مسٹر بکفرڈ۔

مسٹرس کوپر ایلن کمپنی

خاصہ تناول فرمانے کے بعد ہز مجسٹی اور سردار مع سر ہنری میکمین اور دوسرے افسرون کے مسٹرس کوپر ایلن کے کارخانے کی سیر کے لیے تشریف لے گئے جسکا وسیع احاطہ خوب سجا ہوا تھا اور افغانی رنگون کا ایک محرابدار دروازہ بنایا گیا تھا اُس پر ہز مجسٹی کا خیر مقدم لکھا ہوا تھا۔

مسٹر لٹ گارڈ ایلن اور مسٹر سدرلینڈ نے استقبال کرکے ہز مجسٹی کو اپنے بہت بڑے کارخانے کے ہر صیغے کی سیر کرائی ہر کام مین ہز مجسٹی نے اپنی دلاویزی ظاہر کی اور بوٹ اور جوتے تمام و کمال بنتے ہوے غور سے دیکھے۔ تمام کلون کا خوب پھر پھر کے ملاحظہ کیا اور کئی مرتبہ میلے میلے کپڑے پہنے ہوے کام کرنے والون کے پاس اسطرح کھڑے ہوہو کر ہز مجسٹی نے کام ہوتے ہوے دیکھا کہ اُن کے شانون سے ہز مجسٹی کے شانے مس ہوگئے نہایت احتیاط اور تفصیل کے ساتھ سب کامون کی کیفیت سمجھائی گئی۔ ہز مجسٹی نے سب باتین نہایت غور سے سنین دو گھنٹے سے زیادہ ہز مجسٹی مختلف صیغون کو دیکھا کئے۔ پھر جس مقام پر دباغت ہوتی ہے اور جہان بوٹ بنتے ہین انھین دیکھا کارخانے کے نمایشی کمرے مین اس جگہ کی تمام بنی ہوئی چیزین نہایت قرینے سے نمایان کی گئی تھین یہان ایک لاثانی صورت تھی کہ تمام ہندوستان تو کیا انگلستان مین بھی اسکی نظیر نہ ہوگی وہ یہ کہ ہر قسم کے ساز۔ ہر طرح کے بوٹ۔ ہر قطع کی زین اور کئی طرح کے پورٹ منٹو تھے اسکے علاوہ بہت سی دوسری چیزین تھین یعنی مسٹرس کوپر ایلن جتنی چرمی چیزین بناتے ہین سب نمایان کی گئی تھین۔ ہز مجسٹی نے تمام نمایشی چیزون کو خوب غور سے دیکھا اور تعریف کی کہ کس عمدگی سے یہان کام ہوتا ہے۔

ہز مجسٹی کی تشریف آوری کے متعلق یہ امر قابل غور ہے کہ کاریگرون نے خود ایک نشان بنایا تھا اُسپر لکھا تھا۔

"مبارک باد۔ خوش آمدی"۔

اس سے معلوم ہوا کہ امیر نے کارخانے مین قدم رنجہ فرماکر ان لوگون اور ان کے نوکر رکھنے والون کو جو افتخار بخشا ہے اُسکی یہ کیسی قدر و منزلت کرتے ہین۔

اسکے بعد جب ہز مجسٹی موٹر کار گاڑی پر سوار ہوے اور وزیٹرون کی کتاب مین اپنا نام لکھنے لگے اُسوقت ہز مجسٹی کے خاص خاص سردار اور کارخانے کے افسر اُن کے گرد و پیش تھے۔ مسٹر ٹرونا نے اسی حالت مین ہز مجسٹی کی تصویر اُتاری۔ ہز مجسٹی امیر نے یہان سے مراجعت فرماکر کیمپ مین چاء نوش فرمائی۔ پھر سرکاری زین اور ساز کے کارخانے مین جاکر ایک گھنٹے تک سیر کی اور ہندوستانی فوج کے لیے جو مختلف چیزین بنتی ہین اُنھین ملاحظہ کیا۔ ہز مجسٹی نے ان چیزون اور کارخانے کے عام کام کو ملاحظہ فرماکر تعریف کی۔

معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی نے مسٹرس کوپر ایلن کمپنی کے کارخانے سے پانچہزار جوڑون کی فرمائش کی ہے اور دوسرے کارخانون سے بھی بہت سی چیزین مول لی ہین۔

نمائش

ساڑھے چھ بجے ہز مجسٹی نے نمائشگاہ کے خیمون کو ملاحظہ کیا جسمین تمام ساختہ چیزین اپر انڈیا چیمبر آف کامرس کی نگرانی مین نمایان کی گئی تھین۔ میور مل کمپنی۔ کاٹن مل کمپنی کانپور کے بنائے ہوے کپڑے۔ اولن مل کمپنی اور نارتھ ویسٹ ٹیزی کمپنی کی بنائی ہوئی چرمی اشیاء۔ کانپور شوگر ورکس کی بنی ہوئی شکر۔ گنجز فلاور مل کے یہان کا پسا ہوا آٹا۔ میدہ۔ سوجی۔ امپائر انجنیرنگ کمپنی کے یہان کے اسباب و آلات انجنیری۔ شمالی مغربی سوپ کمپنی کے بنائے ہوے برش۔ یس۔ پی۔ جی مشن ورکشاپ کا بنایا ہوا آرائشی اسباب نمایان کیا گیا تھا۔ ہز مجسٹی بہت دیر تک نمائشگاہ کی ہر ایک دُکان پر پھرے اور بہت سی چیزین مول لین۔ برش کمپنی کی دُکان پر یہ امر واقع ہوا کہ دُکان کے اسسٹنٹ نے

ہز مجسٹی سے عرض کی کہ ان مین اکثر برش سور کے بالون سے تیار کیے گئے۔ شاید ہز مجسٹی کو اُنھین چھونے مین کچھ تامل ہو۔ ہز مجسٹی ہنسے اور برش پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ "اگر یہ تر ہین تو ہرگز مین ہاتھ نہ لگاؤن گا لیکن جب خشک ہے تو اسکے چھونے مین کوئی ہرج نہین ہے"۔ اسکے بعد ہز مجسٹی اُس دُکان کی طرف متوجہ ہوے جہان مسٹر فرزونی کے یہان کی فرش کی رنگین اینٹون کے چوکے اور پتھر رکھے ہوے تھے۔ ہز مجسٹی نے فرمایا کہ آب و ہوا کے لحاظ سے اُنھین افغانستان مین نہین لگا سکتا۔ اسلیے کہ گرمی کی فصل مین تڑق جائینگے اور جاڑون مین جس مکان مین یہ لگے ہون وہ بہت ٹھنڈا ہوگا اور اس سے بڑی سردی پیدا ہو جائیگی۔

مسٹرس کلبرن کمپنی نے نمائشگاہ کے خیمون مین نہایت خوبی سے بجلی کی روشنی کی تھی ساڑھے سات بجے شام کو ہز مجسٹی یہان سے والنٹیر سوارون کے گارد کے ساتھ روانہ ہوے۔ سڑک پر خوب روشنی تھی

اسلامی ڈیپوٹیشن

جسوقت ہز مجسٹی شمالی مغربی ٹینری کارخانے سے واپس آئے تھے اسوقت بسر کروگی نواب سید علیخان مسلمانون کے ایک ڈیپوٹیشن نے آکر ہز مجسٹی کے سامنے فارسی زبان مین ایک ایڈریس پیش کیا بعد ازان بوسک کے بنائے ہوے صندوقچے مین ایڈریس رکھ کر ہز مجسٹی کو نذر کیا گیا جسوقت ڈیپوٹیشن ہز مجسٹی کے سامنے آیا ہز مجسٹی نے سلام علیک کی اور مزاج پرسی کر کے اُنھین بٹھایا اور حالات دریافت کیے۔

ایڈریس

یہ ایڈریس نہایت مسجع اور مقفی عبارت مین تھا اس مین ہز مجسٹی کی خدمت مین مسلمانون کی طرف سے امتنان ظاہر کیا گیا تھا کہ ہز مجسٹی نے ایڈریس قبول کیا اور ان لوگون کو شرف حضوری حاصل کرنے کا موقع دیا۔ ایڈریس مین بیان تھا کہ اسلام تمام قومی اختلاف کو دور کرتا ہے اور تمام مسلمانون مین برادرانہ اتحاد ہے اسوجہ سے مدت مدید سے ہندوستان و افغانستان مین اسلامی ہمدردی چلی آتی ہے اور دونون ملکون کو ایک دوسرے کے سوشیل اور تجارتی تعلقات سے دلچسپی ہے۔ سب سے زیادہ

امر ہے کہ شاہ افغانستان اور شہنشاہ ہندوستان مین قرارداده دوستی ہے جو ہمارے لیے بہت بڑا باعث مسرت ہے جسقدر دونون ملکون مین دوستانہ تعلقات ترقی کرینگے ہماری مسرت بھی بڑھیگی

اِسکے بعد ایڈریس مین نہایت طوالت کے ساتھ بیان کیا گیا تھا کہ برٹش حکومت سے ہندوستان کو کیسے کیسے فائدے پہونچ رہے ہین خصوصاً مسلمانون کو تعلیم کے کیسے مواقع دئے گیے ہین انھین تحت حکومت سوشیل مراسم اور مذہبی فرائض ادا کرتے اسی طرح اب بھی ادا کرتے ہین - قدیم اسلامی عمارتین شاہی وقت کی از سر نو درست کی گئی ہین - سول اور فوجی محکمون مین لائق مسلمانون کو اعلی درجے کی ذمے داری کے عہدے دیے گئے ہین - خصوصاً ہائیکورٹ کی ججی اور فوج کی کرنیلی کا عہدہ - یور مہربان مجسٹی کے سامنے ان امور کے پیش کرنے سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ خود اپنی مدح سرائی کرین بلکہ اسکے اظہار کا یہ سبب ہے کہ یور مجسٹی ہمارے ہم مذہب ہین تو اسبات کو سُنکر خوش ہونگے کہ ہمین کس طرح کی سرسبزی اور امن کے ساتھ آزادی حاصل ہے اور برٹش حکومت مین ہم سب طرح خوش ہین -

بعد ازان ایڈریس مین ہز مجسٹی کی اجازت حاصل کر کے بیان کیا گیا تھا کہ ہندوستان کو کن مختلف ذرائع سے ترقی ہوئی اور کانپور کی ترقی و سرسبزی کے ضمن مین بیان تھا کہ یہ تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے اس مقام کے تعلیمی اور مذہبی صیغون کا بھی بیان تھا اور تمام مسلمانون کیطرف سے اس امر پر ممنونی ظاہر کیگئی تھی کہ علیگڈھ کالج سے ہز مجسٹی کو کیسی دلچسپی ہے -

ایڈریس کے آخر مین بیان تھا کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یور مجسٹی زمانے کے موافق ترقی کرنے اور اپنے ملک مین سوشیل - دنیاوی اور پیشہ کی تعلیم کو ترقی دینے کی کوشش اور سرپرستی کر رہے ہین اور بلا تفریق قوم و مذہب سب کو پوری مذہبی آزادی ہے یہ افغانی قوم کی ترقی کے آثار ہین اس سے اُن کے دوستون کو بڑی خوشی ہے پھر ہز مجسٹی کے طول عمر و اقبال اور مع الخیر واپسی وطن کی دعا تھی -

ہز مجسٹی کا جواب

ایڈریس کے جواب مین ہز مجسٹی نے فارسی مین شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مین یہ بات سُنکر خوش ہوا کہ گورنمنٹ نے آپ کو مذہبی آزادی دی ہے مین تمام مسلمانون کو اپنا بھائی سمجھتا ہون اور اُن کے لیے دعا کرتا ہون مین آپ صاحبون کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے مہربانی سے مجھے ایڈریس پیش کیا - برٹش گورنمنٹ نے آپ کو جو برکتین - امن و امان اور مذہبی آزادی دے رکھی ہے مین اُس سے خوب واقف ہون اور مین اس بات سے خوش ہوا کہ آپ گورنمنٹ کی قدر و منزلت کرتے ہین اور اسکے ممنون و شکر گذار ہین - انگلش گورنمنٹ سے میرے بھائیون یعنی آپ کو جو فوائد ہین اُن کے لیے مین بھی اُسکا ممنون ہون مین خدا سے دعا کرتا ہون (ہز مجسٹی نے ہاتھ اُٹھائے) کہ آپ سب صاحبون کو خوشی خرمی اور سرسبزی نصیب ہو -

اسکے بعد ہز مجسٹی نے ڈیپوٹیشن کے ممبرون سے باتین کین - حافظ محمد حلیم کے ساتھ ہز مجسٹی کی پرایوٹ طور سے ملاقات ہوئی - حافظ صاحب نے تین سو برس کا لکھا ہوا مطلا قران مجید ہز مجسٹی کو نذر کیا اس قران شریف کو شہنشاہ عالمگیر کے وقت مین عارف ہردی نے لکھا تھا اور یاقوت رقم کا خطاب پایا تھا - یہ مقدس کتاب چاندی کی کشتی مین رکھکر پیش کی گئی تھی ایک اور پرانی کتاب دلائل الخیرات کا ایک قلمی نسخہ بھی پیش کیا گیا تھا یہ بھی چاندی کی کشتی مین تھا - ہز مجسٹی نے اس نذر پر اظہار شکر گذاری کیا -

ہز مجسٹی نے علیگڈھ کے ساتھ جو دلچسپ برتاو کیا ہے اس جگہ وہ ذکر کرنے کے قابل ہے ڈیپوٹیشن کے ساتھ حافظ ہدایت حسین بریسٹر ایٹ لا تھے ہز مجسٹی نے ان سے دریافت کیا کہ آیا آپنے علیگڈھ کالج مین درجہ پایا ہے انھون نے کہا کہ جی ہان - تب ہز مجسٹی نے محمڈن کالج کے تمام امور پر اپنی مسرت ظاہر کی -

ہز مجسٹی کے مختصر قیام کانپور کے ضمن مین یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ حافظ محمد ابو سعید خان پروپرائٹر مطبع نظامی کانپور نے شرف باریابی حاصل کیا اور حافظ صاحب نے ایک جلد قران شریف ایک جلد صحیح بخاری اور ایک جلد نسائی مطبوعہ مطبع نظامی ہز مجسٹی کو پیش کی اور ہز مجسٹی نے براہ نوازش اُسے قبول فرمایا -

نو بجے شب کو ہز مجسٹی کی اسپشل ٹرین گوالیار کو روانہ ہوئی اور ہز مجسٹی کانپور کی سیر سے ہر طرح خوش اور مسرور گئے -

ہز مجسٹی گوالیار مین

۱۸ جنوری کی صبحکو ہز مجسٹی گوالیار مین رونق افروز ہوے- مہاراجہ سیندھیا اور اعلی درجے کے سرداران گوالیار چیف سکرٹری اور پولیٹیکل سکرٹری نے مع خدم وحشم کے استقبال کیا اسکے بعد یہ سب صاحب ضابطے کے ساتھ ہز مجسٹی کے روبرو پیش کیے گئے- پلیٹ فارم اور پھاٹک پر ایک ایک گارڈ آف آنر صف بستہ تھا- باقاعدہ انھون نے فوراً اسلامی دی اور توپون سے اکتیس ضرب کی شلک سلامی سر ہوئی مہاراجہ نے ہز مجسٹی کو طلائی ہار پہنایے ریلوے اسٹیشن سے ایوان تک ریاست کا ایک رسالہ اور کیڈٹ رسالہ ہز مجسٹی کے جلو مین تھا- تمام راستے پر دورویہ فوج صف بستہ تھی-

خاصہ تناول فرمانے کے بعد ہز مجسٹی نے جامع مسجد مین نماز ظہر پڑھی- پھر سہ پہر کو فوجی ورزشین ملاحظہ کین- سکیشن پسکیشن اور رسالہ ریاست کے ایک ایک سوار کی علیحدہ علیحدہ نیزہ بازیان ملاحظہ فرمائین- پھر جھنڈیون سے سگنل کا کام کرتے ہوے دیکھا- پچاس سپاہی باجے پر جھنڈیون کے اشارے سے کام کرتے تھے- چوتھی پلٹن کی نصف کمپنی کے باجے پر مگدر ہلانا دیکھنے کے قابل تھا اسکے بعد رسالے نے باجے کے ساتھ قواعد کی اس قواعد مین یہ امر قابل لحاظ تھا کہ مغلیہ شہنشاہون کے عہد سے بھی پیشتر کے تاریخی زمانے کے ہر سکیشن کی وردیان پہنے ہوے تھے اسکے بعد تمام فوج مصنوعی جنگ مین مصروف ہوئی- اسکی صورت یہ تھی کہ گویا افسر کماندر فوج ہند اپنے سامنے قلعہ دریافت کر رہا ہے افسر مذکور نے گرداور جو بھیجے تو وہ گھوڑے دوڑا کر قلعہ کی طرف گئے اور گھوڑون کو لٹا کر اُن کی آڑ مین قلعہ کی حالات دریافت کیے گرداورون کو معلوم ہوا کہ قلعے پر چینی فوج ہے اُس نے اُن کی گرفتاری کے لیے چینیون کا اسکواڈرن بھیجا گرداور سوار چینی سوارون سے بچکر نکل آئے اسوقت ہندوستانی فوج نے بڑھ کر قلعے پر حملہ کیا اور خوب جم کر مقابلہ ہوا انجام مین ہندوستانی جنرل نے قلعے کو فتح کرکے اُڑا دیا- پھر فوج فتح کے باجے بجاتی اور چینی سپاہیون کو گرفتار کیے ہوے آئی- اگرچہ یہ قلعہ کاغذ اور لکڑی کا بنا ہوا تھا مگر بہت مستحکم معلوم ہوتا تھا- اس جنگ مین بارود بہت صرف ہوئی-

اسکے بعد مشعلون کی روشنی مین ٹیٹو باجا بجایا گیا اور پانچ مشعل بردارون نے بڑی پیچیدہ قواعد کی اور

اور پہر بھر مین کارروائی ختم ہوئی- ہز مجسٹی پورے ڈھائی گھنٹے تک ان تمام امور کو دیکھا کیے اور بہت محظوظ ہوے-

اسکے بعد خاصہ تناول فرما کر ہز مجسٹی آرام کرنے کے لیے تشریف لے گئے کیمپ مین ایک سو سے زیادہ یوروپین مہمان تھے- ۱۹ کی صبحکو ہز مجسٹی نے ریاستی فوج کی قواعد ملاحظہ فرمائی- گھوڑ چڑھا توپخانہ رسالہ اور پیدل پلٹن تینون طرح کی فوج موجود تھی- دو باٹریون مین پرانی توپین ہونے کے علاوہ فوج بہت اچھی طرح آراستہ تھی- نہایت خوبی سے مارچ پاسٹ کی قواعد ہوئی-

اسکے بعد ہز مجسٹی شکار کے لیے تشریف لے گئے ایک بہت عمدہ شیر اور شیرنی کا شکار ہوا محض شکار ہی کے لیے ہز مجسٹی گوالیار تشریف لے گئے تھے اس لیے شیر کے شکار سے ہز مجسٹی بہت خوش ہوے-

اسی شب کو ریاست کی طرف سے سرکاری دعوت تھی- مہاراجہ نے ملک معظم کا جام تندرستی تجویز کرنے کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ مین ہز مجسٹی امیر کا جام صحت تجویز کیا-

"یور مجسٹی- مائی لارڈ- ڈیوک- سردار اور جنٹلمین ! جام تجویز کرتے وقت مجھے امید ہے کہ مین اپنی اس مختصر تقریر مین اُس مستند زبان کا ایک شعر پڑھونگا جس سے ہز مجسٹی کمال درجہ ماہر ہین-

خوشا وقتے وخرم روزگارے — کہ یارے برخورد از وصل یارے

اپنی ریاست کے دار الصدر مین ہز مجسٹی کا خیر مقدم کرنے سے مین بہت خوش و مسرور ہوا اب مجھے امید ہی کہ جب ہز مجسٹی اپنے ملک مین واپس تشریف لیجائینگے تو یہان کے اپنے مختصر قیام کی خوشگوار یاد اپنے ساتھ لیتے جائینگے- مین اپنی طرف سے خیال کرتا ہون کہ یہ نہایت ہی قابل تعریف اور قابل یادگار موقع ہے- مین بہت خوش ہوا کہ حکمران رؤساء ہند مین خاص مجھی کو ہز مجسٹی کی تشریف آوری کا افتخار حاصل ہوا-

حضرات ! اب مین زیادہ تکلیف نہ دونگا اور آپ سے چاہونگا کہ میرے مہمان

ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام تندرستی نوش کرنے مین میرے شریک ہون"۔

ہز مجسٹی امیر نے کچھ فارسی اور کچھ انگریزی مین ارشاد فرمایا۔

"برٹش گورنمنٹ کا مین ممنون ہون کہ اُس نے یہان آنیکا مجھے موقع دیا۔ مہاراجہ صاحب نے میرے ساتھ جو مہربانی کی ہے اُس سے مین خوش ہوا اگرچہ گوالیار مین میرا قیام مختصر ہے مگر مہاراجہ صاحب نے ایسی مہمان نوازی ظاہر کی کہ اُسے مین کبھی فراموش نہ کرونگا جس دوستانہ طریقے سے آپ حضرات نے میرا جام تندرستی نوش کیا ہے مین چاہتا ہون کہ اُسی طریقے سے آپ مہاراجہ صاحب کا بھی جام صحت نوش کیجیے۔

اسکے بعد مہمانون کے کیمپ سے انگریز لیڈیان بھی اس دعوت مین شریک ہوئین اور ہز مجسٹی آدھی رات کے بعد رخصت ہوے۔ ڈیوک اور ڈچز بنچسٹر سے سرگرم مکالمت تھے۔

دو سردارون کا ایک ڈیپوٹیشن مع اپنے سکرٹریون کے ہز مجسٹی امیر کی پیشوائی کے لیے مقام انتری کو اسپیشل ٹرین پر گیا تھا۔ مہاراجہ صاحب نے مسٹر کاب رزیڈنٹ اور ریاست کے سردار اعظم سردار بالا صاحب۔ سردار کھور پڑے۔ سردار بلونت راؤ چیف جسٹس صاحبزادہ سلطان احمد خان۔ کمانڈر انچیف سردار عبد الغنی۔ جوڈیشل سکرٹری میر عون علی چیف سکرٹری سر میکل نلوز سید علی بہادر اور گوندراے مقام مالوہ کو ہز مجسٹی کے سامنے پیش کیا۔

اسکے بعد مہاراجہ نے ہز مجسٹی اور سر ہنری مکیمن کو اور ریاست کے سردارون نے ہز مجسٹی کے ہمراہی سردارون کو ہار پہنائے اور ایوان کی طرف جلوس قائم ہوا۔ پہلی گاڑی پر ہز مجسٹی۔ مہاراجہ۔ صاحبزادہ سلطان احمد خان سردار آصف خان اور چیف جسٹس اور دوسری گاڑیون پر پولیٹیکل افسر اور سردار سوار تھے۔ ایک بجے ہز مجسٹی لشکر سے پرانے شہر کی مسجد مین نماز پڑھنے گئے۔ کمانڈر انچیف۔ چیف جسٹس اور مولوی عبد الغفور نے عمدہ انتظام کیا تھا۔

۱۹۔ کو ہرن کے شکار کا قصد تھا مگر اطلاع ملی کہ ہنکانے والون نے موضع بلکیا کے ایک نالے مین شیر کا سراغ پایا ہے پس ہز مجسٹی دوپہر کو موٹر کار گاڑی پر وہان مع اپنے ہمراہیون کے گئے

اور پچیس منٹ بعد دو بہت عمدہ شیر شکار کیے اِس شکار سے امیر بہت خوش ہوے ایک ہزار سے زیادہ سپاہیون نے جو بندوقون پر سنگین چڑھاے ہوئے تھے ہکانے والون کا کام دیا۔

شکار سے ہز مجسٹی ایسے خوش تھے کہ اپنے کچھ موجودہ دوستون سے دیر تک باتین بلکہ مذاق کیا کیے ہز مجسٹی شکار کے بعد انگریزی پائپ پیتے رہے پھر سگرٹ پینے لگے اِس گروہ مین سے کسی نے پائپ مین پینے کے لیے کیپٹن بمبا کو دیا تھا اُسے پی کر ہز مجسٹی نے تعریف کی۔

قلعہ کی سیر

۲۰۔ جنوری کی صبحکو ہز مجسٹی مع مہاراجہ اور اپنے ہمراہیون کے موٹر کار گاڑی پر قلعے کی سیر کو گئے اور مان مندر کے ایوان کی سیر کی۔ جو پندرہوین صدی مین مہاراجہ مان سنگھ کے عہد حکومت مین تعمیر ہوا تھا پھر جینیون کا ایک بڑا اور ایک چھوٹا مندر دیکھا جو ساس بہو کے نام سے مشہور ہے یہ دونون مندر گیارہوین صدی مین تعمیر ہوے تھے۔ پھر تیلی کے ویران مندر کو دیکھا جہان بودھ کی مورت رکھی ہوئی ہے۔ اس مندر کے دروازے پر ایک کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مندر اور ساس بہو کے مندر کی گورنمنٹ ہند کے کیوریٹر صنادید قدیمہ اور مہاراجہ کی شترکہ مدد سے بہت اچھی مرمت ہوئی۔ ہز مجسٹی اودے پھاٹک سے مورت کے پاس سے اندر گئے تھے اور اسی راستے سے واپس آئے۔ مان مندر کا وہ ایوان اگر مشرقی جانب سے دیکھا جاے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی چھ سات چھتین ہین۔ برجون پر آبی اور سبز رنگ کا مینا ہے مگر اب یہ صفت بالکل مٹ گئی ہے برجون اور ایوان کے درمیان بہت سی عمارتین ہین۔ قلعے گوالیار کی ایک دلچسپ روایت یہ ہے کہ اس مین ۲۵ کرور کی طلائی سلاخین مدفون تھین اور فارن آفس کو اسکی مطلق خبر نہ تھی۔

آج ہز مجسٹی شیر کا شکار کھیلنے سنگھ پور جانیوالے تھے اسلیے کہ ہنکوے والون نے وہان کئی شیر گھیر رکھے تھے اور ریاست مین جسقدر آدمی دستیاب ہوے سب ہنکوے پر تعینات کر دیے گئے تھے مگر کل کے شکار سے ہز مجسٹی کسلمند ہو گئے تھے اس لیے آج کا شکار موقوف رہا اور قلعے سے واپس آکر استراحت کی۔

ساڑھے گیارہ بجے ہزمجسٹی یہان سے اسپشل پر دہلی روانہ ہوے۔

ہزمجسٹی امیر دہلی مین

گوالیار سے تمام شب سفر کرنے کے بعد ہزمجسٹی ۲۲ جنوری کو دہلی مین رونق افروز ہوے اور دن کا بہت بڑا حصہ مینار قطب کی سیر مین صرف کیا۔

۲۲ جنوری کی صبح سوا آٹھ بجے ہزمجسٹی کی اسپشل ٹرین دہلی پہونچی مگر نو بجے کے قبل ہزمجسٹی ٹرین سے نہین اُترے۔ مسٹر مرک کمشنر۔ مسٹر ہمفریز ڈپٹی کمشنر اور بہت سے جنٹلمین موجود تھے پینتیسوین سکھ پلٹن کا ایک گارد آف آنر مع بینڈ کے موجود تھا اُس نے سلامی دی اور افغانی دعائیہ گت بجائی آٹھوین ٹوانہ رسالہ کا گارد ہمراہ تھا۔ ہزمجسٹی ناف شہر مین ہوتے ہوے تشریف لانے والے تھے مگر آخر وقت مین اپنا پروگرام بدل دیا اور موٹر کار گاڑی پر سوار ہوکر قلعے مین جاکر اُسکی درستی اور مرمت کو ملاحظہ کیا۔ وہان سے اثناے راہ مین مقبرہ ہمایون اور درگاہ نظام الدین اولیا اور مقبرہ ظفر جنگ کو ملاحظہ فرمایا۔ پھر مینار قطب کو تشریف لے گئے اُس روز ہزمجسٹی نے اپنے ہمراہیون کی سخت چشم نمائی کی اُنھون نے ہزمجسٹی کے آرام کا خیال نہ رکھا اور بارہ بجے کی جگہ دس ہی بجے دورے کے مکان سے چلے گئے اسلیے ہزمجسٹی نے تمام دن خاصہ نہین تناول فرمایا۔

کرنال مین شکار

۲۱-۲۲ جنوری کی درمیانی شب کو بارہ بجے چند منٹ پر ہزمجسٹی کی اسپشل ٹرین کرنال پہونچی۔ ڈپٹی کمشنر ضلع شیخ امیرالدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ریلوے و پولیس ضلع کے چند افسر بغرض استقبال موجود تھے۔ صبح تک ہزمجسٹی نے اپنی گاڑی مین آرام فرمایا۔ نماز کے وقت خوابگاہ سے برآمد ہوے چار بجے سے شہر کے کثیر التعداد آدمی شوق دیدار مین اسٹیشن پر جمع ہونے لگے تھے۔ اذان ہونے پر اکثر مسلمانون نے ہزمجسٹی کے ساتھ نماز ادا کی۔ امامت ہزمجسٹی نے کی۔ دس پندرہ سردار اور

ایک سو کے قریب شاگرد پیشہ ساتھ تھا۔ فقیر سید افتخار الدین الٹن پریسیڈنٹ کونسل ریاست ٹونک گورنمنٹ کی طرف سے ہمراہ تھے۔ ان کے علاوہ سر ہنری میکمہن مسٹر مرک کمشنر قسمت دہلی اور چند یوروپین بھی ساتھ آے تھے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سڑک پر اچھا انتظام کیا تھا۔ جابجا انسپکٹر اور سب انسپکٹر تعینات تھے۔ آٹھ بجے صبح ہزمجسٹی مع سر ہنری میکمہن کمشنر دہلی۔ ڈپٹی کمشنر کرنال اور چند سردار اور یوروپین افسرون کے موٹر کار پر جھبیل دوسائین کو روانہ ہوے اور دس بجے جھبیل کے کیمپ مین داخل ہوے۔ یہان نواب محمد رستم علی خان و نواب عمر دراز علی خان جنکے علاقہ جاگیر مین یہ جھبیل کرنال سے چوبیس میل پر واقع ہے اور ان کے صاحبزادون۔ اہلکارون۔ مسٹر آرسیل ہروپر۔ مسٹر سی۔ بیف آبسرن جج ضلع۔ لفٹنٹ کرنل ہنڈرسن سول سرجن اور دیگر یوروپین جنٹلمینون نے استقبال کیا۔

اسٹیشن پر میونسپل کمیٹی نے آراستگی کا بندوبست کیا تھا اور پلیٹ فارم پر ایک شامیانہ ہزمجسٹی کے نماز ادا کرنے کے لیے استادہ تھا۔

مسٹر آرسیل ہروپر سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنال جو پنشن لینے کے بعد یہین سکونت پذیر ہین اور تمام ضلع مین اول درجے کے نشانہ باز ہین ان کو ہزمجسٹی کے شکار کا انتظام سپرد ہوا تھا۔ نواب رستم علی خان کیجانب سے ہزمجسٹی کی مہمانداری کی اجازت گورنمنٹ سے طلب کی گئی تھی جسے گورنمنٹ نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ جسقدر سامان دعوت یہان مہیا کیا گیا تھا۔ روشنی اور چمن بندی اس سلیقے کے ساتھ کی گئی تھی کہ دیکھنے سے یہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ دو چار روز کا کام تھا۔

صاحب کمشنر دہلی نے دونون نوابصاحب کا ہزمجسٹی سے تعارف کرایا۔ ہزمجسٹی نے نہایت خندہ پیشانی سے مصافحہ کرکے فرمایا کہ۔

”اسقدر دور دراز جنگل کے مقام مین ایسا پرتکلف اور عمدہ سامان کرنا نہایت قابل تعریف ہے“

صاحب کمشنر نے اسکے بعد مسٹر آرسیل ہروپر کو پیش کیا تھوڑی دیر کے بعد ہزمجسٹی اور سب ہمراہی

ہاتھیون پر سوار ہوکر کیمپ سے روانہ ہوئے۔ جھیل مین مخمل سے منڈھی ہوئی اعلیٰ درجے کی آراستہ کشتیان موجود تھین۔ تین گھنٹے تک ہز مجسٹی مصروف شکار تھے اور مع بہت سے شکار کے خوش و محفوظ کیمپ کو واپس تشریف لائے۔ قاز۔ خرگوش۔ تیتر اور طاؤس کا خود ہز مجسٹی نے شکار کیا۔ سر آر سیل بروبر سے ہز مجسٹی نے اظہار خوشنودی فرمایا اور خاصہ تناول فرمانے کے بعد نماز ظہر ادا کی۔

چار بجے تیار ہوکر ہز مجسٹی خیمے سے برآمد ہوئے معزز میزبانون سے مصافحہ کیا اور ان کی میزبانی کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ۔

"سب دنون سے زیادہ آج کا روز آپ کی مہمانداری کیوجہ سے آرام و فرحت سے گذرا"

نوابصاحب نے قبول دعوت اور افتخار مہمانداری پر اظہار احسانمندی کیا۔ اسکے بعد ہز مجسٹی موٹر کار مین سوار ہوکر کرنال تشریف لائے اور چھ بجے اسپشل روانہ دہلی ہوا۔ کیمپ مین بھی تحصیل کیتھل اور دیہات کے لوگ ہز مجسٹی کے دیکھنے کو بہ تعداد کثیر جمع تھے اسیطرح راستہ اور سڑکون پر زمیندارون اور باشندون کا ہجوم تھا۔

ہز مجسٹی اجمیر شریف مین

ہز مجسٹی کو اجمیر شریف لے جانے کے لیے دو اسپشل ٹرینون کا بندوبست کیا گیا تھا مگر آخر مین دوسری اسپشل کا جانا موقوف ہوگیا اور ۲۲ جنوری کی شب کو نو بجے پچاس منٹ پر ہز مجسٹی دہلی سے روانہ ہوکر ۲۳ جنوری کی صبحکو آٹھ بجکے ۳۵ منٹ پر اجمیر داخل ہوئے۔ دہلی سے روانگی مین ایک گھنٹہ تاخیر ہوجانے کے باعث بڑی دقت ہوئی اور لوکل انتظام مین فرق آیا۔ ہز مجسٹی ایشیائی بادشاہون کیطرح وقت کی پوری پابندی نہین کرتے اور جہانتک ٹرینون کا تعلق ہے ٹھیک وقت پر روانہ نہین ہوئے۔

داخلہ اجمیر پر آنریبل ای۔ جی کالون ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ۔ کمشنر قسمت۔ اسسٹنٹ کمشنر اور دوسرے لوگون نے استقبال کیا۔ رائے بہادر سیٹھ موجچند نمچند بھی تھے جنکے بنوائے ہوئے منڈر کے

دیکھنے کو ہز مجسٹی دن مین گئے تھے۔ بنیچ سے رسالہ کا جو گارد آیا تھا یہان موجود تھا۔

ساڑھے نو بجے ہز مجسٹی موٹر کار گاڑی پر سوار ہوکر حضرت خواجہ کی درگاہ شریف کو زیارت کے لیے گئے۔ اسکے بعد ایک پرانے ہندو مندر اور ڈھائی دن کے جھوپڑے کو دیکھا اور دوپہر تک وہین رہے اسکے بعد درگاہ کی مسجد مین گئے اور درگاہ کے طالب علمون کو پانچسو روپیے عنایت کیے اور خدام درگاہ کو انعام دیا۔

اسکے بعد اناساگر کی خوشنما جھیل کی سیر کی اس جگہ نہایت عمدہ آرائش و زیبائش تھی۔ سنگ مرمر کی بارہ دری مین کئی عربی اشعار لکھے ہوئے تھے۔

پھر خاصہ تناول فرماکر ہز مجسٹی میو کالج تشریف لیگیے اور کالج کو بڑے غور و دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا اسلیے کہ میو کالج مین ہندوستانی رؤسا کے اطفال تعلیم پاتے ہین اسکے بعد موٹر کار گاڑی پر سوار ہوکر ریلوے ورکشاپ کی سیر کو گئے۔ پہلے اُس حصّہ کو دیکھا جہان انجن بنائے جاتے ہین پھر گاڑیان بنتی ہوئی دیکھین جس مقام پر اسباب تیار کیا جاتا ہے وہان ہز مجسٹی نے بڑی دلچسپی ظاہر کی۔

ہز مجسٹی دیہین راجپوتانہ کی سرزمین دیکھا چاہتے تھے مگر تنگی وقت کے باعث یہ پانچسو پچاس میل کی مسافت جو ہندوستان بھر مین بہت ہی دلچسپ ہے شب کو طے ہوئی اور جیپور کے تصویر نما شہر کی سیر نہ ہوسکی۔ ریلوے کے کنارے کا ملک بہت ہی سرسبز و شاداب ہے جو مسافر ریل پر سفر کرتے ہین انھین راجپوت نہایت ہی بہتر اور خوش و خرم معلوم ہوتے ہین۔

ہز مجسٹی پھر دہلی مین

۲۴ جنوری کی سہ پہر کو ہز مجسٹی آلٹے کی گل گنیش مل مین تشریف لے گئے۔ پولٹیکل افسر مسٹر مرک کمشنر اور ہمفریز ڈپٹی کمشنر ہز مجسٹی کے ہمراہ تھے۔ مل کا اندرونی اور بیرونی رُخ نہایت خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ بندہنوار کے علاوہ جابجا فارسی کتبے لگائے گئے تھے۔

مسٹر کشن چند مینجنگ ڈائرکٹر۔ لالہ رام نرائن چیرمین بورڈ آف ڈائرکٹرس۔ رائے بہادر

سری کشن داس- لالہ کاشی ڈائرکٹر اور مسٹر سرل گڈون منیجر مل نے استقبال کیا مسٹر ہمفریز نے کشن چند کو ہز مجسٹی کے روبرو پیش کیا اور ہز مجسٹی نے اُن سے ہاتھ ملایا- ان کی نابینائی کے متعلق دریافت کرنے پر عرض کیا گیا کہ یہ بیس برس سے نابینا ہین مسٹر گڈون نے ہز مجسٹی کو تمام مل کی سیر کرائی اور گیہون سے آٹا اور باریک میدہ پسنے تک جسقدر کام ہوتے ہین وہ سب دکھائے ان کامون سے ہز مجسٹی کو بڑی دلچسپی تھی اور خوب غور سے کلون کو ملاحظہ فرمایا اور بہت سے استفسارات کیے گنیش مل کے پسے ہوے آٹے کی ہندو بسکٹ کمپنی نے کچھ چیزین تیار کی تھین ہز مجسٹی نے چکھ کر بہت پسند کین جب تمام مل کی سیر ہو چکی تب ہز مجسٹی نے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی تصویر اُتروانے پر رضامندی ظاہر کی

والسی کیوقت مشرقی طریقے سے ہز مجسٹی کیخدمت مین عطر پان پیش کیا گیا ہز مجسٹی نے اُسے قبول فرمایا اور شکریہ ادا کرتے ہوے ارشاد فرمایا کہ-

"آپ صاحبون کو میرے یہان آنے سے بڑی زحمت ہوئی اور مین بہت خوش ہوا"

اسکے بعد موٹر کا گاڑی پر سوار ہو کر ہز مجسٹی وہان سے قریب ہندو بسکٹ کمپنی مین تشریف لے گئے- یہان مسٹر رادھاموہن منیجنگ ڈائرکٹر اور دوسرے ڈائرکٹرون نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا- لوگون کی پیشی اور اخلاقیہ گفتگو کے بعد ہز مجسٹی کو آٹا گوندھنا اُس مین چیزون کا ملانا اور تنور مین پخت کے بعد اُسکی بندش وغیرہ سب دکھائی گئی یہ سب کام ایک تجربہ کار شخص جیمس مگیس کی نگرانی مین اعلی قوم کے ہندو کرتے ہین بسکٹون مین صرف روغن زرد تخم کا روغن ملایا جاتا ہے بسکٹ بنانے کی کلین زمانہ حال کی ہین یہ امر قابل غور ہے کہ اول سے آخر تک بسکٹ وغیرہ کسی چیز مین ہاتھ نہین لگایا جاتا اور تمام کام کلون کے ذریعے سے نہایت صفائی و عمدگی کے ساتھ ہوتا ہے انگلستان کے بسکٹون سے یہان کے بسکٹ سستے اور روزمرہ کے استعمال کے لیے اچھے ہین- آر سی بارو ڈ برادران نے جو تمام ہندوستان کی ملون مین مشہور و معروف ہین ہندو بسکٹ کی ملین قائم کی تھین اگرچہ یہ چھوٹا سا کارخانہ ہے مگر بہت عمدہ اور انتظام بہت اچھا ہے اِس کارخانے مین روٹیان بھی تیار ہوتی ہین آٹا

گنیش مل سے لیا جاتا ہے اِسکے بعد ہز مجسٹی جمنا کاٹن مل کے کارخانے مین تشریف لے گئے اُسے دیکھکر کانپور کی اُولن مل اور کاٹن کے کام یاد آئے-

شام کو ہز مجسٹی کانپور کے مسٹر بلیڈ وینو کومن اور مسٹر جے پج جانسن سے باتین کیا کیے اور کابل مین ملین جاری کرنے کے خیال سے تمام تفصیلی حالات دریافت کرتے رہے-

عید اضحی

۲۵ جنوری کو عید کا دن تھا اِسلیے ہز مجسٹی اِس تقریب کے مذہبی مراسم مین مشغول رہے چونکہ اب کے مرتبہ یہ عید جمعہ کو ہوئی اسلیے مسلمانون کو دوہری خوشی تھی یعنی ایک عید جمعہ دوسری عید قربان- آج دو مرتبہ دوگانہ ادا کیا گیا- ہز مجسٹی آٹھ بجے صبح کے بعد گاڑی پر سوار ہو کر صدر بازار کے قریب عیدگاہ کو تشریف لیگئے چونکہ اِس جگہہ ایک لاکھ کے قریب آدمیون کی جمعیت تھی اِسلیے ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہیون کے لیے کافی جگہہ نہ تھی- ہز مجسٹی نے ادب سے بوٹ اُتار کر امام کے پیچھے نماز پڑھی- کوئی قربانی نہین ہوئی- دہلی اور اسکے قرب و جوار کے تمام مسلمان موجود تھے- امام صاحب عیدگاہ کو ہز مجسٹی نے ایک گرانبہا خلعت دو ہزار روپیہ کا عطا فرمایا ہز مجسٹی نے ایک بجے نماز جمعہ جامع مسجد مین ادا کی- یہان اور بھی زیادہ لوگ تھے- نیچے اور اوپر کی صحنچیون مین مختلف رنگ کے کپڑے پہنے ہوے بیشمار آدمی جمع تھے دروازون اور زینون تک سخت کشمکش اور کثرت تھی- اِس مجمع نے ایسی گرمجوشی سے ہز مجسٹی کا استقبال کیا جیسے شہنشاہ اسلام کا- کوئی یوروپین نہ تھا نہ کوئی پولٹیکل افسر تھا- مسجد مین امیر کے سپاہیون کا گارد آف آنر تھا- ہز مجسٹی کی گاڑی کے ساتھ جو سوار ہمراہ تھے اُن کے سوا کوئی گورہ سپاہی بھی اُسجگہ نہ تھا- ہندوستانی پولیس کا یہ کام تھا کہ راستے پر لوگون کا مجمع نہ ہونے دے اور راستہ صاف رکھے بیرونی بڑے زینے پر مولوی سید احمد صاحب پیش امام جو اپنے درجے کی تصویر کھینچنے کے لایق پوشاک پہنے ہوے تھے اور کمیٹی مسجد کے ذی اثر ممبرون نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا اور مسجد مین لے گئے- یہان ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہیون نے اپنے اپنے جوتے اُتار دیے لیکن ہز مجسٹی کے سوارون کو اپنے لمبے بوٹ اُتارنے مین کچھ دقت ہوئی جیسے ہی ہز مجسٹی مسجد مین داخل ہوے مسلمانون نے سلامی کے طور پر بم گولے چھوڑے- ہز مجسٹی نے امام مسجد کے پیچھے ایک گھنٹے سے کچھ کم

عرصے مین نماز پڑھی اسکے بعد ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہی قیام گاہ کو واپس آئے۔ امام صاحب کو بھی ایک خلعت فاخرہ قیمتی دو ہزار کا عطا ہوا۔ یہ تمام کیفیت لاثانی تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب اِس سے زیادہ مذہبی آزادی نہین ہوسکتی۔

آج دہلی مین جیسا مجمع تھا کبھی دیکھا نہین گیا دوسرے شہرون سے بھی بھاری گروہ مسلمانون کے اِس لیے آئے تھے کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ نماز عید مین شریک ہون شہر سے باہر چار دیواری سے جو عیدگاہ محاط ہے اس مین سب آدمیون کی گنجایش نہ ہوسکی ایک لاکھ کے قریب آدمی عیدگاہ کے اندر اور دو لاکھ سے زیادہ باہر کھڑے تھے۔

عید کا . . بار

ہز مجسٹی سراج الملّت والدّین نے ۲۵ جنوری کو چار بجے شام کیوقت گورنمنٹ سرکٹ ہاوس دہلی مین عید اضحی کا دربار منعقد فرمایا جسمین صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کی معرفت چند معزز اہل اسلام و ہنود کو دربار مین شریک ہونے کے لیے طلب فرمایا تھا۔ اصحاب ذیل باریاب ہوے۔

مولوی سید احمدؐ صاحب امام جامع مسجد حکیم حافظ محمدؐ اجمل خان۔ نواب احمدؐ سعید خان۔ شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمدؐ ایل ایل ڈی۔ نواب فیض احمدؐ خان سخان بہادر عبد الحامد۔ شاہزادہ مرزا امیر الملک عرف بلاقی صاحب مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتبائی۔ حکیم رضی الدین۔ شاہزادہ مرزا فرخندہ جمال مرزا محمدؐ علی خان ممبر کونسل ٹونک۔ رائے بہادر شیو پرشاد۔ رائے بہادر ہر دہیان سنگھ۔ رائے بہادر سری کشن داس۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال لالہ ایشری پرشاد خزانچی۔ رائے بشمبھر ناتھ انجنیر۔ لالہ بالا پرشاد۔ پنڈت بانکے رائے مہامہو پادھیا۔ لالہ ہزاری مل جوہری۔

داخلے سے پہلے ہز مجسٹی کے ایک ایڈ ڈیکانگ نے فہرست اسماء مرتب کی۔ پھر سفیر کابل متعینہ ہندوستان اِن سب کو لیکر سرکٹ ہوس کے کمرے مین جہان ہز مجسٹی ایک خوشنما کوچ پر رونق افروز تھے داخل ہوے۔ داہنی جانب ہز مجسٹی کا اسٹاف پورے یونیفارم مین بیٹھا ہوا تھا۔ بائین جانب ان درباریون کی کرسیان بچھائی گئی تھین۔

ہز مجسٹی کے ایڈ ڈیکانگ نے ہر ایک کو نام لیکر پیش کرنا شروع کیا۔ سب سے پہلے سید احمدؐ صاحب پیش امام جامع مسجد کا نام پکارا گیا امام نے چند قدم آگے بڑھکر مصافحہ کیا۔ ہز مجسٹی نے پہلے زبان مبارک سے عید کی مبارکباد دی پھر امام صاحب نے مبارکباد عید عرض کی۔

اسکے بعد علی الترتیب تمام صاحب یکے بعد دیگرے پیش ہوے اور مصافحہ کے بعد کلمات تہنیت عید ادا کرتے رہے۔ جب شمس العلما ڈاکٹر نذیر احمدؐ کی باری آئی تو اُنھون نے مصافحہ کے وقت یہ شعر پڑھا۔

عیدٌ و عیدٌ و عیدٌ صرن مجتمعۃ   وجہ الحبیب و یوم العید و الجمعۃ

(ترجمہ)

آج کے دن تین عیدین جمع ہو گئی ہین ایک روے حبیب (اشارہ بجانب ہز مجسٹی) دوسری عید۔ تیسری جمعہ۔

ہز مجسٹی نے اِسے متبسم ہو کر سُنا اور خوش ہوے۔

اِسکے بعد ہز مجسٹی نے بکمال شفقت خسروانہ سب کو کرسیون پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

رائے بشمبھر ناتھ انجنیر نے ایک آلہ الشکل چرخی نو ایجاد جسکا نام آتشکدہ ظاہر کیا گیا تھا پیش کیا اِسمین یہ صفت ہے کہ متحرک ہونے پر بھی آگ اُسمین سے باہر نہین گرتی۔ ہز مجسٹی نے اِسے خوشی سے قبول کیا۔ سب کے بیٹھ جانے پر ہز مجسٹی نے اپنے ترجمان سے فرمایا کہ ہماری طرف سے کہو۔

”ہم کو آج معظم ترین شہر دہلی مین نماز عید ادا کرنے سے بڑی مسرّت ہوئی۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہم کو اپنے دوست کے گھر مین (اشارہ بجانب گورنمنٹ انگلشیہ) عید ہوئی اور ہم نہایت خوش ہین کہ ہم نے اپنے مسلمان بھائیون کے ساتھ نماز عید پڑھی“

پھر ہنود و اصحاب کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا کہ۔

”افغانستان مین دربار عید کے موقع پر ہمارے دربار مین ساٹھ ستر ہندوؤن سے کم نہین ہوتے۔ ہم خوشی سے اُن کو اپنے دربار عید مین شامل کرتے ہین ہم نے اب کے مرتبہ گائے کی قربانی موقوف کی اِسلیے ہم کو منظور نہین ہے کہ خواہ مخواہ ہندوؤن کی دلشکنی ہو جس

حالت میں کہ اونٹ۔ بکری اور دنبے کی قربانی بھی ہو سکتی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ گائے کی قربانی کیجائے۔ (یہ شعر پڑھا)

مباش در پے آزار ہرچہ خواہی کن ‏ ‏ ‏ ‏ کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

پھر یہ فرمایا کہ۔

"ہم اخبار بہت پڑھتے رہتے ہیں ہم نے افسوس کے ساتھ اُن خبروں کو پڑھا ہے کہ مسلمانوں نے گائے کے سر مندروں میں اور ہندوؤں نے سور کے سر مسجدوں میں رکھدیے تھے مسلمان اور ہندو ایک ملک میں رہتے ہیں اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے دونوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات ملکی و تجارتی بہت ہیں جنمیں ایک سے دوسرے کا نفع ہے دونوں کو ہرگز ایسی بات نہ کرنی چاہیے جو کسی کی دل آزاری اور دلشکنی کا باعث ہو"

اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ۔

"آپ لوگ ہماری رعایا نہیں۔ ملازم نہیں لیکن ہم برادرانہ اور اخلاقانہ طور پر یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ آپس میں بہت موافقت کے ساتھ رہنا چاہیے اور یہ شعر پڑھا۔

گر نیاید بگوش رغبت کس ‏ ‏ ‏ ‏ بر رسولان بلاغ باشد و بس

پھر اُن چند ہندو صاحبوں کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائی جنکے آٹے اور بسکٹ کے کارخانوں میں ایک روز قبل تشریف لے گئے تھے۔ رائے بہادر شیو پرشاد مینجنگ ڈائرکٹر ہند و بسکٹ فیکٹری سے فرمایا کہ۔

"کل آپنے ہم کو بہت عمدہ بسکٹ کھلائے خدا کا شکر ہے کہ کل اتفاق سے بھوک کے موقع پر ہمارا جانا بسکٹ کے کارخانے میں ہو گیا جس سے آنکھوں اور پیٹ دونوں کو راحت ملی اگر لوہے اور لکڑی کے کارخانے میں جانا ہوتا تو وہاں کیا کھا سکتے نہ لوہا کھا سکتے تھے نہ لکڑی۔

اِس تقریر پر تمام حاضرین اور ہز مجسٹی بہت ہنسے۔

شاہزادہ مرزا ابلاقی نے اپنے خاندان کیطرف سے تہنیت نامہ پیش کیا ہز مجسٹی نے اُسے قبول فرما کر اپنے ایڈیکانگ کو دیدیا۔

ہندو صاحبوں نے ہز مجسٹی کے کارخانجات میں تشریف لا کر عزت بخشنے اور اسقدر اعلیٰ و قیمتی نصائح فرمانے اور ایسی روشن خیالی و بے تعصبی کا نہایت درجہ شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ اعلیحضرت کو ایسے کلمات نصیحت فرمانے کا حق ہے نہ صرف اِس شہر کے ہم ہنود بلکہ تمام ہندوستان کے ہندو اور ہماری آئندہ نسلیں اعلیحضرت کے حسن اخلاق اور حسن سلوک کا شکریہ ادا کرتی رہینگی اور اعلیحضرت کے ارشاد کی تعمیل کیواسطے تمام ہندوستان کے ہندو حاضر ہیں۔ رائے بہادر سری کشن داس نے یہ بھی عرض کیا کہ اِس شہر کے ہندو اور مسلمان خصوصیت کے ساتھ ایک ہیں اور انمیں دلی اتحاد ہے۔ بڑی مسرت اور خوش قسمتی کا موقع ہو اگر کبھی ہم کو بھی افغانستان حاضر ہونے کا اتفاق ہو۔

پھر ہز مجسٹی نے کابل کے کارخانوں کا ذکر فرمایا کہ۔

"وہاں توپ۔ بندوق۔ کارتوس۔ چھترے وغیرہ کے کارخانے ہیں"

پھر ایک ہندو صاحب کے اِس فقرے کے جواب میں کہ اعلیحضرت نے نہایت ہی غور کے ساتھ تمام ملوں کو ملاحظہ فرمایا ارشاد فرمایا کہ۔

"مین سیر و تفریح کی غرض سے تو کارخانجات نہیں دیکھتا پھرتا سیر و تفریح کے طور پر تو ایک گھنٹے میں بہت سے کارخانے دیکھے جا سکتے ہیں مگر کارخانجات کے دیکھنے سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ ہم افغانستان میں جا کر وہ کارخانے قائم کریں جو ہماری رعایا اور ملک کے لیے مفید ہوں"

پھر ہز مجسٹی نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

"آپ لوگ یہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ افغانستان میں اسلام کیحالت بہت اچھی ہے وہاں تمام ممنوعات شرعی کا ارتکاب کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ بھنگ۔ چرس۔ شراب

زناکاری سب قطعاً بند ہین یہان تک کہ ناچ اور باجے کے لیے کوئی بچہ سازندہ بھی میسر نہین آسکتا محتسب مقرر ہے اور وہ تمام امور کی نگرانی کرتا ہے ساتھ ہی اُسکے ہندوؤن کو اپنے فرائض ہین کہ جو مخالف اسلام نہ ہون پوری آزادی دیگئی ہے اُن کے حقوق کی پوری حفاظت کیجاتی ہے۔

میرا عقیدہ اسلام مین ایسا محکم ہے جیسا کہ ایک بڑے سے بڑے عالم کا ہو سکتا ہے لیکن اگر تم عمل کی بابت سوال کرو تو مین جواب دونگا کہ مجھ سے زیادہ بے عمل شاید کوئی ہو لیکن اسلام کا عقیدہ خوف ورجا کے بیچ مین ہے انسان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اگر تمام عالم کے لیے جنت کا حکم ہوا اور ایک شخص کو دوزخ کے لیے کہا گیا تو اُس کو یہ خوف رکھنا چاہیے کہ شاید وہ شخص مین ہی ہون اسی طرح اگر تمام عالم کو دوزخ کا حکم دیا گیا ہو اور ایک شخص کو جنت کی امید دلائی گئی ہو تو یہ امید رکھے کہ شاید وہ مین ہی ہون۔

ایسی ضعیف باتون مین کہ جنپر اسلام کا حصر نہ ہو ہمیشہ اسبات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنے ہمسایون کی دلشکنی نہ ہو۔ البتہ اگر کوئی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ یا مساجد مین جانے سے روکے یا اُس کی اہانت کرے تو اس بات پر جان تک دیدینا چاہیے۔

ہزمجسٹی نے گورمنٹ کے ہر فرقے کو آزادی دینے پر چند مرتبہ اظہار خوشنودی کیا تو نواب فیض احمد خان نے عرض کیا کہ بیشک گورمنٹ ہندو مسلمان ہر فرقے کو ایک آنکھ سے دیکھتی ہے اور ہم سب لوگ نہایت خوشی اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہین۔

غرضکہ ہزمجسٹی نے اس درجہ خوش اخلاقی۔ بے تعصبی اور روشن خیالی کی باتین دیر تک نہایت صفائی اور بے تکلفی سے فرمائین کہ تمام حاضرین کیا ہندو کیا مسلمان بہت محظوظ و مسرور ہوے۔ ہزمجسٹی اُردو کے جو فقرے فرماتے تھے وہ بہت صحیح و درست ہوتے تھے۔ تاہم زبان مبارک سے فرمایا کہ۔

"ہم اُردو اچھی طرح نہین بول سکتے"

اِسکے بعد ہزمجسٹی نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاے اور بہ آواز بلند یہ کلمات فرمائے۔

"مین خدا کی امان مین تمھین سونپتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ تم سب کیا ہندو کیا مسلمان خوشی اور عافیت سے رہو۔ تم۔ تمھارے بال بچے اور تمھارے گھر والے بعافیت رہین"

اِن کلمات پر دربار برخاست ہوا اور جب باہر کے کمرے مین آئے تو ہزمجسٹی کے معزز سردارون نے ایک ایک نیلگون ریشمی رومال مین ہر ایک درباری کو نہایت نفیس شیرینی بندھی ہوئی دی اور کہا کہ ہزمجسٹی کا یہ دستور ہے کہ عید کے دربار مین جو لوگ حاضر ہوتے ہین اُن کو شیرینی دیجاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیرینی اسی مقدار مین اسی طرز سے عہدہ دارون اور یورپین افسرون کو بھی دیگئی۔ اسکے بعد وہ سرکاری اہلکار جنکے خدمات ہزمجسٹی کے کیمپ سے آجکل متعلق ہین حاضر ہوے اور چند منٹ مین بعد اداے مبارکباد باہر نکل آئے۔

ہزمجسٹی نے مولوی سید احمدؒ امام جامع مسجد۔ حکیم حافظ محمدؒ اجمل خان اور نواب فیض احمدؒ خان منیجنگ کمیٹی جامع مسجد کو مکرر طلب فرماکر انتظام مسجد کے متعلق کلمات تعریف فرمائے اور کمیٹی مسجد کے خدمات کی قدر افزائی فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون چاندی کا ایک جھاڑ جامع مسجد کے بیچ والے درجے مین لگانے کے لیے کابل سے بنواکر بھیجون امید ہے کہ چار پانچ ماہ مین یہ جھاڑ آپکے پاس آجائیگا۔ آپ اُسے میری طرف سے لگا دیجیے گا۔

ممبران مسجد نے شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے رخصت ہوے۔

شنبہ کی صبحکو ہزمجسٹی نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ موٹر گاری پر سوار ہو کر منیار قطب صاحب کے آس پاس کے گنبدون کو ملاحظہ فرمایا۔ چار بجے شام کو اسٹیشن سے دہلی سے روانہ ہو گئے روانگی حسب منشاء امیر پرایویٹ تھی تاہم سول اور ملٹری افسر موجود تھے۔

ہزمجسٹی کلکتہ مین

۲۸ جنوری کی صبحکو ہزمجسٹی امیر افغانستان کلکتے مین داخل ہوے حسب ایماے ہزمجسٹی داخلہ

پرایوٹ تھا اسیوجہ سے کلکتہ کارپوریشن نے جو اڈریس طلائی پتر پر نقرئی صندوقچے مین رکھکر پیش کرنے کی تجویز کی تھی اُسے ہز مجسٹی نے قبول نہین کیا۔ ہز مجسٹی کو جب معلوم ہوا کہ بہت سے ایڈریس پیش ہونیوالے ہین تو فوراً ہی مطلع کردیا کہ مین ایک ایڈریس قبول کرکے کوئی تفریق اور امتیاز قائم کرنا نہین چاہتا لہذا کوئی ایڈریس قبول نہ کیا جائیگا۔ چونکہ چند روز پیشتر سے ہز مجسٹی نے اپنے اس قرارداد کی اطلاع دیدی تھی اسلیے میونسپل کیطرف سے کوئی باضابطہ خیر مقدم نہین کیا گیا۔ کارپوریشن جو افتخار و اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا ہز مجسٹی نے اُسکی قدر و منزلت کی اور یقین ہے کہ ہز مجسٹی نے جو سبب بیان کیا ہے اُس مین غلط فہمی نہ ہوگی۔ اگرچہ مین ہز مجسٹی کو کئی سرکاری مراسم لامحالہ ادا کرنا پڑے تھے پس ہز مجسٹی کی خواہش ہوئی کہ کلکتے مین باضابطہ برتاؤ نہ ہو اور ہز مجسٹی بغیر کسی مانع و مزاحم کے بے تکلفانہ دارالسلطنت کی سیر کرین اور کشادہ دلی سے دلچسپ امور ملاحظہ کرین۔

اس روز صبحکو جسوقت ہز مجسٹی ہوڑہ کے اسٹیشن پر داخل ہوے تو تمام امور اُنھین کی پسند اور خوشی کے مطابق ہوے اعلی درجے کے سول افسرون کا کوئی مجمع نہ تھا البتہ ۲۳ پالم کوٹہ کا ایک گارڈ آف آنر پلیٹ فارم پر صف بستہ تھا اس نے معمولی سلامی دی اور بینڈ نے افغانی دعائیہ گت بجائی اسکے ساتھ ہی فورٹ ولیم سے اکتیس ۳۱ ضرب کی شلک سلامی سر ہوئی۔ گولون کی آواز سے معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی کلکتے مین داخل ہوے۔

مسٹر کلارک ڈپٹی سکرٹری فارن آفس۔ مسٹر میکلین ڈپٹی سکرٹری گورنمنٹ بنگال۔ لارڈ ڈبری اڈیکانگ والیسرائے۔ کپتان فٹز جرالڈ اڈیکانگ لارڈ کچنر اور مسٹر ہلیڈی کمشنر پولیس پلیٹ فارم پر موجود تھے ایسٹ انڈیا ریلوے کے مسٹر ڈگلس اور مسٹر ہڈلسٹن بھی استقبال مین شریک تھے۔ پلیٹ فارم پر اور بھی تماشائی تھے اور اسٹیشن خوب سجا ہوا تھا کچھ گفتگو کرکے ہز مجسٹی نے گارڈ آف آنر کو ملاحظہ فرمایا اس کے بعد اُس گاڑی پر سوار ہوے۔ سر ہنری میکمین مسٹر کلارک۔ خاص سردار آصف خان ہز مجسٹی کے ہمراہ گاڑی پر سوار تھے۔ بقیہ ہمراہی دوسری گاڑیون پر تھے۔

مراسم استقبال

اسٹیشن کے گرد اور ٹھنڈی سڑک پر بڑا مجمع تھا جسوقت سڑک پر سے جلوس گذرا اُسوقت خیر مقدم کے نعرے بلند کیے گئے اور گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا مکانون اور کھڑکیون مین نیز چھتون پر کثرت سے تماشائی جمع تھے۔ ہندوؤن نے گلاب اور گیندے کے پھول برسائے۔ کچھ پھول ہز مجسٹی کی گاڑی مین بھی گرے مسلمانون نے اپنے طریقے پر اظہار مسرت کیا۔ جھک جھک کر سلام کرتے تھے۔ افغانی تاجرون اور قد آور پاوندون کے بہت سے گروہ مختلف مقامات پر خصوصاً ایڈن گارڈن کے پاس جمع تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہموطن بادشاہ کی آمد پر نازان اور اظہار خیر خواہی و وفاداری کے لیے فراہم ہوے۔

دریا کے کنارے "نیپئیر" کی شبیہ کے قریب اسلامی اسکولون کے قریباً چھ سو طالب علم ہاتھون مین سرخ رنگ کی بیرقین لیے کھڑے تھے جنپر ہلال اور ستارہ بنا ہوا تھا اور قرآن مجید کے بعض آیات کا کتبہ لگا ہوا تھا۔ ایک نشان پر لکھا ہوا تھا۔

"امیر کو خوشی و خرمی نصیب ہو"

سب نے بآواز بلند امیر کو سلام کیا۔ ہز مجسٹی نے ہاتھ سے سلام کا جواب دیا اور علی پور ہوتے ہوے ہیسٹنگز ہوس مین تشریف لے گئے۔ دوسرے لانسرز رسالہ کا ایک دستہ جلو مین تھا اور قیام گاہ پر تیرہوین راجپوت پلٹن کا گارڈ آف آنر صف بستہ تھا جسوقت ہز مجسٹی وہان تشریف لائے تو اس نے سلامی اُتاری۔

ہز مجسٹی نے ہوڑے کے پُل سے گذرتے وقت جہازون کو دیکھکر فرمایا تھا کہ۔

"افغانستان مین جہاز اسوجہ سے نہین ہین کہ وہان کوئی بحری ساحل نہین ہے"

گرمی کا ذکر کرکے فرمایا کہ

"اگر مین دھوپ سے بچانیوالی ٹوپی پہنے ہوتا تو زیادہ اچھا تھا"

ہیسٹنگز ہوس مین سر لوئیس ڈین فارن سکرٹری اور کرنل ڈنلاپ اسمتھ پرایوٹ سکرٹری والیسرائے نے لارڈ منٹو کیجانب سے استقبال کیا۔ یہ افسر والیسرائے کی طرف سے ہز مجسٹی کو نذر دینے کے لیے نہایت عمدہ عمدہ تحایف لائے تھے۔

پہلے ہز مجسٹی نے والیسرائے کی خیر و عافیت دریافت کی پھر استراحت کیلیے تشریف لے گئے۔

سہ پہر کو ٹکسال عجائب خانہ اور جانور خانہ کی سیر کے لیے تشریف لے گئے وہان جوق جوق اور گروہ گروہ لوگ موجود تھے۔ نہایت گرمجوشی کے استقبال سے ہز مجسٹی بہت محظوظ ہوے ہندو اور مسلمان دونون برابر ہز مجسٹی کا استقبال کرنا چاہتے تھے۔ یہ استقبال دراصل صدق ارادت سے تھا اور سب نے صدق دل سے مافی الضمیر ظاہر کیا۔

مڈیکل کالج

۲۹ جنوری کو ہز مجسٹی نے مڈیکل کالج ہسپتال کی سیر کی۔ وہان کرنل لوکس اور کالج کے تمام افسران اسٹاف نے ہز مجسٹی کا خیر مقدم کیا۔ ہز مجسٹی نے تمام وارڈون کی سیر کی۔ بیمارون اور اُن کے طریق علاج سے بڑی دلچسپی ظاہر کی۔ اسکے بعد عمل جراحی کے وارڈ مین کچھ دیر تشریف فرما ہوئے۔ اسکے بعد تشریح الابدان کے عجائب خانے مین پھر لکچر کے کمرے مین اسکے بعد لاشین چیرنے کے کمرے مین تشریف لے گئے۔

کپتان بلیک نے ہز مجسٹی کو ترکیب کیمیاوی کا ایک عمل دکھایا یعنی کاربن آف اکسائڈ کا اُڑنا اور دوسرے امور سمجھائے۔ ہز مجسٹی نے خود ہی خردبین کے ذریعے سے تمام کیفیت ملاحظہ کی جس طرح ہر مقام پر ہز مجسٹی کی آمد سے مجمع ہو جاتا ہے اُسی طرح یہان بھی ہسپتال کے باہر بہت سے لوگ جمع تھے۔ سب نے اشتیاق کے ساتھ جھک جھک کر سلام کیا۔

سہ پہر کو سرکاری باغ مین گلگشت کی اور دریا سے دخانی کشتی پر عبور کیا۔ شب کو گورنمنٹ ہوس مین خاصہ تناول فرمایا۔ اسکے بعد لیڈی منٹو کے بازار مین جاکر فوجی ورزشین ملاحظہ کین۔

۳۰ جنوری کو اچاپورہ۔ کاشی پور اور دمدم کے کارخانون کی سیر کی۔

سرکاری کارخانے

۳۰ جنوری کو ہز مجسٹی نے مع سر ہنری میکمہن اور دو خاص سردارون کے کاشی پور کے توپون اور بم گولے بنانے والے کارخانے کی سیر کی۔ کارخانے مین جنرل اسکاٹ اور میجر بل نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا اسکے بعد موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر دمدم مین کارتوسون کا کارخانہ دیکھنے کو تشریف لے گئے

اور جتنے امور ملاحظہ فرمائے سب مین بہت زیادہ دلچسپی ظاہر کی۔ اِسکے بعد دمدم مین ٹفن تناول فرمایا پھر عیسیٰ پور کے کارخانہ کی سیر کی۔

اسی شب کو ہز مجسٹی نے لارڈ کچنر کے ساتھ خاصہ تناول کیا۔ پھر لیڈی منٹو کے مینا بازار مین تشریف لے گئے جو ہندوستانی ہسپتالون اور فوج کے بیمار و زخمی لوگون کی دایہ گری کی امداد کیلیے کھولا گیا ہے۔

بحری محکمہ

۳۱ جنوری کو آٹھ بجے ۴۵ منٹ صبح کیوقت ہز مجسٹی نے خضر پور کے بحری کارخانے کی سیر کی مسٹر لیف جی۔ ڈرینڈ چیرمین نے ایک خاص گاڑی پر جو اسی غرض سے تیار کرائی گئی تھی سوار کرا کے ہز مجسٹی کو سیر کرائی مسٹر ڈبلیو۔ آر سی جو ٹیل قائم مقام ٹریفک مینجر اور مسٹر بی سی اسکاٹ ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ڈاک۔ مسٹر لیف پام چیف انجنیر اور کپتان ای۔ ڈبلو ٹیلی ہمراہ تھے۔

جو خاص استقبالی گاڑی بنائی گئی تھی وہ کھلی ہوئی تھی۔ ہز مجسٹی کو یہ بات دکھانے کے لیے کہ کلون کی وجہ سے کیسا قابو ہے جھولنے کے پُل کو حرکت دی گئی۔

ہز مجسٹی نے کوئلہ رکھنے کا مقام بھی ملاحظہ کیا اور یہان افسرون سے کچھ دیر تک مخاطب رہے اور بہت سے استفسارات کیے پھر والیسرائے کی دخانی کشتی پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر کے سرکاری باغات کی گلگشت کی اور حاضری کشتی ہی پر نوش فرمائی۔

یکم فروری کو ہز مجسٹی ذکریا مسجد مین نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جانے والے تھے مگر نہین گئے اِسکے عوض کلکتے کے جانور خانے مین تشریف لے گئے اور یہان کالے سانپون کے زہر نکالنے کی ترکیب ملاحظہ کی۔

اِسکے بعد موٹر کار گاڑی مین سوار ہو کر ہز اکسلنسی والیسرائے کے ساتھ ٹفن تناول فرمائی۔ ایک طلائی گلوبند اور ایک جوڑی پہنچی لیڈی منٹو کو ہز مجسٹی نے دی۔

ذکریا مسجد مین ہز مجسٹی کے تشریف نہ لیجانے کا یہ سبب تھا کہ وہان بہت مجمع ہو گیا تھا اور ہز مجسٹی کے تشریف نہ لانے سے سب کو مایوسی ہوئی۔

یکم فروری کو ہز مجسٹی نے لیڈی منٹو کی مینا بازار سے بہت سی چیزین خریدکین۔

جمعہ کی شب کو ہز مجسٹی نے ایوان بلویڈرین سر انڈریو فریزر کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔

۲۔فروری کو ہز مجسٹی موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر ہسٹینگز ہوس سے وایٹ وے لیڈلا کمپنی کی دُکان پر تشریف لے گئے۔بڑی دیر تک وہان رہے اور بہت سا سامان خریدا جس مین بر سلز کے کچھ قالین بھی ہین۔چورنگی مین لمبر کے مشتاقان دید کی اسقدر کثرت ہو گئی تھی کہ پولیس کے انتظام کی ضرورت ہوئی لوگون کو ہز مجسٹی کے دیکھنے کا حد سے زیادہ شوق تھا۔

چونکہ یکم فروری کو جمعہ تھا اسلیے ہز مجسٹی اور اُن کے سردار سہ پہر کو لیڈی منٹو کے مینا بازار مین تشریف لائے اور ہر دُکان پر جاکر بہت سا مال خریدا۔مال کی خریداری ہی پر اکتفا نہین کی بلکہ ہر دُکاندار کو انعام کثیر دیا۔

جسوقت ہز مجسٹی سول سروس کی دُکان پر رونق افروز تھے اسوقت ایک بہت بڑی جماعت جسمین لیڈی منٹو۔مینا بازار کے کئی افسر اور وایسرائے کے اسٹاف کے کئی ممبر ہز مجسٹی کے گرد موجود تھے یکایک ہز مجسٹی پاؤ گھنٹہ کے لیے وہان سے غائب ہو گئے۔سب کو حیرت ہوئی اور خیال کرنے لگے کہ ہز مجسٹی امیر کہان گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہز مجسٹی یاقوت کی بہت عمدہ انگشتری لیے ہوے جو تجارت و حرفت کی دُکان سے مول لی تھی نمودار ہوے اور ایک نہایت عمدہ و مختصر اسپیچ کے بعد لیڈی منٹو کی اُنگلی مین خود اپنے ہاتھ سے پہنادی اور لیڈی فریزر کو گلے کا ایک نہایت خوشنما گلوبند دیا۔

ہر دُکان پر ہز مجسٹی کی رونق افروزی سے مینا بازار کا بہت بڑا فائدہ ہوا اور دکاندار لیڈیان بہت خوش ہوئین۔ہز مجسٹی جس دُکان پر جاتے تھے گویا وہان روپیہ بچھا دیتے تھے۔

اسکے بعد ہز مجسٹی نے چاء کے باغ مین جاکر لیڈی منٹو کے ساتھ چاء پی۔وہان سے چلتے وقت اس باغ کی صدر نشین مسز ایلین کو چار ساورن مرحمت کیے اور جب مسز ایلین عطیہ و بخشش کا شکریہ ادا کرنے لگین تو ہز مجسٹی نے اُن سے کہا کہ "ابھی ٹھہرو۔ٹھہرو" اور یہ کہکر چھ پونڈ اپنی جیب سے نکال کر اور مرحمت کیے

اِسی مقام پر ہز مجسٹی کی فیاضی ختم نہ ہوئی بلکہ جب مغرب کا وقت آیا تو ہز مجسٹی ٹورنمنٹ مین والیسرائے کی نشست گاہ پر بیٹھے ہوے تھے۔اسوقت ہز مجسٹی نے سر انڈریو فریزر سے فرمایا کہ۔

"آپ مجھے نماز پڑھنے کے لیے کوئی تنہا مقام بتا دیجیے"

جب ہز آنر نے نماز کے لیے ایک تنہا مقام ہز مجسٹی کو بتا دیا تو ہز مجسٹی نے سو روپیہ ہز آنر کو دیے اور فرمایا کہ یہ مینا بازار کا چندہ ہے اور اِس بات کا صلہ ہے کہ مجھے نماز پڑھنے کے لیے مقام بتایا گیا۔

سہ پہر کو وایسرائے کی دُکان پر لیڈی منٹو کے ساتھ ہز مجسٹی کی تصویر اُتاری گئی۔

یکشنبہ کو ہز مجسٹی بارکپور مین والیسرائے کی جماعت کے ساتھ تمام دن رہے اور شام کو وہان سے موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر اپنے سفیر کی ملاقات کے لیے چت پور روڈ پر تشریف لے گئے۔

۳۔فروری کو ہز مجسٹی نے مع سر ہنری میکمہن اور سردار علی احمد خان کے والیسرائے کے ساتھ بارکپور مین ٹفن نوش فرمائی دُخانی کشتی پر سوار ہو کر دریا گئے اور ہگلی کے کنارے کی کیفیت دیکھ کر بہت محظوظ ہوے۔

شام کو ہز مجسٹی مع کچھ سردارون کے چت پور کی سڑک سے افغانی سفیر متعینہ ہندوستان کے یہان تشریف لے گئے۔پھر لیڈی منٹو کے مینا بازار مین جاکر مشت بازی دیکھی اور جہاز "سویس" کے ملازمون کا تماشہ دیکھا۔اِسکے بعد ایک جہازی ملازم کے لڑکے نے ہز مجسٹی کو بحری آزادی کا ایک "سرٹیفکٹ" پیش کیا۔ہز مجسٹی اِس مذاق سے بہت خوش ہوے اور اِس لڑکے کو ایک طلائی زنجیر مرحمت فرمائی اور تماشہ کرنے والون کو کچھ روپیہ عنایت کیا۔

جمعہ کے دن ہز مجسٹی نے لیڈی منٹو کے مینا بازار کی دُکانون پر نو ہزار روپیہ خرچ کیا اور بہت محظوظ ہوے۔

۴۔فروری کو دو بجے کے بعد ہز مجسٹی مع سر ہنری میکمہن اور میجر برڈ کے موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر وائٹ وے لیڈلا کمپنی کی دُکان پر چورنگی مین گئے۔دُکان کے بہت سے صیغون کی سیر کی اور بہت سی چیزین مول لین۔بہت سے سمور۔لڑکون کے کپڑے اور چھتریان بھی خریدین اسوقت

ہز مجسٹی ہنستے جاتے تھے اور اپنے ہمراہیون سے مذاق بھی کرتے جاتے تھے۔

جب بارہ ہزار کی ایک مسہری ہز مجسٹی کو دکھائی گئی تو فرمایا کہ۔

"مین ہاتھی نہین ہون۔ مین سونے کے لیے پلنگ پر جاتا ہون تو یہ چاہتا ہون کہ آرام ملے"

دُکان کی سیر کرتے کرتے ہز مجسٹی نے چاہا کہ مغرب کی نماز پڑھین اسلیے جس جگہ درزی کام کرتے ہین وہان ایک قالین بچھا دیا گیا اور ہز مجسٹی نے اُسپر نماز پڑھی پاؤ گھنٹے کے بعد وہان سے واپس آئے جسوقت ہز مجسٹی ایک خاص مسہری کو ملاحظہ فرما رہے تھے جسے مول لینا چاہتے تھے تو اُس پر ایک توشک بچھا دی گئی اور ہز مجسٹی اُسپر لیٹ گئے اور اُسکی کمانیون کا امتحان کرنے کے لیے کچھ اُچھلے اس مسہری کو ہز مجسٹی نے پسند کیا اور فرمایا کہ "ہان اسپر مجھے لیٹتے ہی نیند آجائیگی۔

ہر مقام پر ترجمان ہز مجسٹی کے ساتھ رہتا تھا کہ جو کچھ ہز مجسٹی فرمائین اُسکا فوراً ترجمہ کرے۔ پانچ بجے دوکان وایٹ وے لیڈلا کمپنی سے روانہ ہوے اُسوقت باہر ایسا مجمع ہو گیا تھا کہ کمشنر پولیس کو طلب کرنا پڑا جو لیڈی منٹو کے مینا بازار سے کچھ فاصلے پر پولیس کے سوار اور پہرے والے لیکر آئے اور کسیقدر وقت سے ہز مجسٹی کے لیے راستہ نکالا۔ ہز مجسٹی موٹر کار گاڑی پر سوار ہو کر وہان سے روانہ ہوے۔

۸ جنوری کی شام کو ہز مجسٹی نے صنعتی نمائشگاہ مین جاکر کچھ چیزین خریدین۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال اور اُن کے اسٹاف کے کچھ ممبر ہز مجسٹی کے ہمراہ تھے ایک چغہ جس مین جواہر ٹکے ہوے تھے اور ایک تاج مرصع بہ زمرّد ہز مجسٹی کو دکھایا گیا کہ چند راجون اور کئی ہندوستانی شاہزادیون کے زیب سر ہو چکا ہے اسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ۔

"کیا تمھارے راجا عورتین ہین"

اسکے بعد ہز مجسٹی نے نمائشگاہ کے مینا بازار مین ایک ہندو مندر کو دیکھکر پشتو زبان کا ایک شعر پڑھا جسکا یہ مطلب تھا کہ۔

"کوئی گلی کوچہ راہ یا مقام ایسا نہین ہے جہان ہندو اور مسلمان اتفاق و اتحاد کے ساتھ نہین رہ سکتے"

نمائش کے منتظمین نے جو نذر پیش کرنی چاہی تھی ہز مجسٹی نے اُسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یہان تشریف لانے کے قبل ایوان لفٹننٹ گورنر سے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آدھ گھنٹے بعد ہز مجسٹی کی آمد ہو گی کمیٹی نمائش کے سکرٹریون خزانچیون اور ممبرون نے جو کام پر تھے بہت اچھا استقبال کیا۔ داخلے کیوقت ریاست موربھنج کا بینڈ بجنے لگا۔ سب سے پہلے لا بھ چند موتی چند جوہری کی دکان پر گئے ہز مجسٹی کا پہلا سوال یہ تھا کہ "یہ چیزین اسی ملک کی ساخت ہین" عرض کیا گیا کہ سب چیزین جو نمایان کرنیوالے کے کارخانے مین تیار ہوئی ہین" ہز مجسٹی نے اطمینان ظاہر کیا۔ پھر دریافت کیا کہ یہ چیزین کس قسم کی کل سے تیار کی گئی ہین۔ عرض کیا گیا کہ عام قسم کی ارزان اشیا کل کے ذریعے سے تیار کیجاتی ہین۔ بعض اشیائ کی ہز مجسٹی نے جانچ کی اور پوچھا "کیا خاتمہ کا کام ہاتھون سے کیا گیا ہے" اسکے بعد قیمتی جواہر کی صناعی کا کام دیکھا۔ مسٹرس لابھ چند موتی چند نے ہز مجسٹی کیخدمت مین گلدستہ پیش کیا اسکے بعد ہز مجسٹی اُس دکان پر گئے جہان ہیرے تراشے جاتے تھے۔ یہان ہیرا تراشنے کی مختلف کارروائیان ملاحظہ کین اور بہت دلچسپی ظاہر کی۔ اسکے بعد اس کمرے مین گئے جہان تعلیمی اشیا نمایان کی گئی تھین اور دریافت کیا "یہ چیزین لڑکون نے تیار کی ہین یا لڑکیون نے" ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے لڑکیون کی دستکاری کے چند نمونے دکھائے۔ ہز مجسٹی نے اس صناعی کی تعریف کی۔ اس موقع پر ہز مجسٹی نے نماز پڑھنی چاہی۔ لفٹنٹ گورنر نے وہ جگہ بتائی جہان اسکول کی کتابین چنی ہوئی تھین مگر ہز مجسٹی نے فرمایا "وہان نماز نہین پڑھ سکتا اس لیے کہ تصویرین بھی آویزان ہین" تب مسٹرس مارٹن کے دفتر مین نماز کا انتظام کیا گیا۔ فرش پر چکاری کا کام تھا اُس پر دری بچھا کر کمخواب کے تھان پھیلا دیے گئے۔ مسٹرس شیام لال سادہ نے ایک پارچہ دیا جسپر نماز کی اول سورہ چھپی ہوئی تھی۔ نماز سے پہلے ہز مجسٹی نے اور مسلمانون کو شرکت کے لیے طلب فرمایا اور نماز مغرب ادا کی۔ اسکے بعد راے بہادر بدری داس جوہری کی دکان پر تشریف لے گئے دکان مین داخل ہوتے ہی ایک نمائشی ظرف پر نظر پڑی جس مین ایک مرصع کوٹ رکھا ہوا تھا اس مین

اس مین موتی اور قیمتی جواہر ٹکے ہوے بتھے اِسکی ہز مجسٹی نے تعریف کی۔ ایک یوروپین جنٹلمین نے کہا کہ یہ پرانا کوٹ ہے پھر بھی ہز مجسٹی اپنی دلاویزی ظاہر کرتے رہے اسکے بعد اور بہت سے قیمتی جواہر ملاحظہ کیے۔ اِسکے بعد ہز مجسٹی نے ایک ہتھ پھول اُٹھایا جسے ہندوستانی خواتین پہنتی ہین یہ پشت دست پر پہنا جاتا ہے اور زنجیرین اُنگلیون مین پڑی رہتی ہین۔ اُسے ہز مجسٹی نے اپنے ہاتھ مین پہنا اور فرمایا کہ اگر میرے بائین ہاتھ مین اُنگلیان ہوتین تو اُس ہاتھ مین اُسے ضرور پہنتا۔

یہان یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ ہز مجسٹی کے بائین ہاتھ مین ایک مرتبہ پرند کا شکار کرتے ہوے بندوق کی نال پھٹ جانے سے زخم آگیا تھا جسکی وجہ سے دو اُنگلیان قطع کردی گیئن ہین۔

جب ہز مجسٹی نمائشگاہ سے واپس ہونے لگے تو "بندے ماترم" اور "امیر کی جے" کے نعرے بلند کیے گئے۔

۵ جنوری کو ہز مجسٹی مع سر ہنری میکمن اور اپنے چند ہمراہیون کے موٹر کار پر سوار ہوکر آرمی نیوی اسٹور مین تشریف لے گئے بہت سی چیزین مول لین اِسکے بعد ڈیوک وڈچز آف مانچسٹر کے ساتھ گرینڈ ہوٹل مین ٹفن تناول فرمایا اور شب کو ہز اکسلنسی وایسرائے کے ساتھ خاصہ نوش فرمایا۔

۶ جنوری کو ہز مجسٹی صبح سے ہیسٹنگس ہوس ہی مین رہے حاضری کھانے کے بعد علی پور کا فوجی وردیون کا کارخانہ دیکھا اسکے بعد جانور خانہ کی سیر کی اور شام کو فارن آفس مین تشریف لے گئے مسٹر برن کمپنی کو چھوٹے چھوٹے پلون اور لوہے کی چند چیزون کے لیے فرمایش دی۔ جلال آباد کے قریب جو دریا ہے اُسکے لیے ایک آہنی پل کی فرمایش پہلے ہوچکی تھی جسکا طول تین سو پچاس فیٹ ہوگا۔ ہز مجسٹی نے سیر و شکار کے لیے آرمی اسٹیم نیوی گیشن کمپنی سے تین چھوٹی چھوٹی کشتیان بھی مول لین

۷ جنوری کو ہز مجسٹی مسٹر اسمتھ کی چھوٹی سی تفریحی کشتی پر سوار ہوکر کشتی موسومہ مارگریٹ پر سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ اِسکے بعد لیڈی منٹو کے مینا بازار مین گئے اور شب کو ایوان بلویڈر مین سر انیڈریو و لیڈی فریزر کے یہان دعوت تھی خاصہ تناول فرمانے کے بعد ہز مجسٹی جلسہ موسیقی مین شریک ہوے خود دو فارسی غزلین گائین۔ باجا بجایا اور اسکاچ ریل ناچ کی بڑی تعریف کی۔

۸۔ فروری کو چیت پور کی ذکریا مسجد مین نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ پہلے امیر پچاس منتخب مسلمانون سے ہیسٹنگز ہوس مین ملاقات کرنے پر رضامند ہوگئے تھے مگر پھر کہدیا کہ مسجد مین ملاقات ہوگی یہ خبر آناً فاناً تمام شہر مین مشہور ہوگئی اور بہو بازار سے آگے تک بہت سے آدمی سڑکون پر جمع ہوگئے۔ مکانات کی چھتون۔ برآمدون اور کھڑکیون مین بیشمار مجمع تھا۔ پہلے افغانی سردار اور ہز مجسٹی کے ہمراہی گاڑیون پر سوار ہوکر آئے۔ باڈی گارڈ ہمراہ تھا۔ پھر ہز مجسٹی موٹر کار پر تشریف لائے دو رویہ مجمع کا برابر سلام لیتے جاتے تھے۔ دروازہ مسجد پر حاجی نور محمد متولی مسجد۔ مسٹر عبد الحسن سفیر کابل۔ خان بہادر مسٹر عبد الرحمن۔ خان بہادر حاجی عبد الجبار خان سی۔ آئی۔ ای۔ خان بہادر مولوی محمد یوسف۔ خان بہادر بدر الدین حیدر۔ مولوی عبد القادر۔ مسٹر گوہر علی بیرسٹر ایٹ لا۔ مولوی زیڈ۔ آر۔ زاہد۔ حاجی بخش الہی اور مسجد مین قائم مقامون نے نہایت ادب سے استقبال کیا۔ نماز سے فارغ ہوکر ہز مجسٹی براہ راست ہیسٹنگز ہوس تشریف لائے۔

پیش امام نے پرجوش عربی خطبہ پاؤ گھنٹے تک پڑھا۔ نماز خود ہز مجسٹی نے پڑھائی۔ امام کو خلعت عطا فرماکر قیام گاہ پر طلب فرمایا اور مسجد کو اپنی جانماز بھی عطا کردی کلکتے کے اہل اسلام اِس دلجوئی سے بہت خوش ہوے۔

سڑکون پر بدستور جوق درجوق آدمی موجود تھے۔ دس بجے شب کو وایسرائے کے سالانہ جلسہ رقص مین شریک ہوے اعلی درجے کے افسر اور مہمان شریک تھے۔ ہز مجسٹی افغانی جنرل کی پوری وردی پہنے اور بہت تمغے لگائے ہوئے تھے جنمین سینٹ میکل سینٹ جارج کا تمغہ بھی تھا۔ ہز مجسٹی اِس ناچ کو پہلے پہل دیکھ کر بہت خوش ہوے۔

۹۔ فروری کو ہز مجسٹی وایسرائے سے رخصت ہونے تشریف لے گئے اور گورنمنٹ ہوس مین ٹفن تناول فرماکر گھوڑ دوڑ دیکھنے تشریف لے گئے ہز مجسٹی نے گھوڑ دوڑ اور اُسکے عام انتظام سے بڑی دلچسپی ظاہر کی۔ پھر وزن کرنے کے کمرے مین گئے اور اپنا وزن کرایا اِسکے بعد بلویڈر جاکر ہز آنر اور لیڈی فریزر سے رخصت ہوے۔

روانگی کی تیاری

۹۔ فروری کو ساڑھے دس بجے شب کو ہوڑہ ریلوے اسٹیشن پر ہز مجسٹی کی روانگی کی ہر طرح تیاریان تھین

اسٹیشن خوب آراستہ کیا گیا تھا کمشنر پولیس مع دیگر افسرون کے موجود تھے گارڈ آف آنر صف بستہ تھا اور کلکتہ ٹایم کے مطابق دس بجکے اُنتیس منٹ پر اسپشل ٹرین روانہ ہونے کا انتظام ہوا تھا مگر پونے گیارہ بجے ریلوے افسرون کو معلوم ہوا کہ ہز مجسٹی ہنوز لارڈ کچنر کے یہان دعوت کھانے مین مصروف ہین اور کسیطرح ایک بجے کے قبل نہین آسکتے یہ سُنکر بہت سے افسر جو اسٹیشن پر موجود تھے متردد ہوے اور ریلوے حکام کو یہ فکر ہوئی کہ ٹرینون کی آمد و رفت کا جو پروگرام تھا وہ سب انتظام اُلٹ پلٹ جائیگا اسپشل کی روانگی کا نیا ٹایم ٹیبل بنانا پڑا اور تمام لین پر پھر سے انتظام کیا گیا۔

اس دوران مین ایک عجیب واقعہ ہوا ساڑھے دس بجے کے قریب اسٹیشن پر پالم کوٹہ پلٹن کا گارڈ آف آنر مع نشان اور بینڈ کے صف بستہ تھا پلیٹ فارم پر سُرخ بانات کا فرش بچھا تھا۔ خوشرنگ کپڑون کے نشان اور پھریرون اور سبزے سے تمام اسٹیشن اور پورٹکو آراستہ و پیراستہ تھا۔ گورنمنٹ ہوس کا ایک ایڈیکانگ فارن آفس کے مسٹر کلارک ایجنٹ ایسٹ انڈیا ریلوے کمشنر پولیس اور بہت سے افسر موجود تھے اتنے مین دو موٹر کارون پر کچھ فوجی افسر آئے اسپر گمان ہوا کہ ہز مجسٹی مع خاص خاص سردارون کے آگئے گارڈ آف آنر نے استقبال کی تیاری کی اور تمام افسر اپنے اپنے مقام پر تعینات ہوگئے مگر چند منٹ کے بعد خبر آئی کہ ہز مجسٹی پچھلے پہر کو آئینگے۔

آخرکار ڈھائی گھنٹے کے بعد ہز مجسٹی تشریف لائے اور اسپشل ٹرین پر سوار ہوکر بمبئی کیطرف روانہ ہوگئے روانہ ہونے کے قبل ہز مجسٹی نے والیسرائے کا متواتر شکریہ ادا کیا کہ کس طرح اُن کی خاطر و مدارات ہوئی اور فرمایا کہ مجھے یہ خیال نتھا کہ اس گرمجوشی سے میرا خیر مقدم ہوگا۔

بمبئی مین ورود مسعود

۱۲- فروری کو تین بجکے بیس منٹ سہ پہر کو بمبئی مین داخلہ ہوا سات بجے بیس منٹ پر صبح کو اسپشل نہین آیا جیسا کہ پہلے انتظام ہوا تھا۔ تاخیر کا سبب یہ ہوا کہ کلکتے سے ٹرین دیر مین روانہ ہوئی اور راستے مین بھی ٹھہرتی ہوئی آئی اگرچہ ایک بجے کلیانی مین اسپشل پہونچگیا تھا مگر ٹرین اسلیے روک لی گئی کہ اسوقت

اسٹیشن وکٹوریہ ٹرمنس مین اسپشل پہونچے جو افسرون کے اجتماع کے لیے مقرر ہوا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسٹیشن پر گورنر بمبئی نے مع افسران اسٹاف۔ فوج بحری و بری کے خاص خاص افسر اور سول حکام کے ضابطہ کے ساتھ استقبال کیا اور جلوس قائم ہوکر پھاٹک سے اسٹیشن کے باہر آئے بہت بڑا مجمع تھا خصوصًا مسلمان کثرت سے تھے جو صبح سے انتظار کر رہے تھے۔ جب جلوس آگے بڑھا تو ان لوگون نے خوشی کے نعرے بلند کیے ہز مجسٹی اور لارڈ ولنگڈن گورنر بمبئی جلوسی گاڑی پر سوار ہوے اور مندرجہ ذیل ترتیب سے جلوس قائم ہوا۔

صاحب کمشنر پولیس ۔ رسالہ پونا ہارس کے دو اسکواڈرن۔ چھٹے ڈویزن فوج کے جنرل افسر کمانیر ہز مجسٹی اور گورنر کا باڈی گارڈ۔ باڈی گارڈون کے ترپ۔ ہندوستانی رسالے کے دو اسکواڈرن اسکے بعد خاص خاص افسر موجود تھے اور امیر کے ہمراہی سردار گاڑیون پر سوار تھے آخر مین پولیس کے سوارون کا ایک دستہ تھا۔

جب ہز مجسٹی قیامگاہ پر پہونچے تو ایک گارڈ آف آنر صف بستہ تھا اس مین ہندوستانی پلٹن کے سو جوان مع نشان اور بینڈ کے ایک برٹش افسر کے زیر کمان تھے یہ جلوس سٹرک کروک شینک سٹرک پیرل۔ سٹرک گرینڈ۔ سٹرک مگدیوی۔ سٹرک والکیشر اور پل کی سٹرک سے ہوتا ہوا گذرا۔ راستے پر دونون طرف پولیس کے لوگ تعینات تھے نشان اور پھریرون سے تمام سٹرک آراستہ کی گئی تھی۔

سرکاری دعوت

اسی تاریخ کی شام کو سرکاری دعوت ہوئی گورنر نے اپنے شاہی مہمان کا جام تندرستی تجویز کرتے وقت فرمایا کہ۔

"مین آپ صاحبون سے چاہتا ہون کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان کا جام تندرستی نوش کرین جنکا مین اس سبب اور اسوجہ سے خیر مقدم کر رہا ہون کہ وہ حوالی ملک کے ایک حکمران ہی کی حیثیت سے نہین بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے یہان تشریف لائے ہین جنکی دعوت کرنیکا مجھے فخر حاصل ہے۔ مین اس پریسیڈنسی کے افسرون کا

قائم مقام ہون۔ پس مین اُن کیطرف سے اور شہر بمبئی کیطرف سے بلکہ صوبے کے ہر فرد بشر کی طرف سے یور مجسٹی کا خیر مقدم کرتا ہون۔ یور مجسٹی اپنے ہی علو سے مرتبت کیوجہ سے اِس خیر مقدم کے مستحق نہین ہین بلکہ ہمین اخبارون کے ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ یور مجسٹی نے کس طرح ہندوستان کی سیاحت کی ہے آپنے جو کچھ فرمایا جو کچھ کیا وہ سب ہم نے سُنا ہے ہم نے دیکھا کہ ترقی تعلیم و تجارت اور اس زمانے کے ہندوستان کے دلچسپ علمی امور پر آپ کا کیسا خیال رجوع ہوا ہے آپ کی خواہش ہے کہ سب باتون کو اپنی آنکھ سے دیکھین اور اپنے کانون سے سنین آپ کی سپاہیانہ صاف گوئی اور برتاؤ کیوجہ سے یور مجسٹی کی تشریف فرمائی پر دلی خیر مقدم کیا گیا ہمین امید ہے کہ آپ اِس شہر مین بہت کچھ دلچسپ باتین دیکھین گے بندرگاہ اور سمندر جو ہمارے گرد ہے یقین ہے کہ وہ یور مجسٹی کے لیے ایک نئی بات ہوگی اور ہز اکسلنسی امیر البحر کو امید ہے کہ یور مجسٹی کو شاہ و شاہنشاہ کے جنگی جہازون اور کلون کی قوت دکھائینگے۔ مجھے تو یہی امید ہے کہ ہم لوگون مین آپ کو ہر طرح مسرت ہو اور جب روانہ ہون تو بخیر و عافیت خوشی خوشی کراچی کو سفر کرین جو اسی صوبے کا دوسرا بندر ہے اور آخر مین میری دعا ہے کہ اِس تمام سیاحت مین صحت و تندرستی اور خوشی و خرمی آپکے شامل حال رہے اور یور مجسٹی کی تشریف آوری سے ہندوستان و افغانستان کے دوستی کی طنابین اور بھی مستحکم و مضبوط ہو جائین۔

لیڈیز اور جنٹلمین ! اب مین آپ سے چاہتا ہون کہ آپ اپنے اپنے جام کو خوب لبریز بھر کر ہز مجسٹی امیر افغانستان کی صحت و تندرستی امن و امان اور بخیریت تمام اپنے ملک مین واپس جانے کی خواہش مین نوش کرین۔"

ہز مجسٹی امیر کی اسپیچ

ہز مجسٹی امیر نے فارسی زبان مین جواب دیا ایک مترجم ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ ہز مجسٹی نے بلند آواز مین فرمایا کہ۔

"ہندوستان مین میرے آنے کو یہ نہ کہنا چاہیے کہ ہندوستان مین آیا ہون بلکہ اپنے دوستون کے ملک مین آیا ہون میرے آنے کے قبل ہماری دوستی ایک پودا تھا مگر اب یہ بہت بڑا اور تناور درخت ہو گیا جسکے سایہ مین بیٹھے ہوے ہم اُسکے شیرین پھل کھا رہے ہین ہندوستان مین مین نے ایسی اصلی دوستی دیکھی کہ جو مہربانی میرے ساتھ کیگئی اُسکے شکریے مین زبان قاصر ہے مین نے ہندوستان کی مختلف چیزین مختلف صنعتین اور مختلف مقامات دیکھے اِن سب امور کو دیکھکر مجھے ایک تجربہ ہوا ہے جس سے مین اپنے ملک کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہون۔ گورنمنٹ افغانستان اِس بات کا بڑا خیال رکھیگی کہ وہ گورنمنٹ ہند کی سچی دوست رہے اسی باعث سے افغانون اور برٹش مین دوستی رہیگی بذات خاص مجھے ہندوستان مین بہت سے مہربان دوست ملے ہین۔ لیکن میرا یہ کہنا صحیح ہے کہ مین ہندوستان مین نہین بلکہ اپنے دوستون کے ملک مین آیا ہون منجملہ بہت سے دوستون کے آج مین ایک دوست کا مہمان ہون۔

آپ صاحبون سے مین چاہتا ہون کہ اپنے اپنے جام لبالب بھر کے ہز اکسلنسی کا جام تندرستی نوش کرنے مین میرے شریک ہون۔"

خاتمۂ دعوت کے بعد ایک بجکے پندرہ منٹ شب کو ہز مجسٹی گورنمنٹ ہوس سے روانہ ہوے گورنر کے ملاقاتی دربار اور دعوت مین اُسیقدر کثرت سے لوگ آئے تھے جیسے پرنس و پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کے وقت۔ بہت سے اعلی درجہ کے مہمان ہز مجسٹی کے روبرو پیش کیے گئے ہز مجسٹی نے اُن سے باتین کین۔ ایک نمودار مقام پر مرحوم امیر عبد الرحمن خان کا بہت بڑا مرقع رکھا ہوا تھا جب دکھایا گیا تو چند لمحہ تک خاموشی کے ساتھ دیکھنے کے بعد فرمایا کہ "ہان اچھا مرقع ہے چھوٹی تصویر بڑی بنائی گئی ہے مین بہت کمسن تھا جب یہ تصویر لیگئی۔ جہان تک مجھے یاد ہے والد مرحوم کی شبیہ اچھی ہے۔"

۱۳۔ فروری کی صبح ہی ہز مجسٹی بیدار ہو کر اپنے بنگلے سے موٹر کار پر سوار ہو کر روانہ ہوے۔

لفٹننٹ جیکنز موٹر چلا رہے تھے مسٹر فلپس ڈپٹی کمشنر ساتھ تھے عقب میں سر آر چیالڈ ہمر سر ہنری سکیمن جنرل آر یچرڈسن۔ کرنل مرے اور دوسرے افسر موٹر گاڑیوں پر سوار تھے اِس طور پر جلوس قائم ہو کر کلابہ میں گئے۔ یہاں ہز مجسٹی نے شمالی و جنوبی توپخانے اور الیسٹر اک کے توپخانے کو ملاحظہ فرمایا دخانی کشتیاں اور چوبی چاندماریاں سمندر میں کھینچی گئیں اور اُن پر ساڑھے دس بجے شاہی توپخانے کی دس انچ والی توپوں سے گولہ باری شروع کی گئی اِن دونوں توپوں نے جنوبی کلابہ سے آٹھ کارتوس فیر کیے۔ تیسرا کارتوس خود ہز مجسٹی نے ایک برقی بٹن دبا کر فیر کیا تھا ہز مجسٹی نے جب دیکھا کہ اُنکا گولہ چاندماری پر لگا تو بہت خوش ہوے۔ برج کے پاس جو گولہ انداز کھڑا ہوا تھا وہاں سے پھر ہز مجسٹی فیر کرنے کی آزمائش کیا چاہتے تھے مگر خیال کیا گیا کہ توپ۔ کے فیر کی آواز مضر ہوگی اِسلیے سمجھا دیا گیا اور ہز مجسٹی نے کہنا مان لیا۔

اِسکے بعد شمالی کلابہ کی دو چھ چھ انچ والی توپوں سے کچھ گولے چلے۔

نئے معرکے کی پچھر نمبر ۵ سے ہز مجسٹی نے بڑی دلچسپی ظاہر کی جو ۹،۲ تیر کی توپوں کے لیے کلابہ آئی ہے۔ چھ اور دس انچ والی توپوں کے فیر کے بعد غائب ہو جانے کی کیفیت ہز مجسٹی کو بہت دلچسپ معلوم ہوئی۔ ان کے پُرزوں کی تمام کیفیت امیر کو سمجھائی گئی۔ گولہ باری کے بعد ہز مجسٹی نے بہت بڑی مسرت ظاہر کی۔

شاہی توپخانے کے افسروں کی سکوٹ میں ہز مجسٹی نے واپس آکر حاضری تناول فرمائی اور بارہ بجے تک افسروں سے باتیں کرتے رہے اسکے بعد ملیبار ہل میں اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے اثنائے راہ میں آرمی نیوی اسٹور سے کچھ چیزیں خریدیں۔

سہ پہر کو گھوڑ دوڑ دیکھنے گئے۔

آپکے آنے سے قبل تین بج چکی تھیں گھوڑ دوڑ کے پھاٹک پر مسٹر جسٹس رسل اور لورنز کے ایڈیکانگ کیپتان ہیل اور کیپتان فیلوز نے استقبال کیا اور گرینڈ اسٹینڈ میں گورنر کی نشستگاہ میں لے گئے۔ سر ہنری سکیمن ہمراہ تھے یہاں لارڈ ولینگڈن نے استقبال کیا یہاں سے ہز مجسٹی امیر دوڑ کے

گھوڑوں کو دیکھنے گئے اور جنرل آر یچرڈسن سے باتیں کیں کہ ان گھوڑوں کے صفات کی بارے میں ہز مجسٹی اور جنرل ریچرڈسن میں اختلاف تھا دوستانہ بازی بدی گئی۔ پھر ہز مجسٹی گورنر کی نشستگاہ میں گئے۔ خاتمہ پر معلوم ہوا کہ جنرل آر یچرڈسن کے منتخب کیے ہوئے گھوڑے اوّل رہے اِس خبر کو سنکر ہز مجسٹی ہنسے اور جنرل آریچرڈسن کو جیت پر مبارکباد دی۔ یہاں ہز مجسٹی امیر نے دو چھوٹے بچے دیکھے جو یورپ میں گھوڑے سدھانے والے کے تھے۔ لیڈی جیکنز اور ترجمان کے ذریعے سے ہز مجسٹی نے اُن سے باتیں کیں۔ لڑکی کو دو اور لڑکے کو ایک کابلی اشرفی مرحمت کی۔ مغرب کی نماز میدان میں پڑھی اور لارڈ ولنگڈن لیڈی جنکنز اور افسروں کے ساتھ چاء پی۔

بمبئی میں ہز مجسٹی کا کوئی پروگرام مرتب نہیں ہوا تھا خیال تھا کہ تین دن کے ریلوے سفر بمبئی میں آنے گورنر سے ملاقات اور دعوت کھانے کے بعد ہز مجسٹی ضرور کچھ استراحت کرینگے مگر ایسا نہیں ہوا اِسلیے کہ واپس آنے کے بعد فوراً ہی ہز مجسٹی موٹر کار پر سوار ہو گئے اور قریب مغرب ڈھونڈھ بوری کی مسجد کے قریب پہونچے اور گاڑی سے اُتر کر مسجد میں جاکر نماز پڑھی اِسکے بعد سر لارنس اور لیڈی جنکنز کے یہاں دعوت میں شریک ہوے۔ گورنر بمبئی اور چیدہ چیدہ مہمان جمع تھے۔ یہاں ہندوستانی مشہور گانیوالے خوب گاے۔

۱۴۔ فروری کو اخباروں کے نامہ نگاروں کو جو موٹر کار اور کرایہ کی گاڑیوں پر شہر بھر میں امیر کو تلاش کرتے پھرتے تھے کچھ دیر کے بعد ہز مجسٹی کا پتہ ملا۔ بات یہ تھی کہ ہز مجسٹی نے دن کا بہت سا وقت آرمی نیوی اسٹور میں صرف کیا وہ ساڑھے آٹھ ہی بجے جانے والے تھے مگر کہا گیا کہ اتنے سویرے دُکان نہیں کھلتی اِسلیے ساڑھے دس بجے گئے پونے گیارہ بجے سے دو بجے تک وہیں رہے اور بہت سی چیزیں خریدیں۔ خصوصاً نقرئی چیزیں اور بہت سے چرٹ سیگرٹ اور پائپ خریدے۔ بہت سے صندوقوں کی تمام چیزیں یعنی چاندی کے سیگرٹ کیس۔ لمبے اور چھوٹے پائپ وغیرہ نکال کر میز پر رکھدیے گئے تھے۔ ہز مجسٹی کو زرگری اشیاء کے مول لینے کا بہت شوق تھا سر ہنری سکیمن۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مسٹر فلپس کے علاوہ کئی فوجی افسر بھی ہمراہ تھے۔

کلکتے مین ہز مجسٹی کو جیسا اشیا کی خریداری کا شوق تھا بمبئی مین بھی ویسا ہی رہا۔ آج جب امیر آرمی نیوی سٹور مین آئے تو کارخانے کے سپرنٹنڈنٹ نے استقبال کیا تھا۔ تمباکو کے صیغے مین امیر بہت دیر تک رہے اور ہر طرح کا تمباکو پی کر پسند کیا۔ چند چرٹ اور سگرٹون کا امتحان کیا۔ اُن کے چاندی کے کیس۔ دیاسلائی رکھنے کی ڈبیان۔ راکھ جھاڑنے کی تشتریان اور کہربائی مہنالین اور بہت سے چرٹ و سگرٹ مول لیے۔ اس طرح کی دو ہزار کی چیزین مول لین پھر حکم دیا کہ ان چیزون کے بکسون کی اس طرح بندش کیجاے کہ جب اور جہان جی چاہے آسانی سے کھولکر نکال سکون۔ کل چیزون کی قیمت نقد دی پھر سیگرٹ کے دو نقرئی کیس لیکر اپنی تشریف آوری کی یادگار مین میجر برڈ اور مسٹر فلپس کو عنایت کیے اور فرمایا کہ ”میرا قصد ہے ان پر مناسب عبارت کندہ کرا دون“۔

اسکے بعد اُس کمرے مین گئے جہان شیشہ آلات اور آہنی چیزین رکھی ہوئی تھین ہر شے کو نہایت غور سے ملاحظہ کیا۔ دو ہزار روپیہ کو ٹر کی حمام کا سامان خریدا اور ڈیڑھ ہزار کے شیشہ آلات خریدے فوراً سب کی قیمت دیدی۔ ہز مجسٹی کے پاس بہت سے کرنسی نوٹ تھے۔

آہنی چیزون کے صیغے مین امیر نے مختلف کلون کا حال بیان کر کے اِس صیغہ کے افسر کو متحیر کر دیا اور کہا کہ مین خود میکانیکل انجنیر ہون اور اپنے معلومات سے مستفید ہو سکتا ہون۔

اسکے بعد عطر وغیرہ فروخت ہونے کے کمرے مین گئے اور نہایت عمدہ عطر پسند کر کے سو روپیہ اونس کے حساب سے پانچ اونس خریدا۔ جس جگہہ نوشت و خواند کا سامان تھا اُس کمرے مین جا کر ٹیپ رائٹرون کی کلین دیکھین اور پانچ مول لین۔ چونکہ یہان تین گھنٹے سے زیادہ دیر ہو چکی تھی اسلیے بقیہ چیزون کا ملاحظہ آئندہ روز پر ملتوی رکھا۔ آدھ گھنٹے تک زیور اور ملمع سازی کے کمرے مین بھی چیزین دیکھتے رہے۔

اِس شب مین مسلمانون نے بڑے صرف اور اہتمام سے روشنی کی تھی مگر اخر مین بڑی مایوسی ہوئی اس لیے کہ ہز مجسٹی روشنی کی سیر دیکھنے کو تشریف نہین لائے۔

۱۵- فروری کو ہز مجسٹی اسباب آرایش کے بازار مین مسٹرس احمد دیوجی اینڈ سنس کی دکان پر تشریف لے گئے وہان آبنوس کی لکڑی کے فرنیچر کا ایک سٹ پسند کیا اور قیمت دریافت فرمائی عرض کیا گیا

کہ ایک ہندوستانی رئیس کی فرمائش سے یہ جوڑ تیار کیا گیا ہے ہز مجسٹی نے فرمایا کہ ”نہین میرے ہاتھ فروخت کر دیا جاے اور کابل روانہ ہونے کے لیے فوراً بندش کر دیجاے“۔ پھر ندا آقا فرمایا کہ ”اتنا بڑا کارخانہ ایکدم مین اِسی طرح کی فرمائش کا دوسرا سامان تیار کر دیسکتا ہے“ عرض کیا گیا کہ بہت خوب بہت جلد کابل روانہ کر دیا جائیگا۔ ہز مجسٹی یہان دو گھنٹے تک رہے ہر چیز کو دیکھا اور دریافت کرتے رہے کہ فلان شے کس قسم کی لکڑی کی ہے اور لکڑی کہان سے آئی تھی اِسکے بنانے والے کاریگر کہان کے رہنے والے ہین اور کیونکر دستیاب ہو سکتے ہین اور ہر چیز کی کیا قیمت ہے۔ یہان بہت سی چیزین خریدین ایک ڈرائنگ روم کا سامان نشست۔ اڑھائی سو کرسیان۔ دفتر کے کمرے کا آرایشی سامان۔ پردے۔ قالین رنگ برنگ کے مخمل اور رچو کے مول لیے۔ احمدؐ دیوجی نے نہایت نفیس ہندوستانی عطر کے کنٹر نذر دیے مالک کارخانہ کی چھوٹی لڑکی مس شیرین دختر قاسم دیوجی کو دیکھ کر ہز مجسٹی نے دریافت فرمایا یہ کسکی لڑکی ہے لوگون نے یہ امر سمجھ کر کہ شاید اسکی موجودگی ناگوار خاطر ہے اُسے لیجانے لگے مگر امیر نے اُسے بلا کر باتین کین اور ایک کابلی اشرفی مرحمت کی۔

اِسکے بعد ہز مجسٹی اور ہمراہیون کو گلدستے پیش کیے گئے۔ چلتے وقت ہز مجسٹی نے فرمایا کہ مین اس سے بہت خوش ہوا کہ ہندوستان کے کاریگر ایسی ایسی عمدہ چیزین بناتے ہین اگر فرصت ہوئی تو مین پھر اکمرتبہ اِس کارخانے مین آؤنگا۔

۱۵- کو چکلہ اور ٹیریحر کی دکانون مین بہت سا وقت صرف کیا۔

۱۶- فروری صبح کا وقت ہز مجسٹی نے عربی گھوڑون کے اصطبل مین بسر کیا۔ گیارہ بارہ گھوڑے مول لیے ان مین کچھ گاڑی کے لیے جوڑیان اور کچھ تیز سواری کے جانور سات ہزار سات سو پچاس روپیہ کے تھے۔ بنگلے پر پہونچتے ہی ہز مجسٹی نے پہلا سوال یہ کیا کہ گھوڑے آ گئے۔ آنے پر ایک گھوڑے پر خود امیر نے ہاتھ سے مہر کا داغ لگایا بقیہ پر سرداروں نے۔

ٹفن کے بعد ہز مجسٹی مہالکشمی گھوڑ دوڑ مین گئے اور شام کو سر آرچبالڈ ہنٹر کے ہمراہ خاصہ تناول فرمایا۔ مشعلون کی روشنی مین ٹیکو ہوا سب بینڈ باجون نے ایک ساتھ نغمہ سرائی کی اور اسکاچ ہائیلنڈر تلوار کے ساتھ ناچے۔

پونہ کی سیر

۱۷۔فروری کی صبحکو ہز مجسٹی مع سر آر چبالڈ ہنٹر کے پونہ روانہ ہوے - اس روز ریلوے اسٹیشن پر بڑی تیاری تھی سیکڑون مسلمان جنمین افغانی اور ہندوستانی پلٹنون کے آدمی تھے اسٹیشن پر موجود تھے - ہز مجسٹی راستےمین کچھ دیر کرکی مین ٹھہر گئے تھے اسلیے سوا بارہ بجے تشریف لائے اور پچیس منٹ کے بعد گورنر کی سیلون گاڑی سے اُتر کر پاپیادہ تھوڑی دور چلکر موٹر کار پر سوار ہوے اِس گاڑی کو مسٹر فنل چلارہے تھے مسٹر میکل کینڈی انسپکٹر جنرل پولیس - مسٹر بڈل - مسٹر گائیڈر - مسٹر فلمینگ - مسٹر جفریز اور مسٹر سور پوبیر کی طرف سے اور سر آرچبالڈ ہنٹر کیطرف سے کرنل براآم فیلڈ - راجہ صاحب آلکوٹ اور ان کے بھائی مسٹر ٹکسن - کرنل کے - اے لبس اور مسٹر کارمیکل کلکٹر پونہ اسٹیشن پر استقبال کے لیے موجود تھے اور باہر ہر طبقے و فرقے کے مسلمان اور سپاہی کھڑے تھے -

جب ہز مجسٹی موٹر کار پر سوار ہو کر روانہ ہوے تو سب نے بڑے زور سے نعرہ خوشی بلند کیا - ہز مجسٹی کے عقب مین موٹر کار گاڑیون کی بہت بڑی قطار تھی - ہز مجسٹی نے گنیش کھنڈ مین جاکر تصویرون کے مکان اور احاطہ کی سیر کی -

اسکے بعد تمام جماعت پونہ کی سیر سے محظوظ ہوئی - دو بجے کشتیون کے کلب مین گئے اور درختون کے تلے پندرہ شخصون کی جماعت فراہم ہوئی - یہان ہز مجسٹی نے کچھ پلاؤ تناول فرمایا اور میوہ خوری کی -

جسوقت ہز مجسٹی ٹفن تناول کر رہے تھے مسٹر اسٹوارٹ کی موٹر کشتی دریا مین اِدھر اُدھر حرکت کر رہی تھی امیر دلچسپی کے ساتھ اُسکی کیفیت دیکھتے رہے اور اُسپر سوار ہونے کی خواہش کی -

ٹفن کے بعد ابر آگیا ہز مجسٹی نے چھتریان منگوائین اور مس براآم فیلڈ اور سر ہنری میکمہن کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوے اُسوقت سلامی کے فیر توپخانے سے سر ہوے - اگرچہ ترشح ہوا کیا مگر آدھ گھنٹے تک ہز مجسٹی کشتی پر سوار اِدھر اُدھر پھرا کیے اور بہت مسرور و محظوظ ہوے -

اِسکے بعد بیادگار تشریف آوری اِس گروہ کے فوٹو لیے گئے پھر یہ جماعت موٹر کارون پر سوار ہوکر پونہ اسٹیشن پر آئی جہان بہت سے لوگ جمع تھے سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے چار بجے چالیس منٹ پر

سہ پہر کو ہز مجسٹی کا اسپشل روانہ ہوا اور شب کو آٹھ بجے پندرہ منٹ پر بمبئی مراجعت فرما ہوے اور موٹر کار پر سوار ہو کر سر لارنس جنکنز کے بنگلے پر گئے اور خاصہ تناول فرمایا -

۸-فروری کو ہز مجسٹی ساڑھے نو بجے موٹر کار پر سوار ہو کر اپنے بنگلے سے روانہ ہوے - سر ہنری میکمہن اور مسٹر فلپس ڈپٹی کمشنر پولیس ہمراہ تھے - ہز مجسٹی براہ راست کمبالہ ہِل مین سر لارنس جنکنز چیف جسٹس کی کوٹھی پر گئے - یہان سے لیڈی جنکنز امیر کے ساتھ موٹر پر سوار ہوئین اور گھوڑون کے اصطبل کو گئے - یہان لیڈی جنکنز نے بہت سے گھوڑون کو دیکھا اسلیے کہ انھین گھوڑون کے عیب ہنر کی اچھی شناخت ہے اور ہز مجسٹی نے اُن کی پسند سے بہت گھوڑے خریدے -

سہ پہر کو ہز مجسٹی گھوڑ دوڑ مین گئے وہان لیڈی جنکنز اور بہت سے مہمانون کے ساتھ بیٹھ کر سبزہ زار مین ٹفن تناول فرمایا - شام کو ریئر ایڈمرل سر ای - ٹیس - پو کے ساتھ اُن کے قیام گاہ پر محکمہ بحری مین کھانا کھایا -

۱۹-فروری کو ہز مجسٹی موٹر کار پر سوار ہو کر مسٹر س ٹریچر کمپنی کے کارخانے مین گئے یہان وٹیکر کی سالانہ تقویم کی کتاب دکھائی گئی - ہز مجسٹی نے اُسکی تعریف کی اور دُکان کے اسسٹنٹ سے کہا "پڑھو افغانستان کی نسبت اِس مین کیا لکھا ہے" اسسٹنٹ نے اس کتاب سے پورا القب پڑھ دیا ہز مجسٹی نے اُسے روک دیا اور فرمایا کہ -

"اِس مین ہز ہائینس لکھا ہے ہز مجسٹی نہین ہے اور ۲۱ ضرب کی سلامی لکھی ہے ۳۱ ضرب نہین ہے"

۲۰-فروری کو صبح سے اپنے بنگلے ہی پر رہے اور وہین ٹفن تناول کیا ایک بجے قلعے کی دکانون پر گئے - میجر برڈ اور مسٹر فلپس ہمراہ تھے اِس سے پہلے ہز مجسٹی کا جو فوٹو لیا گیا تھا اسے دیکھ کر اس درجہ محظوظ ہوے کہ آج پھر فوٹوگرافر کے یہان گئے اور مختلف لباسون مین تصویرین اُتروائین اِس کے بعد گھوڑون اور کتون کی نمائش مین گئے پھر موٹر کار پر سوار ہو کر رائل اسکاٹ پلٹن کی ورزشین دیکھنے کو کولابہ گئے اور اُلجھاؤ کی دوڑ مین بڑی دلچسپی ظاہر کی - مکرر اِس دوڑ کی فرمائش کی اور خاص انعامات دیے

یہان سے واپس ہوتے ہوے کرنل مرے کمانیر اسکاٹ پلٹن کی میم صاحبہ کو ایک سنہرا ہار دیا۔

۲۱- فروری کو ہز مجسٹی خاموشی کے ساتھ اپنے بنگلے ہی پر رہے اور دوپہر کو خاصہ تناول فرمایا ایک بجے کے بعد موٹر پر سوار ہو کر قلعے مین گئے مسٹر سوٹر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ہمراہ تھے۔ پھر آرمی نیوی اسٹور مین گئے۔

۲۲- فروری کو ہز مجسٹی سرگرمی کے ساتھ کامون مین مصروف رہے دوپہر کو چیف جسٹس کی کوٹھی پر جا کر سر لارنس اور لیڈی جیکنز کے ساتھ ٹفن کھائی اسکے بعد موٹر کار پر سوار ہو کر بندر کی سڑک پر سے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے ذکریا مسجد مین تشریف لے گئے۔ راستون پر بہت سے تماشائی خصوصًا اہل اسلام موجود تھے اس جگہ مسلمان بکثرت رہتے ہین۔ مکانون۔ کھڑکیون۔ چھتون اور برآمدون مین لوگ بھرے ہوے تھے۔ مسٹر سینڈرسن اور مسٹر سیلون سپرنٹنڈنٹ نے مع دوسرے افسرون کے پولیس کا اچھا انتظام کیا تھا مگر جب دیر ہونے لگی تو مجمع کو کچھ مایوسی ہوئی اور جب موٹر کار مسجد کیطرف آتی ہوئی دکھائی دی تو لوگون نے پرجوش نعرہ ہاے خوشی بلند کیئے۔ مسٹر سوٹر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور میجر برڈ ہز مجسٹی کے ہمراہ تھے۔

مسجد کے متولیون یعنی قاضی محمد علی مرغے۔ شیخ عبد اللہ مرداد پیش امام۔ مولوی رفیع الدین احمد بیرسٹر ایٹ لا اور چند معززین نے دروازے پر استقبال کیا اور ہز مجسٹی کو مع کرنل عبد المجید خان اور دوسرے سردارون کے مسجد مین لے گئے جہان تین ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھے۔

خطیب مسجد نے خطبہ پڑھتے ہوے ہز مجسٹی اور اُن کی سلطنت کے فلاح و سرسبزی کے لیے خاص طور سے دعا کی۔ نمازیون کی استدعا کے بموجب ہز مجسٹی نے امامت کی بعد انفراغ ہز مجسٹی نے مسجد کے انتظامات کی بابت سوالات کیے روانہ ہونے کے قبل کرنل غلام رسول ایجنٹ امیر متعینہ بمبئی نے خطیب کو خلعت اور موذن کو شال عنایت کی۔ ہز مجسٹی نے اپنی اور بمبئی کی یادگار مین اُن لوگون کو جو انتظام مسجد سے تعلق رکھتے تھے اپنے فوٹو مرحمت کیے۔

کشتی رانی کے کلب۔ بائیکلا کلب اور کلابہ کے گولندازون کے سکوٹ کو جہان بمبئی آنے کے

دوسرے دن حاضری کھائی تھی اپنے فوٹو ارسال کیے۔ ایک سو تیرہ ہندوستانی پلٹن کے جوانون کا جو گارڈ آف آنر ہز مجسٹی کے ہمراہ تعینات ہے اُسکے کمانیر لفٹنٹ ایڈکر اور مسز مرے زوجہ کرنل مرے افسر کمانیر رایل اسکاٹ پلٹن کو بھی فوٹو دیے۔

ہز مجسٹی کے بہت سے ہمراہی اس لیے لاہور روانہ ہو گئے کہ وہان امیر کی آمد کے انتظامات کی نگرانی کرین۔ ہز مجسٹی کے ملازمون نے جہازی سفر کے لیے بہت سا گھی وغیرہ خریدا۔

۲۳- تاریخ کی صبح کا وقت خاموشی سے بسر کیا سہ پہر کو موٹر کار پر سوار ہو کر اپالو بندر گئے اور گورنمنٹ کی دخانی کشتی مین سوار ہو کر مشہور جزیرہ ایلیفنٹا مین تشریف لے گئے اور دیر تک پہاڑی کھوہون کی سیر کی۔ مغرب کے بعد وہان سے واپس آئے۔ شب کو گورنر بمبئی کے ساتھ کھانا کھایا۔

۲۵- فروری کی صبحکو ہز مجسٹی موٹر کار پر سوار ہو کر ٹریچر کمپنی اور آرمی نیوی اسٹور مین گئے پہلے یقین تھا کہ ڈھائی بجے اپنے قیامگاہ ملیبار ہل سے جلوس کے ساتھ روانہ ہونگے مگر ڈیڑھ بجے اسٹور کے دُکان ہی پر رہے آخر کار نہایت عجلت کے ساتھ واپس آئے۔ اُسوقت بھورے رنگ کا انگلش سوٹ زیب بدن تھا۔ جلوسی گاڑی پر جسمین گھوڑے جتے ہوے تھے بقصد کراچی اپالو بندر کو تشریف لے گئے۔ ایک ہندوستانی رسالے کا گارد ہمراہ رکاب تھا روانگی پرایوٹ طور کی تھی۔ مگر جنرل ہنٹر اور اکثر سربر آوردہ افسر الوداع کہنے کو اسٹیشن پر آئے تھے جہاز پر سوار ہونے کا وقت مقرر ہو گیا تھا مگر چونکہ رخصت کرنے والون کو یاد تھا کہ کلکتے مین آدھی رات کے بعد ہز مجسٹی سوار ہوے تھے اسلیئے یہ لوگ سمندر کے زینے کے قریب کشتیون کے کلب مین چلے گئے لیکن ہز مجسٹی کو صرف چند منٹون کی دیر ہوئی آتے ہی دخانی کشتی پر سوار ہو کر ایڈمرل پو کے نشان بردار جہاز موسومہ "ہرمس" کی طرف روانہ ہوے۔ جب ہز مجسٹی سوار ہو لیے تو وہ چاند بای کے لیے بندرگاہ سے سمندر مین روانہ ہوا چونکہ جہازات موسومہ "ڈائڈم" اور "اسپارٹیٹ" ہز مجسٹی کے آنے کا انتظار نہ کر سکتے تھے اور وہان سے روانہ ہو گئے تھے اسوجہ سے وہ مصنوعی جنگ نہ ہو سکی جسکا ارادہ تھا۔

شام کو جہاز "ہرمس" بندرگاہ کو واپس آیا اور ہز مجسٹی کھانا کھانے کے بعد تک ایڈمرل پو کے مہمان

رہے۔ اسکے بعد ہز مجسٹی جہاز "ہرمس" سے جہاز موسومہ "ڈفرن" پر سوار ہوے اور اسکے بعد جہاز "ہیاسنتھ" ساڑھے نو بجے شب کو شمالی بندرگاہ کیطرف روانہ ہوا۔ جنگی جہازون اور ساحلی توپخانون سے سلامی کے فیر کیے گئے۔

آج دس بجے دنکو گورنر بمبئی امیر کی رخصتی ملاقات کے لیے آئے تھے اور آدہ گھنٹے تک باتین ہوا کین۔ ملیبار ہل سے روانہ ہونے کے قبل ہز مجسٹی نے مہربانی آمیز الفاظ کہے بسٹر ڈبلو فلپس ڈپٹی کمشنر پولیس اور افسر کمانیر حافظ باش گارد رسالہ کی تعریف کی۔ اپنی آمد کی یادگار مین جنرل ہز آنریبل مسٹر فلٹن اور رائل اسکاٹ پلٹن کی مسکوٹ واقع کلابہ کو خوبصورت چاندی کے پیالے دیے۔

ہز مجسٹی کراچی مین

۲۷۔ فروری کو ایک بجے دن کے وقت جہاز "ڈفرن" ہز مجسٹی کو لیے ہوے کراچی مین داخل ہوا جسوقت توپخانہ منورہ کی سلامی کے پاس سے جہاز مذکور گذرا اکتیس ضرب کی سلامی سر کی گئی اور جہاز نے سیر دور کے زینے کے پاس لنگر ڈالا کمشنر سندھ اور کرنل اسٹاف مع اپنے افسرون کے ہز مجسٹی کے خیر مقدم کے لیے زینہ سمندر پر موجود تھے۔ نمبر ۱۰۵ مرہٹہ پلٹن کا ایک گارڈ آف آنر زینہ سمندر پر صف بستہ تھا۔ ہز مجسٹی نے جہاز سے اُترکر اُسے ملاحظہ کیا۔ نماز سے فارغ ہوکر ٹفن کھانے کے بعد براہ تری منورہ مین جاکر بندرگاہ کے حفاظتی کامون کو دیکھا۔ وہان سے واپس آکر پانچ بجے پینتالیس منٹ شام کو "کیاماری" سے روانہ ہوے اور موٹر کار پر سوار ہوکر بندر روڈ جاکر جانورخانے کی سیر کی۔ پھر کیمپو کے ریلوے اسٹیشن پر گئے اور اسپشل پر سوار ہوکر لاہور سکھر کو روانہ ہوگئے۔ "کیاماری" اور "بندر روڈ" پر بہت سے آدمی ہز مجسٹی کے دیکھنے کو جمع تھے۔

ٹفن تناول کرنے کے بعد چار بجے جہاز موسومہ "رچمینڈ کرافرڈ" پر سوار ہوکر بندرگاہ کے دہانے پر تشریف لے گئے وہان ایک اشارے مین ایک بہت بڑی کشتی سرنگ سے اڑائی گئی۔ کشتی ریزہ ریزہ ہوگئی اور بہت سی مچھلیان بھی ہلاک ہوئین دیر ہوجانے کیوجہ سے منورہ کے قلعون کا ملاحظہ نہ ہوسکا۔

مراجعت فرماکر کیاماری مین جہاز ڈفرن پر آرام کیا۔

پانچ بجے پینتالیس منٹ پر شام کیوقت شاہی بحری فوج کے ڈائرکٹر کپتان بلیک اور جہاز ڈفرن کے افسر ہز مجسٹی سے رخصت ہونیکے لیے جمع ہوے۔ ہز مجسٹی کے آرام و آسائش کا جہاز پر جو انتظام ہوا تھا اُس سے بہت خوش ہوے اور ہندوستانی ملاذمون کو نقد انعام دیا۔

سر ہنری میکمین ایڈکمشنر سندھ کے ہمراہ ہز مجسٹی موٹر کار پر سوار ہوے۔ شاہی توپخانے کے لفٹنٹ جیکسن نے گاڑی چلائی اسکے عقب مین ایک ایسی ہی گاڑی پر افسران اسٹاف سوار تھے اسپر مسٹر انگلز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی تھے بندرگاہ کی سڑک پر ہوکر گاڑیان گورنمنٹ کے باغات مین گئین۔ کچھ دیر ہز مجسٹی جانورون کی سیر دیکھتے رہے۔ یہان سے الفنسٹن اسٹریٹ پر گئے اِس جگہ بہت کثرت سے اہل شہر جمع تھے سب نے امیر کو دیکھ کر اظہار مسرت کیا۔ ہز مجسٹی نے اے ایچ لی کی دکان پر ٹھہر کر کچھ چیزین مول لین اور نماز مغرب پڑھنے کے بعد سڑک الوزارئی۔ سڑک وکٹوریہ۔ گورنمنٹ ہوس۔ سندھ کلب اور فریر ہال ہوتے ہوے آٹھ بجے رات کو کیمپو کے اسٹیشن پر پہونچے۔ پہلے یہ انتظام تھا کہ شہر کے ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہون اسلیے ویلسلی ریفل پلٹن کا گارد آف آنر وہان موجود تھا مگر یہ ارادہ بدل دیا گیا اور کیمپو کے اسٹیشن سے روانہ ہوے کراچی مین پولیس کا بہت اچھا انتظام تھا۔ مسٹر فریج انسپکٹر جنرل ریلوے پولیس ہز مجسٹی کے ہمراہ لاہور تک گئے۔ اسٹیشن پر مسٹر ینگ ہسبینڈ کمشنر سندھ۔ جنرل اسمتھ ڈورین۔ کرنل وسٹولینڈ مسٹر ہڈسن مسٹر گرمرچ اور بہت سی لیڈیان و جنٹلمین ہز مجسٹی کو رخصت کرنے کیلیے جمع تھے۔ ٹرین چھوٹنے کے قبل مسٹر اور مسز ینگ ہسبینڈ کو ہز مجسٹی اپنی گاڑی مین لے گئے اور مسز ینگ ہسبینڈ کو گلے مین پہننے کا زیور عطا کیا۔ مسٹر ینگ ہسبینڈ اور جنرل ڈورین کو اپنی تصویر دی۔

روانگی

ٹھیک آٹھ بجکے پینتالیس منٹ پر اسپشل روانہ ہوا اور جب ٹرین آہستہ آہستہ چلنے لگی تو کمشنر سندھ نے آواز دی کہ ہز مجسٹی امیر کے اعزاز مین تین نعرے خوشی کے بلند کیے جائین۔

لاہور مین داخلہ

ریلوے اسٹیشن پراور اُسکے قرب وجوار مین جن راستون سے ہزمجسٹی جانے والے تھے ۲۔ مارچ کو بہت بڑا مجمع تھا اور پولیس کو انتظام قائم رکھنے مین بڑی دقت ہوئی۔ پھولون اور جھنڈیون سے تمام اسٹیشن ہرہفت ہو رہا تھا۔

ٹھیک دس بجے ہزمجسٹی کا اسپشل ریلوے اسٹیشن لاہور پر پہونچا۔ ہزمجسٹی سادہ یوروپین لباس یعنی بھورے رنگ کا فراک کوٹ اور معمولی ٹوپی پہنے ہوے گاڑی سے پلیٹ فارم پر تشریف لائے کمشنر لاہور استقبال کے لیے موجود تھے۔ خاص خاص افسران موجودہ کو اُنھون نے پیش کیا پولیس کے بینڈ نے افغانی قومی گت بجائی اور اٹھتیسوین ڈوگرہ پلٹن کے گارد آف آنر نے پریزنٹ آرم کی سلامی دی جسے ہزمجسٹی نے اسٹیشن ہال سے گزرتے ہوے ملاحظہ فرمایا اور دونون طرف دیکھتے ہوے سب کا سلام لیتے جاتے تھے۔

باہر آکر جلوسی گاڑی پر سوار ہوے پچیسوین رسالے کا گارد آف آنر ہمراہ تھا اسکے بعد کیمپ مین تشریف لائے اسٹیشن سے جسوقت ہزمجسٹی روانہ ہونے لگے نہایت پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ دس ہزار سے زیادہ آدمی صبح ہی سے جمع ہو گئے تھے۔ جلوس خرامان خرامان روانہ ہوا۔ لوگ سلام کرتے جاتے تھے اور ہزمجسٹی امیر قبول فرماتے تھے۔

کئی روز کے شبانہ روز سفر کے بعد نہ ہزمجسٹی نے آرام کیا نہ اسٹاف کو آرام کرنے دیا صرف اسقدر مہلت لی کہ دن کا کھانا کھایا اور پروگرام مقرر کرنے پر گفتگو کی۔

اس امر کی فوراً اطلاع دی گئی کہ ہزمجسٹی مع اپنے سردارون کے شاہی مسجد مین نماز پڑھینگے۔

شاہی مسجد

مسجد مین نماز کے لیے آمد سرکاری طور پر تھی۔ سول مقامات اور ہندوستانی آبادی مین سے ہوکر موٹر کار گذری جو فی گھنٹہ بیس میل کی رفتار سے جا رہی تھی۔ تمام مسجد نمازیون سے بھری ہوئی تھی ایسا مجمع عید کے دن بھی نہ تھا۔ تمام علما و رؤسائے شہر و بیرونجات موجود تھے انجمن نعمانیہ نے مسجد کو نہایت خوبی سے آراستہ کیا تھا۔ جابجا قرآن شریف کی آیتین لگی ہوئی تھین اکثر مقام پر مدرسہ تعلیم القرآن کے طلبا رنگ برنگ

کی جھنڈیان لیے استقبال کو کھڑے تھے۔ مسجد کے دروازے سے اندر تک سرخ فرش بچھا ہوا تھا ہزمجسٹی ایک بجے مع سردارون کے تشریف لائے اور تمام مجمع نے سلام کیا۔ ہزمجسٹی کی آمد پر جو گرمجوشی کی گئی اُسے موزون اخلاق کے ساتھ ہزمجسٹی نے تسلیم کیا اسقدر کثرت سے آدمی تھے کہ ایک قدم اُٹھانا ہزمجسٹی کو مشکل تھا جب ہزمجسٹی سنتین ادا کر چکے تو مولوی محمد شفیق امام مسجد نے خطبہ پڑھا اور نماز بھی پڑھائی۔ نماز ختم ہونے پر ہزمجسٹی نے فرمایا کہ امام کی قرأت اور پڑھنے کے انداز کا میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ ایک ہزار کا خلعت جسمین سنہرے کام کا شالی چغہ پشمینہ اور شال تھا امام کو اور ایک دوشالہ موذن کو مرحمت کیا مسلمانون کے علاوہ قریبًا ایک سو ہندو بھی مسجد مین موجود تھے جس طرح ہزمجسٹی آئے تھے اُسی طرح بدقت تمام راستہ نکالتے ہوے موٹر کار پر سوار ہو کر قیامگاہ کو واپس ہوے۔ مسجد کے زینے پر کچھ دیر ٹھہر کر گرد و پیش کے آدمیون کا سلام لیا جو اُن پر پھول برسا رہے تھے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس موقع پر ستر ہزار کے قریب آدمی جمع تھے۔

مقبرہ جہانگیر

اسوقت پونے دو بجے تھے کہ ہزمجسٹی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جہانگیر کے مقبرے پر جاینگے لہذا لفٹنٹ جنکنز شاہدرہ کی طرف موٹر کار سے گئے۔ امیر کے ہمراہ ایک افغانی سردار اور مسٹر رانڈل سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے گاڑی کشتیون کے پل پر سے گذری اور واپسی کیوقت پل کیجانب سے آئی۔

مقبرہ مین ہزمجسٹی نے فاتحہ پڑھا اور چند منٹ تک مراقبے مین خاموش بیٹھے رہے جب اُٹھنے لگے تو پانچ پونڈ کا نوٹ قبر پر رکھدیا۔ محمد دین باغبان نے ہزمجسٹی کے حضور مین ایک گلدستہ پیش کیا امیر نے اُسے کوٹ مین لگا لیا اور اُسے معقول انعام مرحمت کیا۔

چیفس کالج لاہور

مسجد روانہ ہونے کے قبل ہی ہزمجسٹی نے اطلاع دے دی تھی کہ بعد الفراغ نماز چیفس کالج کا ملاحظہ کرینگے۔ یہان دو بجکے پینتیس منٹ پر داخل ہوے۔ مسٹر ریف۔ اے لسلی جونز مسٹر جے کیلی مسٹر کارنا اور ممبران اسٹاف کالج نے ہزمجسٹی کا استقبال کیا۔ طلبا ہزمجسٹی کے داخلے پر اثنائے راہ مین دورویہ

صف بستہ تھے۔ ہز مجسٹی کے سامنے کئی اعلی درجہ کے طالب علم پیش کیے گئے۔ ان مین مہاراجہ پٹیالہ۔ راجہ فریدکوٹ۔ کنور ریاست چمبہ اور خیرپور سندھ کے خردسال میر تھے۔ پرنسپل کے ساتھ ہز مجسٹی نے تمام عمارت کی سیر کی۔ اُن درجون کو بھی دیکھا جہان طلبا پڑھ رہے تھے مسلمان طلبا کے بورڈنگ اور کھانے کے کمرے ملاحظہ کیے۔ موخرالذکر کمرون اور اُنکے متعلق دلچسپی سے سوالات کیے۔

اسٹاف کے لوگون کی تصویرون کو شوق سے ملاحظہ کیا ایک تصویر کیطرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ جنرل بلیک کون تھا جواب پایا گیا کہ کالج کا پہلا گورنر۔ اسکے بعد چندہ دینے والون کی فہرست دیکھی جو دیوارون پر کندہ ہے۔ پوچھا سر چارلس ایچیسن کون تھے۔ کہا گیا بانی کالج۔ اِس کے بعد کالج کی کتاب پر تحریر کیا کہ۔

"مین اِس کالج کو دیکھنے آیا تھا اور جو کچھ مین نے دیکھا اُس سے بہت خوش و محظوظ ہوا۔"

اِسکے آگے اپنے دستخط کر دیے یہان چالیس منٹ تک رہے۔ کالج سے نکل کر سرکاری باغ مین گیے یہان سے منٹگمری ہال مین ہوتے ہوے عجائب خانہ تشریف لے گئے آدھ گھنٹے تک جانورون کو دیکھتے رہے یہان امیر کی موجودگی کا حال سنکر بہت لوگ جمع ہو گئے مگر محروم واپس ہوے اِس لیے ہز مجسٹی سیانمیر جا چکے تھے۔

سیانمیر مین قواعد

مقام سیانمیر مین فوجی کرتب واقعی دیکھنے کے قابل تھے آفتاب مین تمازت زیادہ تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ موسم سرما ختم ہو رہا ہے جنکے پاس چھتری یا انگریزی ٹوپی تھی اُن کو بھی دھوپ ناگوار تھی مگر قواعد شروع ہونے پر لوگ تکلیف بھول گئے۔ ہز مجسٹی مقررہ وقت پر نہین آئے بلکہ جب آدھی قواعد ختم ہو چکی اُسوقت تشریف لائے۔ لفٹننٹ جنرل الڈرکچنر نے ایک بہت بڑے شامیانے کے دروازے پر استقبال کیا۔ ہز مجسٹی کے لیے ایک آرام دہ کُرسی پیش کی گئی جسپر وہ شام تک بیٹھے رہے۔ سر چارلس ریواز اور تمام لاہور کے حکام اور اُن کی لیڈیان موجود تھین بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ہز مجسٹی کے خیر مقدم کے لیے گویا لیڈیون کی ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی۔ امیر ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ بظاہر اسباب

معلوم ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی لیڈیون کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوے۔ آخر مین ہز مجسٹی نے اپنا صندوقچہ طلب کیا جو اُنکے روبرو میز پر رکھا گیا اُس مین سے اُنھون نے کئی بروچ اور دوسرے زیورات نکلی لیڈیون کو مرحمت کیے سب سے آخر مین توپون کی دوڑ شروع ہوئی جس سے حاضرین مین ایک طرح کی گرمجوشی پیدا ہوئی ہز مجسٹی قواعد کے خاتمہ تک بیٹھے رہے اور لفٹننٹ گورنر پنجاب کے ساتھ شام کا کھانا تناول کیا ایک خاص ڈاکٹر ماہر امراض چشم کلکتے سے طلب کیا گیا تاکہ ہز مجسٹی کی آنکھون کا علاج کرے۔

۲۔ مارچ۔ ایک معمولی افغان سیاح تو اپنے روزنامچے مین بشرطیکہ وہ لکھتا ہو آج کے دنکو نہایت مصروفیت کا تحریر کریگا۔ لیکن ہز مجسٹی کا سا مستعد و جفاکش اسے آرام کا دن قرار دیگا۔

گیارہ بجے تک ہز مجسٹی اپنے کمرے سے برآمد نہین ہوے اِسکے بعد موٹر کار مین سوار ہو کر پہلے مسٹرس لگ اینڈ کلوی جوہری کی دکان پر گئے اور ایک گھنٹے سے زیادہ ٹھہرے۔

یہان ہز مجسٹی نے ایک خوشگوار رسم انجام دی یعنی ملک خدابخش خان سابق برٹش سفیر کو تمغہ پہنایا جو تین سال سے زیادہ اِس عہدہ پر مامور رہ کر ہز مجسٹی کے ساتھ ہندوستان واپس آئے تھے۔ سر ہنری مکمین اور دوسرے افسرون کے سامنے ہز مجسٹی نے ایک فرمان پڑھا جسمین ہندوستان و افغانستان کے حکمرانون کی ترقی دوستی کے متعلق سفیر کے خدمات کی بڑی تعریف تھی۔ اسکے بعد اپنے ہاتھ سے تمغہ پہنایا۔ فرمان مین یہ بھی تھا کہ ایک دوست فرمانروا جو اپنے دوست فرمانروا کے کسی شخص کو تمغہ دیتا ہے اُسکے اظہار کے طور پر اگر برٹش گورنمنٹ ملک خدابخش خان ٹوانہ کو اپنے نام کے ساتھ عزت نشان کے الفاظ بھی شامل ہونے دے تو مین ممنون ہونگا۔ فرمان پڑھنے کے بعد ہز مجسٹی نے سر ہنری مکمین اور ملک کی جانب مخاطب ہو کر ایک مختصر اسپیچ کہی۔ فرمایا کہ۔

"مین ملک خدابخش خان سے خصوصیت کے ساتھ بہت خوش ہوا اُنھون نے خیرخواہی کے ساتھ اپنی گورنمنٹ کا کام انجام دینے مین کبھی کوئی غلطی نہین کی۔"

اِسکے بعد ملک خدابخش خان کی طرف مخاطب کر کے فرمایا کہ۔

"ملک صاحب۔ اب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوتے ہین۔ مجھے یقین ہے کہ

خداوندکریم آپ کو اس دنیاے فانی اور عالم جاودانی مین جزاے خیر دیگا کہ آپنے راستبازی اورقابل تعریف طریقے سے کام کیے۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون آپنے اپنی گورمنٹ اور میرے سامنے قابل تحسین طور پر کام کیے ہین اسیطرح آئندہ خدا کے سامنے کام کرینگے میری خواہش ہے کہ آپکے جانشین بھی ایسے ہی ہون"

اسکے بعد ہز مجسٹی اور اُن کے افسرون نے ہاتھ اُٹھاکر برٹش ایجنٹ کی فلاح وبہبود کی دعا کی۔

امرتسر مین

اتوار کے دن ہز مجسٹی بذریعہ ٹرین امرتسر تشریف لے گئے آپ کو مدعو کرنے کے لیے چند قائمقام خالصہ جماعت کی طرف سے آئے تھے۔

اسٹیشن پر رؤساے شہر مین سے شیخ غلام صادق۔ خان بہادر خواجہ محمد یوسف شاہ۔ راے گاگرمل موجود تھے۔

ہز مجسٹی اسٹیشن سے پہلے براہ راست ایک سوداگر شال کی دُکان پر گئے وہان سے دربار صاحب تشریف لاے۔ یہان کے متعدد خدام کو مختلف عطیات مرحمت کیے اور دربار صاحب کے لیے ایکہزار دوسو پندرہ روپیے دیے۔ یہان سے رام باغ گئے جہان ربابیون کی ایک جماعت موجود تھی۔ پھر خالصہ کالج کا ملاحظہ کیا اور چھ ہزار روپیے دیے۔ اُسی روز لاہور واپس آگئے جسوقت دربار صاحب مین داخل ہونے لگے تو کوٹ کی جیبین ٹٹولین اور جسقدر چرٹ یا سگریٹ تھے نکالکر پھینکدیے اسلیے کہ سکھون مین تمباکو سے سخت نفرت ہے اسکا بہت بڑا اثر سکھون پر پڑا۔ دربار صاحب مین آپ پر وہ چھتر لگایا گیا جو سواے مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے کسی اور کے سر پر نہین لگایا گیا تھا۔ دربار صاحب کے پجاریون نے کڑاہ پرشاد یعنی حلوا تبرک نذر کیا آپنے بسم اللہ کرکے وہین نوش کیا۔ ہز مجسٹی گرنتھ کے پاس تک گئے جہان غیر سکھ نہین جاسکتے۔

اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد

امرتسر سے واپس آکر اسٹیشن سے براہ راست جلسہ انجمن حمایت اسلام کے موقع پر ساڑھے پانچ بجے

شام کو پہونچگئے۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ موقع جلسہ کی قناتی چہار دیواری کے اندر کا احاطہ اور بارک خوب آراستہ تھا۔ کالج کے احاطہ مین ہز مجسٹی کی گذرگاہ پر اسلامیہ ہائی اسکول کے طلبا دورویہ صف بستہ تھے احاطے کے مشرقی پھاٹک پر استقبالی کمیٹی کے اعلی درجے کے مسلمانون نے خیر مقدم کہا اور پولیس کے بینڈ نے افغانی گت بجائی۔ درباری خیمے اور اُسکے محاذ مین تل دھرنے کی جگہہ نہ تھی۔ مجمع کثیر مین سے گذرکر ہز مجسٹی ایک شامیانے کے نیچے تشریف لاے جہان بہت سے سربرآوردہ اہل اسلام اور چند یوروپین جنٹلمین موجود تھے پلیٹ فارم پر تخت کے قریب جسپر ہز مجسٹی نے نشست فرمائی۔ آنریبل مسٹر جے۔ یم ڈوی کمشنر بندوبست پنجاب مسٹر جسٹس شاہدین اور مسٹر جسٹس چٹرجی بیٹھے تھے۔ آنریبل نواب فتح علی خان قزلباش پریذیڈنٹ انجمن نے تخت کے قریب جاکر السلام علیک کرکے جنرل سکرٹری کے ایڈریس پڑھے جانے کی اجازت طلب کی۔ ہز مجسٹی نے تبسم کرکے اجازت دی اور حاجی شمس الدین جنرل سکرٹری نے ایک طولانی ایڈریس پڑھا جو مطلا چرمی کاغذ پر تھا۔ یہ ایڈریس فارسی زبان مین تھا اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ہم ممبران انجمن شکرگذار ہین کہ ہز مجسٹی نے اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد نصب کرنے پر رضامندی ظاہر فرمائی۔ جب ہز مجسٹی تخت نشین ہوے تھے تو شیخ محی الدین صوفی آپ کو آداب بجالانے کے لیے کابل گئے تھے اور یور مجسٹی نے نوازش کرکے انجمن کے لیے چھ ہزار سالانہ مقرر فرمایا تھا اور خود صوفی کے لیے ایک وظیفہ مقرر کیا تھا جب یونیورسٹی کا جدید قانون جاری ہوا تو ہندوستان کے کالجون کی حالت نازک ہوگئی۔ اُس زمانہ مین یور مجسٹی نے تیس ہزار روپیے عنایت کیے اور انجمن کے کالج کو جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ آپکے اُسی عطیہ سے یہ اراضی جسے اُسوقت آپکے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا ہے خریدی گئی پنجاب اور ہندوستان کے مسلمان آپ کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہین۔

یور مجسٹی۔ ہم خدا کے بڑے شکرگذار ہین کہ ایسے منصف مزاج اور رعایت کرنے والی گورمنٹ کے ہم رعایا ہین جسکی مہربان حکومت مین ہمین ہر قسم کی آزادی

حاصل ہے۔ ہم اپنے مذہبی فرائض کامل آزادی سے ادا کرتے ہین۔ ہمین اِس بات سے بھی خوشی ہے کہ ہمسایہ اسلامی سلطنت اور ہمارے مہربان شہنشاہ مین اتفاق واتحاد ہے چونکہ جدید فلسفہ اور نئے خیالات پیدا ہو رہے ہین اور اسلام پر بعض مذاہب کے لوگون نے نکتہ چینیان کین ہین۔ پس اس سے اکثر مسلمان نوجوانون کے مذہب مین فرق آنے لگا۔ لہذا لاہور کے چند مسلمانون نے اس آفت کو روکنا چاہا اور سنہ ١٣٠٢ھ مین انجمن حمایت اسلام کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی۔ منجملہ اور اغراض کے اس انجمن کا ایک یہ بھی کام تھا کہ لوگون کی نکتہ چینیون کا جواب دے اور فریقین کے مسلمان بچون کی مذہبی تعلیم کا بندوبست کیا جاے اور محتاج وخانہ بدوش مسلمان یتیمون کے لیے یتیم خانہ جاری کیا جاے۔ سوشیل اصلاح ہو اور برٹش گورنمنٹ سے جو فائدے ہین مسلمانون کے نفشندل کیے جائین اور واعظ مقرر کیے جائین اسی سنہ مین بہت سے اسکول لڑکیون کے لیے جاری کیے گئے چنانچہ آج کی تاریخ تک پانچسو لڑکیان ہر طرح کے نصاب مین پاس ہو چکی ہین۔ اسوقت نو اسکول نسوان مین چارسو لڑکیان پڑھتی ہین اِسکے بعد لڑکون کے لیے اسکول قائم ہوا جو کالج کے درجہ تک پہونچا۔ انھین لازمًا مذہبی تعلیم دیجاتی ہے بالفعل ایکہزار سات سو چھ طالب علم ہین ابتک اپر پرائمری امتحان مین ایکہزار ایک سو اٹھارہ اور مڈل کے امتحان مین چارسو چوراسی۔ انٹرنس مین دوسو ستر۔ یف اے مین ایک سو ترانوے۔ بی اے مین اٹھارہ پاس ہو چکے ہین عربی اور بالکل مذہبی تعلیم کے لیے مدرسہ حمیدیہ ہے جس کے کئی طالب علمون نے یونیورسٹی پنجاب کے مختلف امتحان پاس کیے ہین۔ حفظ قران مجید کے لیے ایک تیسرا مدرسہ ہے صوفی غلام محی الدین حسب وصیت اپنی حافظ زوجہ کے اِس مدرسہ کے اخراجات دیتے ہین۔ سنہ ١٣٠٢ھ مین یتیم خانہ قائم ہوا جس مین اسوقت ایک سو تین یتیم لڑکے لڑکیان ہین ابتک اسمین کے تین سو بہتر یتیم پاس ہوے جو مختلف پیشے کر کے بسر اوقات کرتے ہین

اور گورنمنٹ نے مہربانی کر کے ایک سرکلر جاری کیا ہے کہ جسقدر مسلمان یتیم آوارہ پھرتے ہوے ملین اِس یتیم خانے مین بھیجدیے جائین۔

یور مجسٹی۔ اِن تمام صیغون کے خرچ کے لیے تمام مسلمانون سے کم وبیش فنڈ مہیا کیا جاتا ہے انجمن نے ابتک آٹھ لاکھ روپیہ خرچ کیے ہین مگر ابھی تک اُسکی آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہین ہے بڑی خوشی کی بات ہے کہ یور مجسٹی نے اپنی قلمرو مین ترقی تعلیم کی غرض سے دارالصدر مین سررشتہ تعلیم قائم کرنے کا بندوبست کیا ہے اب ہم اپنا ایڈریس ختم کرتے اور دعا کرتے ہین کہ خدا آپ کو طول عمر عطا فرماے۔ آپ کی سرسبزی بڑھاے آپ اور ہمارے شاہ ایڈورڈ ہفتم مین ہمیشہ دوستی قائم رہے"

جسوقت ہز مجسٹی جواب دینے کیلیے کھڑے ہوے تمام حاضرین بھی سروقد کھڑے ہو گئے۔ مگر ہز مجسٹی نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بٹھا دیا۔ ہاتھ مین ایڈریس لیے کھڑے رہے اور نہایت فصاحت سے فی البدیہہ جواب ارشاد کیا۔ ہندوستانی تو ساکت اور خاموش رہنے کے عادی نہین ہین مگر اُسوقت بالکل سناٹا تھا اور ہز مجسٹی کی تقریر کا لفظ لفظ سنائی دیتا تھا۔ مدبر اور بیدار مغز مقرر کی طبیعت کے موافق عجیب وغریب فصیح تقریر تھی۔ ابتدائی تقریر مین کچھ وقفہ کرتے تھے مگر جب طبیعت مین جوش پیدا ہو گیا تو ہز مجسٹی جھوم جھوم کر مسلسل تقریر کرنے لگے۔ اِس زمانے کی زبانون مین فارسی زبان بہت موزون اور پُرجوش اسپیچ کہنے کے لیے بہت اچھی ہے۔ ہز مجسٹی کا داہنا ہاتھ اُٹھا ہوا تھا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی تقریر کا ہر ایک لفظ حاضرین کے نفشندل کرتے جاتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہز مجسٹی کو کیسا جوش تھا۔ معمولی طریقہ یہ ہے کہ ہز مجسٹی جب فارسی مین تقریر کرتے ہین تو ہر فقرے کا اُردو مین ترجمہ ہوتا جاتا ہے مگر اِس جلسہ مین چونکہ اعلی درجے کے مسلمان تھے جو فارسی سے اچھی طرح واقف تھے اِسلیے ترجمہ کی ضرورت نہ تھی۔ ہز مجسٹی نے جو کچھ فرمایا اُسکا مطلب حسب ذیل تھا۔

"حمد خدا و نعت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پنجاب کے حاضر الوقت مسلمان بھائیو۔ مین تم سے کہتا ہون کہ تم نے ایڈریس پڑھ کر مجھے سنایا۔ مین تمھارے خیالات

سے واقف ہوا۔ اب اُسکا یہ جواب دیتا ہون۔

یاد رکھو کہ اِس سے تمھاری بہبود و فلاح کو بہت بڑا تعلق ہے اور باتون کے قبل گورنمنٹ ہند کی اِس عنایت و فیاضی کی قدر و منزلت ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اُس نے میرے کرورون مسلمان بھائیون کو مذہبی آزادی دی ہو کہ جہان اُنکا جب چاہین وہ اپنے فرائض مذہبی ادا کرتے ہین۔ اِس اعتراف کے بعد سب سے پہلے یہی بات میرے دل مین ہے۔ تم اور لاکھون مسلمانون کی نسبت جنکی طرف سے تم یہان موجود ہو میرے پیام کا یہی ایک فقرہ اصل مطلب ہے جسمین اپنا تمام مطلب ظاہر کیے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ تحصیل علم کرو۔ علم حاصل کرو۔ مین پھر بھی کہتا ہون کہ علم حاصل کرو۔ اے میرے بھائیو جاہل نہ رہو اپنے جہل سے جاہل نہ ہو ایسے لوگ بھی ہین جو تمھارے کانون مین یہ پھونکتے ہین کہ اِس زمانہ کے فلسفے سے مسلمانون کو کچھ مطلب نہین ہے وہ مغربی تعلیم کو گناہ سمجھتے ہین۔ مین اُن مین نہین ہون نہ اُن لوگون مین ہون جو چاہتے ہین کہ تم آنکھین اور کان بند رکھو بلکہ اس کے برعکس تم سے کہتا ہون کہ جسطرح اور جہان ممکن ہو تحصیل علم کرو اور بہت زور دیکر کہتا ہون کہ علم تو صرف ایک بالائی عمارت ہے غلطی سے اسے اصل اصول نہ سمجھو اصل اصول ہمیشہ سے مذہب ہے اور مذہب ہیگا اصل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کوئی تعلیم دینے کے قبل اپنے بچون کو نامی گرامی مذہب کے اصول سکھانا چاہیے جب اسکی اچھی طرح تعلیم ہو جاے تب پھر دماغی تعلیم دینی چاہیے بعض لوگ چاہتے ہین کہ فقط دلی تعلیم پر ختم کر دین انھین دماغی تعلیم سے خوف ہے وہ غلطی پر ہین۔ مین تم سے صاف صاف کہتا ہون کہ وہ مذہبی تعلیم سے روٹی کمانے کے قابل نہ ہونگے محض مذہبی تعلیم سے نہ تمھین کپڑا ملیگا نہ رہنے کو مکان ملیگا اگر دماغی تعلیم سے روگردانی کروگے تو تمھین سرسبزی اور قوت ہرگز حاصل نہ ہو گی اِس سے بھی زیادہ صاف صاف مین کہتا ہون کہ جب سر مین چکی ہو گے تو تمام جسم کو تکلیف ہو گی مگر میری ہدایتون کو فراموش نہ کرو تمھارا فرض ہے کہ اپنے

بچون کو کمسنی مین مذہبی تعلیم دلاؤ کہ خوب اُن کے نقش دل ہو جاے کسی طرح سہو یا محو نہ ہو۔ یہ تعلیم اس طرح لڑکون کے نقش دل ہونا چاہیے کہ دوسرے مذاہب کا اُن کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا اور عقائد اسلام اُن کے دلون مین ضعیف نہ ہونے پائین یہ نہ خیال کرو کہ میری یہ دونون ہدایتین باہم متناقض ہین۔ مین کہتا ہون کہ اگر تم اپنے مقدس پیغمبر کے اعلی درجے کی تعلیم و ہدایت کے استقلال کے ساتھ ایک پانون سے پابند رہو گے تو دوسرے پانون کو دنیا کے بہترین محرک ہونے دوگے اور تمھارے پانون کو لغزش نہ ہو گی جب کسی کے دل مین نور ایمان اچھی طرح جاگزین ہو گیا تو پھر وہان سے وہ نور نہ جائیگا۔

مین افسوس سے کہتا ہون کہ جسقدر مالی مدد مین دینا چاہتا تھا اُسقدر نہین دے سکتا بالفعل افغانستان مین تعلیمی صیغے جاری کرنے پر بہت روپیہ صرف کر رہا ہون سب سے پہلے مجھے اپنے ملک کے حقوق کا لحاظ رکھنا چاہیے مگر مین تمھارے حالات سے واقف ہون اکثر مین نے اخبارون مین ترقی کالج کی رپورٹین پڑھی ہین اور آثار ترقی کو خوشی کی نظر سے دیکھا ہے اب تک مین نے چھ ہزار روپیہ سال کی مدد دی ہے مگر آج اضافہ کر کے بارہ ہزار سالانہ مقرر کرتا ہون (زور سے نعرہ تعریف) مگر یہ چھ ہزار خاص کام یعنی مسلمان یتیم لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کے لیے دیتا ہون تمھین اسبات کا خیال رہے کہ روپیہ اور کسی کام مین نہ خرچ ہو صرف اِسی کام مین صرف ہو۔

لفٹنٹ گورنر پنجاب کا مین شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے اپنی دانائی و فراست سے پنجاب کے تمام مسلمان یتیم بچون کو نگرانی مین رکھنے کی عام اجازت دی ہے اگر ہز آنر ایسی اجازت نہ دیتے تو تمھارے مساعی جمیلہ بیکار ہوتے مین تعمیر کالج کے فنڈ مین بیس ہزار روپیہ بھی دیتا ہون (بہت زور سے نعرہ تعریف) یہ روپیہ مین اپنے نام پر نہین بلکہ خدا کے نام پر دیتا ہون آج ہی رات کو اور اگر دیر ہو گئی تو کل صبحکو یہ تمام روپیہ

برٹش ہند کے سکہ کی صورت مین بھیجدونگا اب خدا سے میری یہ دعا ہے کہ تمام دنیا مین اسلام نیکنام رہے اور تمام اقوام و مذاہب ہمارے مذہب کا ادب و لحاظ رکھین۔"

تقریر کے بعد ہز مجسٹی مع چند ارکان انجمن اور اخبار نویسون کے اُس موقع پر تشریف لے گئے جہان سنگ بنیاد نصب کرنا تھا یہان بھی ایک مکلّف تخت رکھا ہوا تھا آپنے اُسپر بیٹھ کر نقرئی ظرف مین سے نقرئی آلات معماری کے ذریعے سے چونے کو بچھایا پھر خود اُٹھ کر سنگ مرمر کے کتبے کو وہان نصب کیا جو تقریباً ایک فیٹ مربع تھا اور یہ عبارت اُسپر کندہ تھی۔

اللهم بارک فیه

ازید فیض شہ کابل زمین

شد بنا ے کاخ علم المومنین

۱۳ ۲۵ ھ

اِس جگہہ دیوار پر مندرجہ ذیل کتبہ لگایا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفضلہ تعالی بناے این بیت العلوم انجمن حمایت اسلام لاہور اعلیحضرت رفیع مرتبت قوی شوکت سراج الملت والدین امیر حبیب اللہ خان جی۔سی۔بی۔جی۔سی۔یم۔جی فرمانفرماے دولت خداداد افغانستان وملحقات آن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ بدست مبارک خود نہادند شہر محرم الحرام سنہ ۱۳۲۵ھ۔فروری سنہ ۱۹۰۷ء۔

مگر تغیر تاریخ کیوجہ سے اب فروری کی جگہ مارچ لکھوانا پڑیگا۔نقرئی ظرف آہک آلود اور آلات معماری مع ایڈریس کے جو نقرئی کاسکٹ مین تھا ہز مجسٹی کے ہمراہ گیا۔

سنگ بنیاد نصب ہونے کے بعد جملہ حاضرین نے دعاے خیر مانگی اور ہز مجسٹی موقع بنیاد سے باہر آگئے اور چند قدم پیدل چلکر اپنی موٹر کار کے قریب آئے اِس اثنا مین آپ نے خان بہادر الہٰ بخش خان سابق نیٹو اتاچی سردار محمد ایوب خان سے سردار صاحب کے متعلق گفتگو کی۔ہمراہی سردار اور ہز مجسٹی جب موٹر گاڑی مین بیٹھ گئے تو حاضرین نے تین چیرز دیے۔چھ بجے شام کے قریب آپ یہان سے واپس ہوے۔

۴۔مارچ کو ہز مجسٹی نے باغات شالامار کی سیر صبح کیوقت کی۔وہان ڈیڑھ گھنٹے تک رہے۔ قاضی غلام ربانی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو لاہور مین امیر کے کیمپ کے افسرون مین تھے اور خود بھی افغانی ہونے کے علاوہ پشتو۔فارسی۔اُردو اور انگریزی مین بہت طلاقت کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہین ہز مجسٹی کے سامنے پیش کیے گئے اور ان چارون زبان مین خوب باتین کرتے رہے۔ہز مجسٹی نے کئی تاریخ۔اشجار اور اُن کے خواص وغیرہ کے بارے مین مختلف سوالات کیے اور علم نباتات کی حیثیت سے بہت کچھ بحث کرتے رہے مختلف درختون کے نام اور اُن کے فوائد دریافت کیے اور پوچھا کہ فلان فلان درخت کب پھولتے پھلتے ہین اور انکا تخم کہان سے آیا اور اُن کے متعلق کیا کیا تجربے ہوے اور کیا نتائج پیدا ہوسے بلخ کے درختون سے متعلق جو نتائج بیان کیے گئے ہز مجسٹی نے افغانستان کے باغات سے اُسکا مقابلہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آب ہوا اور قدرتی حالات کے اعتبار سے باغبانی کے متعلق لاہور کی حالت بالکل جلال آباد کے مشابہ ہے باغات شالامار مین عمدہ قسمون کے جو پھلدار درخت لگے ہین اُن کے متعلق دریافت کیا کہ تخم کہان سے مل سکتے ہین وہ میرے لیے منگوا دیے جائین۔قاضی غلام ربانی نے اِس بارے مین شاہی خواہشون کو پورا کر دیا۔

ہز مجسٹی کے لیے لاہور مین جو کیمپ قائم کیا گیا تھا ہندوستان بھر مین کہین ایسا کیمپ نہین تھا ہز مجسٹی نے یہان جو آسائش و آرام پایا اسکا کئی مرتبہ ذکر کیا۔

شادی مین بطور مہمان

پنجاب سے روانہ ہونے کے قبل سب سے پچھلی تقریب جسمین ہز مجسٹی شریک ہوے جلسہ شادی تھا جس مین سر چارلس اور لیڈی ریواز کا اہتمام تھا ان کو ہز مجسٹی کی شرکت شادی سے بڑی خوشی ہوئی اِسلیے کہ دُلہن مِس سمی ریواز لفٹنٹ گورنر کی بھتیجی اور دولہا مسٹر یچ۔آر۔سی ڈالبس انڈین سول سروس لیڈی ریواز کے چچازاد بھائی تھے مسٹر ڈالبس محکمہ نظارت خارجہ کے ڈپٹی سکرٹری اور خاص طور پر ہز مجسٹی کے سیاحت ہندوستان مین ہمراہ کیے گئے تھے اسیوجہ سے ہز مجسٹی اُن کی شادی مین شریک ہوے چونکہ موسم قیام لاہور کا آخر زمانہ تھا اور ریور وبین سوسائٹی کے بہت کم لوگ رہگئے تھے اِس لیے

شادی خاموشی کے ساتھ انجام پائی۔ گرجاگھر مین جہان شادی ہوئی پھول وغیرہ نہ تھے۔ بشپ لاہور نے نکاح پڑھایا۔ سر چارلس ریواز نے دُلہن کو اپنے ہاتھ سے دولہا کے سپرد کیا۔ دُلہن سفید ساٹن کا سایہ پہنے ہوے نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی جسمین مختصر جھالر لگی ہوئی تھی اور نقرئی کنارہ تھا۔ گلے مین مرصع دھگدھگی تھی۔ گرجاگھر مین عقد ہوجانے کے بعد سب لوگ گورنمنٹ ہاوس مین جمع ہوے کھانے کے خوشنما کمرے مین تفکہات جمع تھے مذہبی طریقے پر روٹی کے دو ٹکڑے کیے گئے اِسکے بعد ہی ہز مجسٹی داخل ہوے اور دولہا دُلہن کو مبارکباد دی۔ یہ انتظام ہوا تھا کہ ہز مجسٹی پنجاب کے صدر مقام سے دوشنبے کی رات کو دس بجے روانہ ہونگے لیکن وہ بچ کی دعوتون مین شریک رہے اور ہفتے کے روز ایک بجے دن کو روانہ ہوے۔

ہز مجسٹی جب دہلی مین تھے تو وہان کے مشہور فاضل بزرگ شمس العلما مولوی سید محمد ضیاء الدینخان بہادر سے شوق ملاقات ظاہر کیا تھا اور ملنے کا خاص وقت مقرر کیا تھا۔ چنانچہ سر ہنری میکمہن نے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ شمس العلما کو اسکی اطلاع دیجاے مگر کسیوجہ سے مقررہ وقت کے بعد اطلاع دی گئی سر ہنری میکمہن نے بذریعہ تحریر شمس العلما سے اظہار افسوس کیا اور لاہو آنے کو لکھا۔ چنانچہ مولانا وہان گئے اور ہز مجسٹی سے ملے۔ دوبارہ ۴۔ مارچ کی رات کو لاہور سے رخصت ہوتے وقت سر ہنری میکمہن نے مولانا کو پیش کیا۔ ہز مجسٹی دونون ملاقاتون مین شمس العلما سے بہت خوش ہوے دیر تک سرگرم گفتگو رہے اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد رکھتے وقت جو فارسی تقریر کی تھی اُسکے متعلق بھی مولانا سے رائے دریافت کی۔

راولپنڈی مین داخلہ

ہز مجسٹی راولپنڈی مین طلوع آفتاب کے بعد داخل ہوے جہان چھ گھنٹے سفر کرکے پہونچے۔ یہان اپنی گاڑی سے کچھ دیر کرکے اُترے اور موٹر کار پر سوار ہوکر ادھر اُدھر سیر کرتے رہے لاہور کی طرح یہان بھی کوئی پروگرام نہین تھا اصل مقام جسکا یہان معائنہ کیا سلح خانہ تھا افسران اسٹاف وہان آپکو لے گئے اِس جگہہ پنجاب موٹر ٹرنسپورٹ کمپنی لمیٹیڈ نے عرصہ قیام راولپنڈی کے لیے ہز مجسٹی کی خاطر

پانچ موٹر کار کا بندوبست کردیا تھا۔ ہز مجسٹی کی موٹر پر جنرل او۔ مور کریگ اور سر ولیم میکمہن سوار تھے۔ پہلے گاڑی ایک مورچہ کو جو سڑک پیشاور پر واقع ہے پہونچائی گئی۔ وہان سے قلعہ راولپنڈی مین گئے قلعہ کی سیر کے بعد ریلوے اسٹیشن آئے۔

پشاور

چونکہ اندھیرا ہونے کے بعد ہز مجسٹی یہان پہونچے اسلیے مراسم وغیرہ کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ توپون کی سلامی سر نہین ہوئی نہ جسطرح داخلے کیوقت انتظام تھا واپسی پر سڑکون پر سپاہی تعینات تھے ہز مجسٹی امیر ایک کیمپ مین فروکش ہوے جو چھوٹے سے گانون کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ ۵۔ مارچ کو بھی صبح کیوقت کوئی اہتمام نہ تھا اِس لیے کہ رات کو بارش ہوئی تھی اور جھنڈیان وغیرہ خراب ہوگئی تھین اسوجہ سے کہ کہین گاڑی اُلٹ نہ جاے موٹر کار کی رفتار بھی تیز نہین کی جاسکتی تھی۔

۶۔ مارچ کو مطلع صاف ہوگیا ایک مرتبہ کچھ ابر آیا اور ترشح ہوا مگر ہز مجسٹی کی کارروائیون مین کچھ فرق نہ پڑا وہ بدستور دن بھر سیر مین معروف رہے پہلے آٹھ بجے موٹر کی تیاری کا حکم دیا پھر دس بجے طلب کیا لیکن دراصل بارہ بجے روانہ ہوے۔ کیمپ کی یہ کیفیت ہورہی تھی کہ گھٹنون کیچڑ تھا اور یہان زینت و آرائیش کا جو سامان کیا گیا تھا اُسے دیکھ کر وحشت ہوتی تھی۔ لنچ کھانے کے بعد ہز مجسٹی بریگیڈ کی آخری قواعد دیکھنے گئے جو دوشنبے سے ہورہی تھی اگرچہ دیر کرکے پہونچے مگر مردانہ ورزشون اور ہائیلینڈ کے گورون کا تلوار پر ناچ اچھی طرح دیکھا جسوقت ہز مجسٹی میدان مین پہونچے تو تمام بینڈ نے ملکر افغانی گت بجائی یہان بہت سی لیڈیان ہز مجسٹی کے سامنے پیش کی گئین ان مین اکثر ایسی تھین جن سے امیر پہلے سے واقف تھے کئی گھنٹے تک گفتگو رہی۔ آسمان صاف ہوگیا تھا اور کھلے میدان مین نہایت عمدہ طرح کا جلسہ ہوا۔ مختلف قسم کی وردیان پہنے ہوے فوجی لوگ اور بہت سے تماشائی جمع تھے۔ ہائیلینڈ پلٹن کے لوگ سفید، سرخ اور سبز وردی پہنے تھے بڑی دیر تک کھیل ہوتے رہے حتی کہ شام ہوگئی۔ لیڈی ڈین اہلیہ چیف کمشنر سرحدی صوبہ نے انعامات تقسیم کیے اور ہز مجسٹی کے

اعزاز مین نعرے بلند کیے گئے۔ یہان سے دوسو ہمراہی اور شاگرد پیشہ کابل کیطرف روانہ کیے گئے۔

روانگی سے پہلے ہز مجسٹی نے سرہنری مکمہن کے خدمات ہنگام سیاحت کا شکریہ ادا کرتے ہوے انھین اعلی ترین افغانی خطاب دیا یعنی سردار بنایا ان کے باقیماندہ افسران اسٹاف امیر کی سلون گاڑی پر طلب ہوے اور مندرجہ ذیل تمغے عطا ہوے۔ کرنل ڈلیش۔ میجر برڈ اور میجر بروک کو تمغہ حرمت کپتان ڈرمینڈ۔ میجر ڈیوک اور کپتان ریمزے کو تمغہ عزت۔ مسٹر فیلڈ۔ مسٹر جنکنز۔ مسٹر ملکپنگٹن کو تمغہ خدمت اور اپنی تقریر مین فرمایا کہ مین یہ تمغے آپ لوگون کو جو میرے دوست ہین دینا چاہتا ہون آپ نے میرے قیام ہند کے زمانے مین عمدہ خدمات انجام دیکر میرے اوپر اپنے زبردست حقوق قائم کرلیے ہین آپ لوگون نے ہر موقع پر میری خدمت مین کوئی کوتاہی نہین کی۔ مجھے میری سیاحت مین جو کامیابی ہوئی ہے اور ہندوستان کی سیاحت سے جو تفریح حاصل ہوئی ہے اُسکے لیے مین بدرجہ غایت آپ کا ممنون ہون مین آپ لوگون کو یہ تمغے خود اور اپنی گورنمنٹ کی جانب سے دیتا ہون مجھے امید ہے کہ شہنشاہ قیصر ہند آپ کو ان تمغون کے استعمال کی اجازت دینگے۔

لنڈی کوتل

۶۔ مارچ کی شب کو دفعۃً اطلاع ملی کہ ہز مجسٹی سر ہرالڈ ڈین کے ساتھ کھانا کھائینگے اور ۷ تاریخ کی صبحکو روانہ ہو جائینگے روانگی کا وقت آٹھ بجے صبح مقرر ہوا تھا اسوقت تک گورہ اور ہندوستانی فوج اپنے موقع سے صف بستہ ہو گئی تھی۔ دو بجے رات تک امیر اپنے میزبانون کے ساتھ رہے مگر ٹھیک وقت پر اسٹیشن پر پہونچ گئے اونیسوین رسالے کا گارد ہمراہ تھا۔ پھاٹک پر ہائیلینڈ برگیڈ کے بینڈ نے افغانی گت بجائی اور سکھ پلٹن کے گارد آف آنر نے سلامی اُتاری۔ پلیٹ فارم پر سول اور فوجی افسر موجود تھے کچھ لوگ ہز مجسٹی کے ساتھ لنڈی کوتل تک آئے جسوقت ہز مجسٹی سے لوگ رخصت ہو رہے تھے قلعے سے توپون نے شلک سلامی سر کی۔

سوا آٹھ بجے ٹرین جمرود کو روانہ ہوئی اور ۳۵ منٹ مین تمام گھاوسٹے کیا جب ٹرین جمرود

پہونچی تو سرحدی توپخانے سے شاہی سلامی سر ہوئی۔ گارد آف آنر نے سلامی اُتاری اور بینڈ نے دعائیہ گت بجائی یہان فقط اتنا کام تھا کہ امیر اور اُن کے ہمراہی خیبر جانے کیلیے لینڈو گاڑیون پر سوار کرائے جائین۔ دس بجے ایک اور سلامی سر ہوئی اور گاڑیون کا لمبا جلوس روانہ ہوا اُنیسوین رسالے کا گارڈ ہمراہ تھا۔ پہلی خیبر ریفل پلٹن کے سنتری پچاس پچاس گز کے فاصلے سے کھڑے تھے۔ علی مسجد مین اُنیسوین رسالے کے گارد نے بدلی کی۔ جھنڈیون کے ذریعے سے ہز مجسٹی کے آمد کی خبر کردیگئی تھی اور گارد رسالہ جلدی سے روانہ ہو کر بارہ بجے کے قریب لنڈی کوتل پہونچا۔ ہز مجسٹی کی گاڑی بہت بڑے شامیانے کے پاس جاکر کھڑی ہوئی یہان گارد آف آنر مع بینڈ موجود تھا ہز مجسٹی اسے دیکھ کر میجر راس کیپل کے ہمراہ قلعے کو گئے آمد و رفت قلعہ کیوقت بہت سے بیرونی اشخاص نے جو جمع تھے بڑے جوش سے خیر مقدم کیا آخر مین ہز مجسٹی اُس مقام پر گئے جہان بے تار کے آلات ٹیلیگراف لگے ہوے تھے۔

ہز مجسٹی ایک گھنٹے تک خیمے مین رہے مسٹر شیلڈ افسر دفتر نے حتی الامکان سلسلہ پیام رسانی بے تار کی کیفیت بیان کی اِس ذریعے سے چند سوالات کیے گئے اور ان کے جواب ملے اور ہز مجسٹی نے ہندوستان کے کئی دوستون کو پیام رخصت ارسال کیا۔ ساڑھے چار بجے ہز مجسٹی جانے کے لیے تیار ہوے اسوقت تک کثرت سے تماشائی جمع ہو گئے تھے ہز مجسٹی سگرٹ پیتے ہوے اپنے ہمراہیون اور افسران اسٹاف مذاق کرتے باہر آئے اور فوراً اسبز سے گھوڑے پر جو تیار کھڑا تھا سوار ہوے۔

ہز مجسٹی نے اِس سے پہلے آنریبل عمر حیات خان سی۔ آئی۔ ای۔ کرنل عبد المجید خان۔ لفٹنٹ محمد اکبر خان خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد پولیٹیکل اٹاچیون کو طلب کر کے اُن کے خدمات کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوتے وقت اُن سے کہا کہ مین آپ لوگون کی کارگذاریون سے بہت خوش ہوا اور ہمیشہ آپ لوگون کو یاد رکھونگا۔ علیگڈھ کالج کے دو طالب علمون کا بھی شکریہ ادا کیا اور انھین نوکری دینا چاہی۔

جب ہز مجسٹی قلعہ سے روانہ ہونے لگے تو لوگون نے معرف و مداح ہو کر انھین دیکھا۔ رسالہ کا گارد صف بستہ تھا اور جلوس لنڈی خانے کو روانہ ہوا۔ لنڈی خانہ سے گارد اور یورپین افسران

اسٹاف واپس ہوے اور ہز مجسٹی اپنے ہمراہیون کے ساتھ حدود افغانستان مین داخل ہوئے - ہز مجسٹی کی روانگی سے متعلق مندرجہ ذیل تار برقیان شائع ہوئین -

مرسلہ والیسرائے ہند

بجانب امیر افغانستان

۷- مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

"ہندوستان سے یور مجسٹی کی روانگی کے متعلق میری یہی دعا ہے کہ آپ کا خوشگوار سفر بخیر و عافیت ختم ہو اور یور مجسٹی کو صحت و تندرستی نصیب ہو - خوشی خرمی شامل حال رہے افغانستان کو سرسبزی حاصل ہو یور مجسٹی کے استقبال کا مجھے بہت بڑا فخر حاصل ہوا مجھے امید ہے کہ ہماری ذاتی دوستی سے دونون ملکون مین بہت معقول سمجھوتہ ہو جائیگا - یور مجسٹی یقین کرین کہ آپ ہندوستان سے بہت سے سچے دوستون کی دعائین اپنے ساتھ کابل لیجا رہے ہین - آپ کے سچے دوستون کو یور مجسٹی کی تشریف آوری کی مسرت یاد رہیگی"

مرسلہ امیر افغانستان

بجانب والیسرائے ہند

سرحد ہند ۸- مارچ سنہ ۱۹۰۷ء

"ہنوز مین عملداری افغانستان مین داخل نہین ہونے پایا تھا کہ لنڈی کوتل مین آج یور اکسلنسی کی تار برقی میرے پاس پہونچی مین یور اکسلنسی کا شکریہ ادا کرتا ہون اسوقت مین ہندوستان کی حد طے کر کے قلمرو افغانستان مین داخل ہوا مین نے ہندوستان مین نہایت خوشی سے ۶۴ دن بسر کیے گورنمنٹ ہند نے میرا جو اعزاز کیا اُسکے لیے مین یور اکسلنسی کا شکریہ ادا کرتا ہون - یور اکسلنسی نے سر ہنری میکمہن ایسے لائق افسر کو میرا مہماندار مقرر کیا اُنھون نے

جو انتظام کیا اور مدد دی اُس سے مین بہت خوشنود ہوا اب مین آپکو الوداع کہتا ہون"

مندرجہ ذیل تحریر ہز مجسٹی نے جمرود سے سر ہنری میکمہن کو ارسال فرمائی جس مین سفر ہندوستان پر اظہار خوشنودی کیا گیا تھا -

جمرود - در وقت مراجعت از سفر ہندوستان و داخل شدن بہ سرزمین افغانستان

"از دورہ ہندوستان کہ در شصت و چہار روز بہ دورہ مذکور بودم آن قدر محظوظ ہستم کہ از حد بیان بیرون ست انچہ از طرف گورنمنٹ انڈیا و خود جناب والیسرائے صاحب و کمانڈر انچیف وغیرہ صاحب افسران نظامی و حکام ملکی ہندوستان ملاحظہ کردم ہمہ محبت و دوستی بود و ہمہ شان را دوست افغانستان و دولت خود یافتم و من میتوانم گفت کہ درین قلیل زمانہ گردش خود در ہندوستان آنقدر دوستہاے صادق براے دولت افغانستان و شخصی خود پیدا کردم کہ اگر از افغانستان در ہندوستان نمی آمدم بہ بست سال پیدا کردن نمی توانستم پس امروز ملت افغانستان و خود را مبارکباد میدہم کہ مالک خوب دوستہا ہستم -

دوست من سر ہنری میکمہن این مضمون نوشتہ مرا براے مدیر اخبارات راجبر بد ہند تا در اخبار خود شائع کند کہ تمام عالم واقف شوند"

امضاء سراج الملت والدین

کتابخانه

اعلان

مہربانی فرماکر کوئی صاحب اِس
کتاب کو بغیر مولف کی اجازت کے
نہ چھاپیں۔ باضابطہ رجسٹری کرادیگئی ہے

حکیم برہم مولف حیات امیر